وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت جو نیکی کیطرف بلائے اور بھلائی کا حکم اور بدی سے منع کرے اور ایسے لوگ ہی مفلح ہوتے ہیں۔

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

کی

سوانحعمری

جس میں باوا صاحب ممدوح کے تفصیلی حالات اور انکی تعلیم اور توحید و معرفت الٰہی کے دلچسپ مضامین درج ہیں

مؤلفہ

شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نور سابق سورن سنگھ ودوان مصنف اظہار حق

آریہ دھرم کا پول۔ آریہ دھرم کا فوٹو۔ سومنگلا۔ جاگو جاگو خالصہ نیند نا کرو ایبار۔ اسلام اور سکھ ازم ۔ روح اور مادہ کی ابدیت ازلیت کا رد۔ قرآن شریف اور وید۔ قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم وغیرہ وغیرہ

سنہ ۱۹۱۵ء

بہ اہتمام حافظ مظفر الدین اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپی۔

دوسرا اڈیشن۔

تعداد جلد ۱۰۰۰

قیمت ۱۲/

ڈیڈیکیشن

حضرت قدوۃ السالکین سلطان المعارفین عالیجناب
حضرت حاجی الحرمین شریفین صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد
صاحب خلیفۃ المسیح ثانی جن کے عہد مبارک میں مجھے دوبارہ
اس سوانحعمری کے چھپوانے کا موقع ملا اور جن کی قوت قدسیہ نے
نازک سے نازک موقع پر میری دستگیری فرمائی جن کی رحمت اور فضل
کا دست مبارک ہمیشہ میرے سر پر رہا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ میں حضور
والا کے نام نامی کو زیب عنوان نہ بناؤں۔ لہٰذا
میں اپنی اس ناچیز محنت کو حضرت کے نام نامی
سے معنون کرکے بکمال ادب حضور کی خدمت
میں پیش کرتا ہوں

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکسار

محمد یوسف ودوان
ایڈیٹر نور از قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

دیباچہ

یہ سنت اللہ ہے کہ جب دُنیا اُس وحدہٗ لاشریک کی عبادت کو چھوڑ کر فسق و فجور سے دل کو لگاتی ہے۔ جب مخلوق اپنے خالق سے مُنہ پھیر کر بدکاریوں کی طرف راغب ہو جاتی ہے۔ جب ظُلم کا دور دورہ ہوتا ہے فسق و فجور کی خلا کا سیاہ پردہ اندھیری رات کی طرح چھا جاتا ہے اور سچائی کا شمس قریب قریب غروب ہونے کو ہوتا ہے اور جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ لوگ کسی قانون کے پابند نہیں رہتے۔ اور اُن کی بیجا خواہشوں اور جذبات کے روکنے کا کوئی سامان موجود نہیں ہوتا۔ بیواؤں اور یتیموں کی آہ و بکا کی دردناک آوازیں نیچر میں شور محشر بپا کرتی ہیں۔ جب دُنیا وہم پرستی اور باطل پرستی میں ڈوبنے کو ہوتی ہے۔ جب فرقہ بندی اور ذات پات کا وہمی بھوت سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ یہ آج سے چار سو سال کی بات ہے کہ جب ہندوؤں میں روحانی جذبہ اور اخلاقی حس قریب قریب تباہ ہو چکی تھی نفاق و خود غرضی اور بزدلی دن بدن اپنا تسلط جما رہی تھی خدا پرستی اور حق شناسی سے ہندو قوم غافل ہو چلی تھی خشیت اللہ و خلق۔ ہمدردی انصاف بہادری علم و دانائی مفقود ہو چکی تھی۔ بُت پرستی عناصر پرستی۔ کواکب پرستی۔ نوع بنوع کی بدعتوں۔ توہمات وہم پرستی۔ غرضیکہ گوناگوں

پرستیوں کا دور دورہ تھا۔ ذات پات کی پابندی اور بیہودہ چھوت چھات کے مسئلہ نے جہاز پر سوار اور دریائے اٹک سے پار ہونے کو بھرشٹ اور ناپاک خیال کیا اگر بھولے سے شودر کے کان میں کہیں وید کے شلوک کی آواز جا پہنچتی تھی تو برہمن لوگ سکہ ڈھال کر شودر کے کانوں میں ٹپکاتے تھے۔ یا گرم لوہے کی سلاخ سے اس کی زبان کو داغ دیتے تھے اور اسی میں اس کی نجات سمجھی جاتی تھی۔ ایک ذات کا ہندو دوسری ذات کے ہندو سے راہ و رسم نہ رکھتا تھا۔ اگر ایک ہندو دوسرے ہندو کے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھا لیتا تو بس گھر کی ہر ایک چیز بھرشٹ ہو جاتی تھی۔ وہ برادری سے خارج کیا جاتا تھا۔ ہندوؤں کی سوشل لائف قریب قریب تباہ ہو چکی تھی۔ ہر ایک ہندو اپنے آبائی پیشیہ کے لئے مجبور تھا۔ گویا وہم پرستی نے ہندوؤں کی اس تنگ ظرفی پر مُہر لگا دی تھی۔ جس میں اس کے ہر ایک فرد کو عمر بھر کے لئے نہیں نہیں بلکہ نسلاً بعد نسلاً قید رہنا پڑتا تھا۔ اور اس کی خلاف ورزی کو گناہ کبیرہ خیال کیا جاتا تھا۔ ایک شودر خواہ مال و دولت۔ جاہ و حشمت۔ فہم و فراست اور روحانیت سے چھتری سے بھی کیوں نہ بڑھ چڑھ کر ہو مگر اُس کو ویش کی پدوی ملنی بھی محال تھی۔ غرضیکہ اس ذات پات کے وہمی جھمیلے نے ہندوؤں کے شیرازہ کو بکھیرا ہوا تھا۔ اور از روئے اختلاف قومیّت ہندوؤں کی حالت جھاڑو کی سینکوں کی طرح بکھری ہوئی تھی ٭

اس ناگفتہ بہ حالت نے ہندوؤں کو نہایت نحیف اور بزدل بنا دیا تھا۔ غرضیکہ ان کی سوشل اور روحانی حالت ورطۂ تنزل کے انتہائی نقطہ تک پہنچ چکی تھی یہ کچھ کم خرابیاں نہ تھیں جو بلحاظ روحانی اور تمدنی ہندوؤں میں پھیلی ہوئیں تھیں۔ دلی پاکیزگی اور مذہبی قدسیت خواب و خیال ہو رہی تھی۔ عناصر پرستی۔ لاتعداد دیوتاؤں اور اوتاروں جو ۳۳ کروڑ خیال کئے جاتے ہیں کی پرستش نہایت زوروں پر تھی

لوگ روحانیت کے معراج سے گر کر ضلالت کے گڑھے میں گر چکے تھے ہندوؤں نے اس وحدہٗ لاشریک کی پرستش کو بھلا کر طرح طرح کی گمراہیوں سے دل کو لگایا ہوا تھا۔ شمس و قمر کا پوجاری اعلیٰ درجہ کا مہنت سمجھا جاتا تھا۔ کذب روز افزوں تھا۔ گمراہی اور کجی ہندوؤں میں اپنا کام کر رہی تھی۔ ظلم زیادہ پھیل رہا تھا اور انصاف کا نام تو قریباً قریباً ہندوؤں سے مٹ چکا تھا۔ زبردست عاجز کو کھاتا تھا۔ خیر و ایثار کا نام ان سے اٹھ چکا تھا۔ معتقدان ہنود مذہب ایمان اور دھرم کو بازیچۂ اطفال سمجھ رہے تھے۔ گویا کہ فیج اعوج کا ظہور تھا۔ برہمن نے گائتری کے پاٹھ کو بالائے طاق رکھ کر بغل میں چھری دبائی گویا کہ ہندو قوم میں ظلم کے ماجون کا سورج دوپہر کو عین نصف النہار میں اپنی حدت سے العطش العطش کی صدائیں بلند کروا رہا تھا لوگ ظلموں سے تنگ آ کر خانہ بدشی کو ترجیح دیتے تھے۔ خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کا بازار گرم تھا لوگ ہراساں اور پریشان نفسا نفسی کا سودا تھا۔ دھرم راستی اور ایمانداری دلوں سے کافور ہو چکی تھی لوگوں کے دل گھور پاپ اور فسق و فجور کی گھنگور گھٹا سے سیاہ ہو گئے تھے بجائے رحم اور محبت کے آزردگی اور کشیدگی اور تنفر کا دور دورہ تھا غرضیکہ اہل ہنود کے کرہ ہوائی میں جور و ستم کے سیاہ بادلوں میں سچائی کا چاند الوپ ہوا چاہتا تھا۔ بھلا اس رحیم کریم کی رحمانیت اس بات کو کب گوارا کرتی ہے کہ اس کی مخلوق اس فیج اعوج میں پڑ کر گناہ آلودہ زندگی کے سبب دوزخ کا ایندھن بنے۔ اس لئے اس رحمٰن اور رحیم نے محض اپنی کرپا سے باوا نانک جی کو اہل ہنود کے اودھار (نجات) کیلئے پرگٹ کیا۔ مگر افسوس کہ آجتک ایسے مہاتما پرش کی اردو سوانح عمری شائع نہیں ہوئی تھی جس سے ان کے جیون چرتر یعنی مقدس لائف کے صحیح صحیح حالات اردو داں پبلک کو معلوم ہوتے۔ اس لئے بعض دوستوں کے ارشاد سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں باوا نانک جیسے

ولی اللہ کی سوانح عمری لکھوں جس کو پڑھ کر لوگوں کے دلوں سے ظلمت شرک دور ہو۔ اور گم گشتگان بادیہ ظلمت کو منزل ایمان نصیب ہو اس لئے اس عاجز نے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری کا بوجھ اپنے ذمہ لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنہ ۱۹۰۹ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع کیا گیا اور اب بفضل ایزدی اس کا دوسرا ایڈیشن خاص اضافہ اور مناسب تبدیلیوں اور اصلاحات کے بعد شائع کیا جاتا ہے۔ اس سوانح عمری کے کل حوالجات سکھ صاحبان کی معتبر کتب گرنتھ اور جنم ساکھی وغیرہ سے لئے گئے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ناگری۔ گورمکھی وغیرہ میں بھی اس کے ایڈیشن شائع کئے جائینگے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ قوی اُمید ہے کہ یہ میری محنت جو محض نیک نیتی حب قومی اور خلوص دل پر مبنی ہے۔ ٹھکانے لگے گی۔ آمین اور باوا صاحب کے پیرو انشاءاللہ تعالیٰ اس سے مستفید ہونگے۔

خاکسار

محمد یوسف۔ ایڈیٹر

نور

قادیان

عہدِ طفلی

بالائے سرش زہوشمندی   مے تافت ستارۂ بلندی

نسب و وطن

حضرت باوا نانک صاحب کا سلسلہ نسب اس عظیم الشان اور دھرماتما پرش تک پہنچتا ہے جو وفاداری اور اطاعت پدری کا کامل نمونہ تھا اور اپنے وقت میں ہندوستان کی گری ہوئی حالت کی اصلاح وسدھار کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ آج بھی ہندو جاتی جس کا نام نہایت ادب اور تعظیم سے لیتی ہے اور اس کے پیارے نام پر اپنا سر جھکا دیتی ہے یہ بزرگ سری راجہ رامچندر جی تھے جو سورج بنسی خاندان کی قابل قدر یادگار ہیں۔ باوا نانک صاحب کے والد مہتہ کالو رائے جی کا سلسلہ نسب اسی دھرماتما اوتار تک پہنچتا ہے اور اسی لحاظ سے باوا صاحب اصلاح خلق کا فطری حصہ لیتے آئے تھے

آپ کے والد صاحب مہتہ کالو رام رائے بھوئے کی تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اور اسطرح پنجاب کو اور پنجاب میں سے علاقہ لاہور کو یہ فخر حاصل ہوا کہ آج سے چار سو سال پیشتر اس نے ایک ایسا گوہر نایاب ہندوستان کو دیا جس نے گمشدہ صداقتوں کو پھر روشن کیا باوا نانک صاحب کی والدہ ماجدہ کا نام ترپتی

ترپتا تھا جو اپنی قوم میں معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھی

ملکی حالت

باوا صاحب کی پیدائش کے زمانہ میں سلطان بہلول لودہی کے خاندان کا راج تھا اور لودہی خاندان کا دور حکومت آخر ہونیکو ہی تھا جیسا کہ آئندہ چل کر معلوم ہوگا کہ باوا صاحب کے کمالات کا اظہار سلطنت مغلیہ کے بانی اور انڈیا کے فاتح ظہیر الدین بابر کے عہد میں ہوا ملک کی عام حالت پر بحث کرنا اس وقت میرا مقصد نہیں۔ البتہ اتنا کہنا ضروری ہے کہ ملک کی اخلاقی اور روحانی حالت اس وقت بالطبع تقاضاء کرتی تھی کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

پیدائش

خدا تعالی نے اپنے لاتبدیل قانون کے موافق ایسی حالتمیں شریمتی ترپتا کے بطن اور مہتہ کالو رائے کی پشت سے ایک ایسا نور نکالا جس نے بت پرست دنیا میں تاریکی کو دور کر کے خدائے واحد کی لگن دلوں کو لگا دی اور پنجاب کی رہنے والی ہندو قوم کو وہ نعمت دی جس سے وہ کئی صدیاں بیشتر محروم ہوگئی تھی وہ نعمت کیا تھی؟ خدا تعالی کی توحید

مہتہ کالو رائے کے گھر میں ۳۔ بیساکھ سمت ۱۵۲۶ بکرمی مطابق ۱۵۔ اپریل ۱۴۶۹ء کو ٹھیک آدھی رات کے وقت موسم بہار کے جوبن میں باوا صاحب پیدا ہوئے اگرچہ باوا صاحب کی تاریخ پیدائش کے متعلق مختلف روایات ہیں ایک جنم ساکھی میں کارتک کی پورن ماشی سمت ۱۵۲۶ کو تاریخ ولادت بتلائی گئی ہے مگر دیگر روایات اور سب سے پرانی جنم ساکھی (جو انڈیا آفس میں محفوظ ہے) کے بیان کے موافق یہی تاریخ درست ہے جو ہم نے لکھی ہے

نرینہ اولاد کی پیدائش پر انسان بالطبع خوش ہوتا ہے چونکہ باوا صاحب کے والدین کے گھر میں اس سے پہلے نرینہ اولاد نہ تھی بلکہ صرف ایک لڑکی تھی جو اپنے ناناکا گھر

میں پیدا ہونے کی وجہ سے نانکی کہلاتی تھی۔ اس لیئے مہتہ کالو رائے نے اس مبارک تقریب پر غریبوں اور مسکینوں کو دل کھول کر دان دیا۔

زائچہ پیدائش ہندو قوم میں یہ دستور العمل اب تک بھی کم و بیش چلا جاتا ہے کہ بچہ کی پیدائش پر اس کا زائچہ تیار کرایا جاتا ہے اس رسم کے مطابق مہتہ کالو رائے نے اپنے گاؤں کے مشہور پنڈت ہر دیال جی کو باوا صاحب کی جنم پتری بنانے کے لئے طلب کیا اور اُنھوں نے نہایت غور اور فکر سے ان کا زائچہ بنایا قطع نظر اس سے کہ وہ جنم پتری کیا حقیقت رکھتی ہے پنڈت جی کے علم اور حساب نے باوا صاحب کی آئندہ قسمت کے متعلق جو کچھ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ

"یہ لڑکا بڑا صاحب اقبال ہوگا یا تو بادشاہ ہوگا یا مذہبی ریفارمر ہوگا اس کا ظہور دُنیا کو ظلمت سے نکال کر نور کیطرف لائیگا لوگوں کے دل جو طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر سخت ہو گئے ہیں اس کے عہد میں معرفت نامہ سے بھر جائینگے ظلمت دور ہوگی نور پھیلیگا۔ غرضیکہ یہ آپکا ہونہار نونہال پاپ کو جڑ سے اُکھاڑیگا۔ اور دُنیا کو صراط مستقیم کی ہدایت کریگا"

یہ اُس زائچہ کا خلاصہ ہے جو پنڈت ہر دیال جی نے آپ کی پیدائش پر بنایا اس سے اتنا تو پتہ چلتا ہے کہ باوا صاحب کے ایک واجب الاحترام ہادی ہونے کے متعلق اپنے علم کے مطابق اظہار رائے کیا تھا وہ اپنے وقت پر پورا ہوا

دائہ کی شہادت یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ خدا تعالیٰ کے پیارے اور دنیا کے لئے ہادی اور مصلح ہونے والے بچوں کی پیدائش پر بعض ایسے عجیب امور پیدا ہو جایا کرتے ہیں جو اُن کی آئندہ زندگی پر کوئی روشنی ڈالتے ہیں اسی طرح پر باوا صاحب کی پیدائش کے وقت کی شہادت اُن کی دائہ مسماۃ دوستاں نے یہ دی ہے کہ میرے ہاتھوں میں بہت سے بچے پیدا ہوئے مگر باوا نانک کی پیدائش کے وقت

میرے دل پر ایک خاص خوشی اور سرور کا اثر تھا جسے میں سمجھ بھی نہیں سکتی کہ کیوں ہے؟ یہ باتیں خواہ باوا صاحب کی کامیاب زندگی نے بنوادی ہوں مگر ہم جو عجائبات قدرت کے قائل اور ناظر ہیں اسکو ہرگز خلاف عقل اور خوشنجیالی کا نتیجہ نہیں سمجھ سکتے بلکہ یقین کرتے ہیں کہ کاملان وقت کے ظہور پر عجیب و غریب واقعات اور اثرات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے دایہ دوستاں کی شہادت فضول اور نری خوش عقیدگی کا نتیجہ نہیں ہوسکتی بہر حال وہ کہتی ہے کہ ان کے پیدا ہوتے ہی میرے کانوں میں اُنہد شبد کی آواز آئی گویا یہ الہامی تصدیق تھی

نام کرن سنسکار باوا صاحب کی پیدائش پر جب پانچ دن گذر گئے تو پھر پنڈت ہردیال جی کو بلایا گیا اور کہا کہ از روے شاستران کا نام تجویز کرو پنڈت جی نے بڑی غور و خوض کے بعد "نانک" نام تجویز کیا اس پر مہتہ کالو رائے نے کہا کہ اس نام سے تو کچھ اسلامی بو آتی ہے کوئی ایسا نام تجویز کرو جو خالص ہندوؤں کا ہو تو پھر پنڈت جی نے کہا کہ یہ بات تو میرے دلمیں بھی کھٹکی ہے مگر کیا کیا جاوے شاستر یہی ہدایت کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی موزوں نام نہیں مل سکتا اور پھر اس نام کے ساتھ یہ بات بھی وابستہ ہے کہ اس نام کا آدمی ہندو مذہب میں ایک خاص تبدیلی پیدا کریگا اور ایک خاص مشن لیکر آئیگا اور ہندو جو آجکل طرح طرح کی اوہام پرستیوں میں مبتلا ہیں یہ ان کو ان اوہام پرستیوں سے نکال کر کیول ایشور (وحدہٗ لا شریک) کی پوجا کرائیگا بکثرت لوگ راہ حق پر آئینگے اور نجات ابدی پائینگے۔ اور محبت الٰہی کی طرف رجوع کرینگے۔ یہ لڑکا اللہ کا ولی اور ایشور کا پیارا ہوگا۔ یہ بالک ہندوؤں کا ہادی اور رہنما ہوگا گم گشتگان بادیہ کو چاہ ضلالت سے نکال کر مینار ہدایت پر پہنچائیگا اُس کی تعلیم مردہ دلوں کو مسیحا کا کام دیگی یہ سنکر مہتہ کالو رائے نے

سر تسلیم خم کیا۔ اور پنڈت جی کو بہت سا دان دیکر رخصت کیا۔

بچپن

مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ باوا نانک جی اوائل عمر سے ہی کم گو۔ سنجیدہ صورت تنہائی پسند تھے عموماً ہم عمر لڑکوں سے کنارہ کش رہا کرتے تھے ان کی طبیعت ہر وقت بچار شیل اچار ونت نکتہ سنج غور و تدبر کرنے اور کسی گوہر مقصود کی دھن میں لگی رہتی تھی۔ لوگوں سے بہت کم میل جول رکھتے تھے اور اپنے خیال میں مگن رہتے تھے۔ جب آپ کو کبھی کچھ جیب خرچ یا کھانے کو کوئی چیز ملتی تو آپ اُن میں سے آدھا حصہ غریب اور مسکینوں کو بانٹ دیا کرتے تھے مگر آپ کے والدین کو یہ بات ناگوار گذرتی تھی۔ ایک دن آپ کی خالہ جی نے کہا کہ یہ لڑکا تو سودائی سا معلوم ہوتا ہے سنڈ منڈ بنا رہتا ہے نہ کسی سے بات کرتا ہے اور ہمیشہ اپنے خیال میں ڈوبا رہتا ہے اور جو چیز ہتے چڑھتی ہے فقیروں کو دے آتا ہے بہتر ہے اگر اسے کسی دھرم شالا میں ودیا سیکھنے کیلئے داخل کر دیں تاکہ اس کی مہر سچوت ٹوٹے اس پر باوا صاحب نے نہایت نرمی سے کہا کہ خالہ جان آپ کا لڑکا مجھ سے بھی زیادہ سودائی ہوگا۔ چنانچہ باوا لچھمن کی سمادھ قصبہ قصور ضلع لاہور کے متصل واقع ہے اور ہر سال بیساکھی کے دن وہاں میلا لگتا ہے اور یہ ایک نہایت مست الست فقیر ہوئے ہیں۔ اور گورو جی کے خالہ زاد بھائی تھے۔

تعلیم

سات برس کی عمر میں پنڈت گوپال داس کی دھرم شالا میں بغرض حصول تعلیم داخل کئے گئے اور پنڈت جی نے ہندی حروف سکھلانے شروع کئے اس پر باوا نانک جی نے کہا کہ مجھے اس علم کے ساتھ تو اطمینان قلب نہیں ہوتا کوئی ایسا روحانی علم بتلائیے جس سے دل کو تسلی ہو جس پر پنڈت جی لاجواب ہو گئے اور کہا کہ میں تو یہی علم پڑھایا کرتا ہوں۔ ہاں اگر آپ کے پاس کوئی روحانی علم ہے

تو مجھے بھی بتلائیے جس سے میری بھی کلیان اور نجات ہو اسپر باواجی نے ایک شبد کہا

جال موہ گھس مس کر۔ مت کاغت کر سار
بھاؤ قلم کر چت لکھاری۔ گور پچھ لکھ وچار
لکھ نام صلاح لکھ۔ لکھ انت نہ پارا وار
بابا ایہہ لیکھا لکھ جان
چت لیکھے تن پیڑ بیئے۔ تتھے ہوئے سچانیاں

مطلب۔ موہ یعنی وہ فانی چیزیں جن کو انسان جاودانی خیال کرتا ہے اُن کی محبت کو جلا کر یعنی نوع بنوع کی خواہشات کو مار کر سیاہی بناؤ اور مصفیٰ دل کو بمنزلہ کاغذ کے سمجھو محبت الٰہی کو قلم خیال کرو اور مصفیٰ دل پر اللہ تعالیٰ کی توحید کے زمزمے لکھو اور میٹھے سر سے توحید کے گیت کا الاپ کرو اے بابا یعنی پنڈت جی مہاراج ایسا لکھنا سیکھو۔ جسکے لکھنے سے دل پاک اور پوتر ہو جاتا ہے جسکے لکھنے سے دائمی راحت نصیب ہوتی ہے جس کے لکھنے سے پاپ دور ہو جاتے ہیں جس کے لکھنے سے حقیقی نور ملتا ہے اگر اس علم کے پڑھانے کی توفیق آپ کو ہو کہ جس کے پڑھنے سے معرفت کا گیان نصیب ہو جس کے پڑھنے سے تمام عذاب دور ہو جاویں جسکے پڑھنے سے ہمیشہ سکھ اور راحت نصیب ہو تو میں بسر و چشم یہ علم پڑھنے کے لئے طیار ہوں۔ پنڈت جی یہ سُنکر حیران و ششدر رہ گئے اس کے بعد باواجی نے پاٹھ شالا جانا چھوڑ دیا۔

جب مہتہ کالو رائے کو باواجی کے اچانک پاٹھ شالا سے علیحدہ ہو جانیکی خبر ملی حیران تو ہوئے مگر چنداں افسوس نہ کیا کیونکہ مہتہ جی نے کہا کہ ابھی یہ بال اوستھا دبچپن کا زمانہ ہے ایک سال کے بعد دیکھا جاویگا

مویشی چرانے نو سال کی عمر میں مویشی چرانے کا کام باواجی کے سپرد کیا گیا اور دُنیا کے کاروبار میں یہ پہلا کام تھا جو کہ باواجی کے سپرد ہوا

مہتہ کالو جی نے دیکھا کہ نانک ہمیشہ گوشہ نشین رہتا ہے اور بات چیت بہت کم کرتا ہے اور عام میل جول سے طبعاً گریز کرتا ہے اور ہمیشہ سنسان جگہوں میں سمادھی لگائے ہوئے بیٹھے رہنے کو پسند کرتا ہے اسلئے مویشی چرانے کا کام انکے لئے مفید ہوگا۔ چنانچہ اس کام کے لئے باوا جی کو کہا گیا۔ باوا صاحب نے بخوشی تمام منظور کیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح جنگل میں یاد الٰہی کا کافی موقعہ ملجائیگا اور میں دل کھول کر اور یکجہت ہو کر یاد الٰہی میں مصروف ہونگا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ مویشیوں کیساتھ ساتھ آبادی سے بہت دور چلے گئے سبزہ زار پر لطف اور راحت بخش وجد میں لانے والے سمے کو دیکھ کر ایک درخت کے نیچے گڑگڑا کر سجدے میں گر پڑے اور مستی کی حالت میں غنودگی سی طاری ہوگئی اور آپ سو گئے اور قریباً چار گھنٹے اسی حالت میں پڑے رہے لکھا ہے کہ اس اثناء میں دوسرے درختوں کے سائے تو اپنی سمت سے بدل گئے مگر جس درخت کے نیچے باوا صاحب بسیرا کئے ہوئے تھے اُس کا سایہ جوں کا توں قائم رہا اور پھر اسپر زیادہ تعجب میں ڈالنے والا یہ امر تھا کہ ایک بڑے پھنیر سانپ نے اپنے پھن کیساتھ چھتر کیطرح باوا صاحب پر سایہ کیا ہوا تھا رائے بلار جو ذات کا مسلمان اور اسی گاؤں یعنی رائے بھوئے کی تلونڈی کا رئیس تھا اور کھیت میں گرداوری کروا رہا تھا گشت کرتا ہوا وہاں آنکلا اس درخت کے سایہ کا سمت نہ بدلا ہوا اور پھر سانپ کے پھن کے چتر کو دیکھ کر انگشت بدہن رہگیا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کوئی ولی اللہ اور خدا کا پیارا معلوم ہوتا ہے ورنہ کبھی کا لقمہ اجل ہو گیا ہوتا آؤ چلو اس بزرگ کے درشن کریں۔ جس سے ہمارے دل پر معرفت کا گیان کھلے وہ ایک سخت بے چینی اور اضطراب کیساتھ اس درخت کیطرف بڑھے سانپ کو ایک طرف کیا کیا دیکھتے ہیں کہ مہتہ کالو رائے کے ہونہار دلارے سپوت وہ نانک ، مگن ہوکر درخت کے نیچے سو رہے ہیں۔ رائے بلار یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ یہ بچپن کا

زمانہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا گہرا تعلق یہ عجیب نظارہ دیکھ کر رائے بلار تو ششدر رہ گیا اور باوا صاحب کے ساتھ ایک خاص اُنس پیدا ہو گیا۔ درخت کے نیچے سے اُٹھایا۔ نہایت محبّت کیساتھ اپنی گود میں لیا اور ادب سے گھوڑے پر سوار کر کے رائے بلار مہتہ کالو کے پاس لایا اور کہا کہ آپ کا لڑکا ولی اللہ ہے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے بیشک یہ آپکا ہونہار بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم کی ہدایت کریگا اور یہ ہر طرح سے واجب التعظیم اور واجب التکریم ہے رائے بلار پہلا شخص تھا جو باواجی کے عقیدتمندوں میں داخل ہوا۔ چونکہ مہتہ کالو رائے کے پاس پیشتر ازیں یہ شکائتیں پہنچ چکی تھیں کہ "نانک" تو بیفکر ہو کر ایک درخت کے نیچے سویا رہتا ہے۔ مگر مویشیوں نے تمام کھیت کا ستیاناش کر دیا ہے پر باواجی نے کہا کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں، مویشیوں نے تو ایک تنکے کا بھی نقصان نہیں کیا۔ جسپر رائے بلار نے شکایت کرنیوالوں کو کہا کہ تم جا کر اپنے کھیتوں کو دیکھ آؤ جب اُنھوں نے اپنے کھیتوں کو دیکھا تو کھیت ہرا بھرا لہلہا رہا تھا۔ شکایت کرنیوالے اپنا سا مُنہ لیکر رہ گئے۔ جسقدر اولیاء اور رسول وغیرہ دُنیا پر تشریف لائے اکثروں کے سپرد سب سے پہلا کام مویشی چرانا کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بکریاں چرانا حضرت کرشن علیہ کی گائیں اس امر کی شاہد حال ہیں یہ کام اس لئے ایسے ہادیوں کی سپرد کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے عصاء کا بہترین استعمال سیکھ جاویں ایک چرواہے کو خاص احتیاط کے ساتھ اپنے سونٹے کا استعمال کرنا پڑتا ہے مویشی جو کہ شعور عقلیہ سے عاری ہوتے ہیں اُنکو قابو میں لانا اور اُنپر اپنے عصاء کا بہترین استعمال کرنا خاص صبر اور بردباری کو چاہتا ہے اس لئے باوا صاحب کے سپرد بھی سب سے پہلے مویشی چرانے کا کام ہی کیا گیا تاکہ آئندہ کو جو بگڑی ہوئی فطرتوں کے انسانی صورت کا ریوڑ اُن کے سپرد کیا جاویگا وہ غضب اور کرودھ کے تارک

ہو کر ان پر اپنے عصا کا بہتر ین استعمال کر سکیں اس لئے باوا صاحب کے سپرد سب سے پہلے مویشی چرانے کا کام ہی ہوا

فارسی اور عربی تعلیم

"سیر المتاخرین" کا فاضل مصنف مولوی غلام محمد صاحب اپنی تصنیف میں بڑے وثوق کے ساتھ اس بات کا حوالہ دیتا ہے کہ باوا نانک صاحب ہندوؤں کے برگزیدہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا خاندان اپنے اعلےٰ چال چلن کے لئے مشہور تھا اور اس زمانہ میں صوفی محمد حسین صاحب ایک نہایت مشہور و معروف ولی اللہ تھے اور ان کا دائرہ رسوخ ہندو اور مسلمان ہر دو میں وسیع تھا۔ اور وہ صوفیوں کے زمرہ میں اپنے جاہ و جلال کے باعث ایک خاص عظمت رکھتے تھے۔ اور باوا صاحب مذکورہ بالا صوفی صاحب کے شاگرد رشیدوں میں سے ہی ایک ایسے شاگرد تھے کہ جن پر صوفی صاحب کو بڑا ناز تھا۔ اور باوا جی کو بھی اپنے روحانی گرو کے ساتھ بہت الفت تھی اور صوفی صاحب چونکہ روحانیت کے اعلےٰ معراج کو پہنچے ہوئے تھے اس لئے باوا جی کو صوفیا کرام کی صحبت صالح میں رہنے کا بہت عمدہ موقعہ ملا صوفی صاحب جیسے اعلیٰ روحانی انسان تھے ایسے ہی مال و دولت کی بھی کچھ کمی نہ تھی البتہ اولاد کی کمی ضرور تھی اور باوا نانک جی کے کٹھن مجاہدات نے صوفی صاحب کو گرویدہ کر لیا تھا اور صوفی صاحب باوا جی سے غایت درجہ محبت رکھتے تھے اور انھیں اپنا متبنیٰ سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ہندو مذہب میں ایک خاص تغیر پیدا کریگا۔ صوفی صاحب کو باوا صاحب سے اس قدر اُنس تھا کہ وہ باوا جی کی خوراک اور تعلیم کے متکفل بھی خود ہی تھے اور باوا صاحب نے ان کی صحبت صالح سے وہ وہ نکات معرفت حاصل کئے کہ ان کا دل معرفت نامہ سے سرشار ہو گیا۔ اور انھیں تزکیہ نفس کا ایک عمدہ اور احسن موقع ملا اور صوفی صاحب نے شروع سے ہی اسلامی تعلیم سے باوا جی کو متمتع فرمایا۔ اور باوا جی کو اسلام سے کماحقہ آگاہ

کیا اور شرع محمدی سے سرفراز فرمایا۔ باوا صاحب بھی اسلامی تعلیم پر کچھ ایسے گرویدہ ہوئے ہوئے تھے کہ وہ فرصت کے وقت اسلامی تعلیم کا نہایت تجسس اور تدبّر کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے تھے اور ہمیشہ قرآن کریم کی آیات بیّنات کے مطالعہ میں منہمک پائے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیّبات کو نہایت عمدگی اور احسن پیرائے کے ساتھ پنجابی بھاشا کی نظم و نثر میں ترجمہ کیا کرتے تھے اور ہندو دھرم سے ایک گونہ بدظن ہو گئے تھے۔ اگرچہ ہندو دھرم کی تعلیم اُنھوں نے شیر مادر کیساتھ پائی تھی مگر صحبت صالح نے اُن کے پاک دل کو روحانی زنگ سے رنگین کر دیا تھا اس لئے وہ برملا ہندو دھرم سے آزردگی و کشیدگی ظاہر فرمایا کرتے تھے۔ گرنتھ اور جنم ساکھی میں وید۔ سمرتی۔ پران۔ جنیؤ۔ تیرتھوں وغیرہ کی تردید میں کثرت سے حضرت باوا صاحب کے شلوک اور اشعار پائے جاتے ہیں صوفیاء کرام کی صحبت صالح کے مواحدانہ اور عارفانہ مناظرہ سے باوا صاحب کا دل انوار ربّانی سے روشن ہو گیا تھا

زنار بندی باوا صاحب کی عمر بہت ہی چھوٹی تھی جب پنڈت ہردیال کو باوا جی کے یگیوپویت (زنار بندی) کے لئے بلایا باوا صاحب نے پنڈت جی سے پوچھا کہ اس زنار بندی سے کیا فائدہ؟ تو پنڈت جی نے جواب دیا کہ اس سے آپ میں ست اور پاکیزگی پیدا ہوگی۔ اور جو آدمی جنیؤ نہیں پہنتا وہ دھرم کے رتبہ کو حاصل نہیں کر سکتا اور اس کا نام ہندو دھرم کی لسٹ میں آویزاں نہیں ہو سکتا۔ یہ دھرم شاستر کا حکم ہے اسپر باوا جی نے یہ شبد فرمایا

چونکڑ مل آنیاں ۔ بھو چو نکے پا یا
سکھاں کن چڑھیاں گور برہمن متھیا
اوہ مویا اوہ جڑ ھ پیا وے تگے گیا

لکھ چوریاں - لکھ جاریاں لکھ کوڑیاں لکھ گھال
لکھ ٹھگیاں پہنایاں رات دن سوجیاں نال
تگ کپاہوں کتیئے بھامن وٹے آئے
کوہ بکرا رِن کھایا سب کو آکھے پائے
ہوئے پرانا سٹئے بھی پھر پایا ئے ہور
نانک تگ نہ تٹئے جے تگ ہووے زور

ترجمہ - روئی کو کات کر اور تاگے کو بٹ ویکھ برہمن کہتا ہے کہ یہ جنیئو ہے اور اس سے مذہبی قدسیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ تو جنیئو کی اصلیت ہے۔ پاپ کمانے سے کسطرح اطمینان قلب ہو سکتا ہے۔ انسانی خواہشات کو کچلنا اور اُس واحدہٗ لاشریک سے لگن لگانا مذہب کی جڑ ہے۔ اس رسمی جنیئو سے پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی۔ یہ رسمی جنیئو خواہشات کے جذبات کو روک نہیں سکتا اگر انسان اپنی اندریوں کی کامناؤں یعنی خواہشات کے جذبات پر پورا پورا تصرف حاصل نہیں کرتا اگر اس جنیئو سے ارتکاب معاصی رک نہیں سکتے اگر اس کے پہننے سے اندریاں جو نوع بنوع کی خواہشات میں مبتلا کر رہی ہیں باز نہیں رہ سکتیں تو پھر ایسے جنیئو کے پہننے سے کیا حاصل۔ اگر یہ جنیئو پہن کر شب و روز عیاری مکاری ریاکاری میں انسان مبتلا رہے تو اس جنیئو پہننے سے کیا فائدہ۔ ہمیں تو کوئی ایسا جنیئو درکار ہے کہ جو کبھی میلا ہو نہ کبھی ٹوٹے بلکہ ہمیشہ ایک سا رہے اور اسطرح کس کر مضبوط باندھا جائے جو نفس امارہ کو اپنے قابو میں رکھے اور تزکیہ نفس ہو جائے اور وہ جنیئو یہ ہے۔ اے پنڈت کانوں کے پردے کھول کر سنو!

دیا کپاہ سنتوکھ سوت جت گنڈیں ست وٹ

ایہہ جینئو جیو کا ہے ائی تاں پانڈے گھت
نہ ایہہ تٹے نہ مل لگے نہ ایہہ جلے نہ جائے
دھنس مانس نانکا جو گل چلے پائے

ترجمہ - رحم کی تو کپاس چاہئے۔ **سنتوکھ** یعنی صبر میں بڑی برکتیں ہیں ان اللہ مع الصابرین۔ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے صبر کا سوت درکار ہے انسان مختلف اقسام کی خواہشات میں مبتلا ہے وہ اس زنجیر سے نجات حاصل کرے اور غصہ کو روک کر حلیمی اور عاجزی اختیار کرنا بمنزلہ گانٹھ کے ہے اے پنڈت اس انسانی نجات کے لئے تو ایسا جینئو درکار ہے اگر آپ کے پاس ایسا جینئو ہے تو میں بسر و چشم اس کے پہننے کے لئے حاضر ہوں۔ مبارک ہے وہ جسم جو ایسا جینئو پہنے۔ اور دوسروں کو بھی پہنائے ایسے جینئو کے تابع ہو کر انسان اشرف المخلوقات کا رتبہ حاصل کرتا ہے یہ معرفت تامہ کا گیان سنکر پنڈت جی مہاراج ہکے بکے رہ گئے۔ کوئی جواب نہ بن آیا۔ البتہ رشتہ دار لوگ اونچی بولنے لگے شریمتی ماتا ترپتا اور مہتہ کالو رائے نے بہت سمجھایا کہ بچہ آپ کے جینئو نہ پہننے سے برادری میں ہم لوگوں کی خفت ہوگی آپ ضرور پہن لیویں مگر بابا صاحب ایسے مستقل مزاج اور قول کے پورے تھے کہ اپنے عزم بالجزم سے باز نہ آئے آخر کار برادری کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چل دئے۔ ابھی آپ کی عمر بہت ہی چھوٹی تھی مگر آپ ہر وقت یاد الٰہی میں محو رہتے تھے باہر جنگل میں نکل جاتے اور کنج تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے لگن لگاتے لوگوں سے بہت کم بولتے اور اپنی سمادھی میں مگن رہتے ایک روز مہتہ کالو رائے نے کہا کہ بچہ بیکار سے بیگار بھلی۔ بیکار یا چور ہوتا ہے یا بیمار میں ایک کام آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ مویشی چرانے کا کام تو آپ سے ہونے سے رہا

کاشتکاری

البتہ ایک خیال میرے دل میں پیدا ہوا ہے وہ یہ کہ کاشتکاری اگرچہ باواجی کا دل تو کسی اور ہی کاشتکاری کے فکر میں تھا مگر والدین کی اطاعت فرضان فرض تھی اس لئے والد صاحب کے کہنے کو بسر وچشم منظور کیا اور کھیتی باڑی شروع کی باواجی نے سخت کٹھن محنت سے کھیتی باڑی کے کام کو شروع کیا۔ نہایت محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کی کہ کھیت بڑی رونق کے ساتھ پھلا پھولا۔ مہتہ کالو رائے جی یہ دیکھ کر باغ باغ ہو گئے اور کہا کہ بچہ میں تیری اس محنت شاقہ اور عرقریزی پر بہت خوش ہوں اگر چند روز اسی طرح محنت کرو گے تو امیر کبیر بنجاؤ گے باواجی یہ سنکر خاموش ہو گئے اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے باواجی کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ کھیتی کی حفاظت کر سکتے وہ تو ہمیشہ اپنی لگن میں مگن رہتے تھے۔ لوگوں کے مویشی آتے اور چر چگ کر چلے جاتے آپ مطلقاً توجہ نہ فرماتے چند روز میں ہی کھیتی تباہ ہو گئی اس اثنائے میں مہتہ کالو رائے کو بھی خبر ہوئی باواجی کے پاس آئے بہت ڈانٹ ڈپٹ کی اور سست پٹائے آخر باواجی نے نہایت نرمی کے ساتھ یہ جوابدیا کہ پتاجی مجھے فرصت کہاں جو میں اس کھیتی کی حفاظت کر سکوں مجھے تو خاص اپنی زراعت سے ہی مطلقاً فرصت نہیں ملتی مہتہ کالو رائے یہ سُن کر حیران سے رہگئے اور کہا وہ کونسی ایسی کھیتی ہے جس کی فکر میں تم نے اس کھیتی کو تباہ کر دیا۔ اس پر باوا صاحب نے ایک شبد فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ جسم میرا کھیت ہے اور نیک اعمال کے بیلوں سے دل ہل چلانیوالا ہے صبر اور بعد باری کا سہاگہ ہے اور نام حق کی تخم ریزی ہے اور شرم وحیا کا پانی سینچا جاتا ہے۔ عجز اور فروتنی اور ہمدردی بنی نوع اس کھیت کی حفاظت ہے ابدالا بدی راحت اس کا پھل ہے یہی سچی زراعت ہے۔ مبارک ہے وہ کھیت

جس میں ایسی زراعت ہوتی ہے۔

باواجی کا عشق الہٰی

ایک روز کا ذکر ہے کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ جنگل سے اشنان کر کے گھر واپس آرہے تھے کہ راستہ میں کچھ ساد ھوؤں سے ملاقات ہوئی۔ پہلے دیر تک گیان گوشٹ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدسیت پر باتیں ہوتی رہیں اور معرفت تامہ کے گیان سے اپنے آپ کو سرشار کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے زمزمے الاپتے رہے۔ باتوں باتوں میں باواجی کو معلوم ہوا کہ یہ سادھو بھوکے ہیں۔ اس وقت آپ کے پاس ایک برنجی لوٹا تھا۔ اور ایک طلائی انگشتری آپ نے یہ ہر دو چیزیں سادھوؤں کے حوالہ کیں اور کہا کہ اس کا بھوجن منگوا کر کھا لیجئے فقیر باوا کی جان و مال کو دعا دینے لگے باوا صاحب نے اپنے گھر کی راہ لی جب گھر میں آئے تو پتاجی کے خوف سے ایک گنجان درخت میں چھپ رہے باواجی کے پرانے مخلص رلاے بلار کو بھی خبر ہوئی جا بجا تلاش کیا آخر ڈھونڈ نکالا اور بہت ادب کے ساتھ ہمراہ لائے اور مہتہ کالو رائے کو زجر و عتاب سے منع کیا۔ جب مہتہ کالو رائے نے دیکھا کہ مویشی چرانے اور کھیتی باڑی کے کام میں بھی ناکامی رہی تو ان کے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا۔ یعنی تجارت۔ باواجی کو تجارت کے لئے آمادہ کرنا چاہا

کھرا سودا

ایک روز باواجی اپنے خیال میں مگن تھے کہ مہتہ کالو رائے نے بڑے غور و خوض کے بعد یہ فرمایا اور بڑے رنج و ملال سے کہا کہ تمھاری طبیعت تو ہر وقت اُچاٹ اور اُداس سی رہتی ہے اور مجھے حیرانی ہے کہ تمھاری گذران کس طرح ہوگی باوا صاحب نے کہا اب آپ جس طرح فرمادینگے میں بسر و چشم منظور کرونگا۔ تو مہتہ کالو رائے نے کہا کہ بچہ لو یہ ۲۰ روپے ہیں اس

کا ایسا کھرا سودا خرید کر لاؤ کہ جس میں منافع ہی منافع ہو۔ اور اگر تم اس میں کامیابی دکھلاؤ گے تو میں تمھیں اور روپیہ دونگا۔ باوا صاحب نے سر تسلیم خم کیا۔ مہتہ کالو رائے نے بالا جاٹ کو بھی ہمراہ کیا۔ چلتے چلتے باوا جی ایک لق و دق جنگل میں وارد ہوئے اور وہاں دیکھا کہ سادھوؤں کی ایک ٹولی ایک کنج میں بیٹھی ہوئی ہے آپ ان کی صحبت صالح کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اُن کے پاس جا بیٹھے پہلے کچھ عرصہ دُنیا کی بے ثباتی پر باتیں ہوا کیں۔ معرفت کے بھنڈار کھلے۔ گیان کا سرود میٹھی سُر میں الاپا۔ اثنائے گفتگو میں یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دھرم مورتیں (عارف لوگ) بھوکی ہیں۔ باوا نانک جی نے بھائی بالا سے مشورہ کیا کہ پتا جی کا یہ فرمان ہے کہ کھرا سودا لانا سو اس سے بڑھ کر اور کیا "کھرا سودا" ہو سکتا ہے کہ بھوکے سادھوؤں کو بھوجن کھلایا جائے یہ وہ نفع ہے کہ جس میں کبھی ٹوٹ نہیں ہونے کی۔ یہی وہ دار دُنیا اور سفر آخرۃ کا توشہ ہے اس پر بالا جاٹ نے جواب دیا کہ آپ مالک ہیں بندہ تابعدار ہے مگر یہ ضروری سوچ لینا چاہیے کہ والدین ناراض تو ہونگے گوروجی نے کہا کہ صابر اور شاکر فقیروں کی شکم پُری تو نقد ثواب ہے یہ وہ نفع ہے کہ دن دُگنا رات چوگنا پھلے پھولیگا اور والد صاحب نے تو کہا ہے کہ "کھرا سودا" خرید کر لانا سو اس سے بڑھ کر اور کیا کھرا سودا ہوگا یہ سوچ اور بیس روپیہ سادھوؤں کے آگے رکھدیئے۔ فقیروں نے کہا کہ بچہ روپیہ ہمارے کس کام کا ہمیں تو بھوجن درکار ہے پھر باوا صاحب بازار سے دال گھی اور آٹا وغیرہ خرید لائے اور سادھوؤں کے حوالہ کیا اور آپ بالا کے ہمراہ گھر کو روانہ ہوئے۔ جب گاؤں کے نزدیک پہنچے تو آپ والد کے خوف سے گاؤں کے باہر بیٹھے رہے اور بھائی بالا کو گھوڑا دیکر بھیجدیا اور بھائی بالا نے مہتہ کالو رائے سے تمام قصہ کہہ سُنایا۔ مہتہ جی تو مارے غصہ کے

آگ بگولہ ہوگئے اور آتش غضب کی کوئی حد نہ رہی گاؤں کے باہر آئے باوا جی کو کہا
کہ روپیہ کہاں ہے جب کچھ جواب نہ پایا تو اور بھی برافروختہ ہوئے۔ بے تحاشہ
مارنا شروع کیا آتش غضب میں یہانتک مارا کہ جسم مبارک پر بے انتہا نشان
پڑ گئے۔ اور آپ کی زندگی بھر میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ آپ کو اس بیرحمی سے مارا
گیا۔ جب رائے بلار نے یہ بات سنی تو انھوں نے مہتہ کالو رائے اور باوا جی کو
اپنے پاس بلایا اور باوا جی کو نہایت ادب کے ساتھ اپنے پاس بٹھلایا سر پہ
پیار دیا اور پوچھا۔ باوا صاحب نے تمام ماجرا بلا کم و کاست کہہ سنایا کہ والد
صاحب نے کھرا سودا خرید کرنے کے لئے ہدایت فرمائی تھی اور کہا تھا کہ ایسا
سودا ہو کہ جس میں نفع ہی نفع ہو۔ سو میں نے آخرۃ کا نفع کمائیا۔ جب رائے
بلار کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اس نے اپنے ملازم عبدالکریم کو کہا کہ گھر سے ۲۰
روپیہ مہتہ کالو جی کے لئے لادو۔ عبدالکریم نے ۲۰ روپیہ لاکر مہتہ جی کے حوالہ
کیا۔ مہتہ نے پہلے تو بہت لیت و لعل کیا کہ میں آپ سے روپیہ نہیں لینا ہے تو
نانک کو عقل کے لئے مارا تھا مگر رائے بلار نے اصرار کیا کہ آپ کو یہ روپیہ ضرور
لے لینا چاہیئے۔ میں آپ کو نہیں دیتا بلکہ نانک کو دے رہا ہوں اور آئندہ نانک
کو خرچ ہم دیا کرینگے۔ خدمتگار نے بھی اس بات کی تائید کی اور مہتہ کالو رائے نے
روپیہ لے لیا۔ جب گاؤں میں یہ بات مشہور ہوئی تو لوگ مہتہ جی کو لعن طعن کرنے
لگے۔ کہ کیوں روپیہ لیا۔ مہتہ کالو رائے نے رائے بلار کو روپیہ واپس کرنا چاہا
مگر رائے موصوف نے کہا کہ یہ روپیہ تو نانک کو دیا ہے۔ میرا مال نانک کے مقابلہ
میں کیا چیز ہے میں خود بھی ایسے ولی اللہ پر تن من سے فدا ہوں۔ خیر انھیں آئندہ
کوئی تکلیف نہ ہو۔ مجبوراً مہتہ جی کو خاموش ہونا پڑا

باگ بٹن کا چلہ | جب باوا صاحب نے دیکھا کہ گھر میں رہکر دنیوی جنجالوں

سے نجات ملنی مشکل ہے تو اِن کے دل میں ایک گونج پیدا ہوئی کہ چلو پاک پٹن جاکر اپنے بخار نکالیں۔ کیونکہ اولیا کے مقامات پر برکتیں نازل ہوا کرتی ہیں اور وہ زمین نہایت ہی مبارک ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے سوئے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے باوا صاحب نے اوائل عمر میں ہی پاک پٹن جاکر چلہ کیا۔ اس جگہ یعنی پاک پٹن میں ہر ایک قسم کے فقیر اور سادھو موجود تھے جن کے تبادلہ خیالات سے باوا صاحب کی معرفت سے بہت ترقی کی اس زمانہ میں محمد ابراہیم وہاں کا سجادہ نشین تھا اس نے باوا صاحب سے اسلام کے متعلق استفسار کیا۔ تو باوا صاحب نے یہ کہا:-

مسلمان کہاون مشکل جاں ہووے تاں مسلماں کہاوے
اوّل اوّل دین کر مٹھا مسلماناں نال مساوے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
رب کی رضا سے سر او پر کرتا منے آپ گنواوے
تو نانک سرب جیاں مہرت ہو تاں مسلمان کہاوے

ترجمہ:- اپنے آپ کو مسلمان کہلانا کوئی آسان بات نہیں سب سے پہلے تو نفسانی خواہشات اور پلیدیوں سے پاک ہو کر اُس قادر ذوالجلال کے آستانہ پر سر خمیدہ کرے تاکہ اسے اسلام نصیب ہو اسلام نصیب ہونے کے بعد یہ جنم اور مرنے سے آزاد ہو جائے گا* اور ہر ایک قسم کی رنج و راحت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے۔ تناسخ

* تناسخ کی طرف اشارہ ہے۔ تناسخ کے ماننے والے اس بات کے قائل ہیں کہ انسان کئی دفعہ مرتا اور جیتا ہے۔ سو باوا جی فرماتے ہیں کہ اسلام کا یہ عقیدہ نہیں اسلام میں آکر یہ وہمی خیال جس کی اصلیت کچھ نہیں دور ہو جاتا ہے۔

کا عقیدتمند اپنی رنج وراحت کو ہرگز اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں سمجھیگا بلکہ وہ تو اسے اپنے پچھلے جنم کے کرموں کی طرف منسوب کریگا۔ مگر باوا صاحب ہندوؤں کے اس تناسخ کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رنج وراحت کو اپنے پچھلے جنم کے کرموں کی طرف مت منسوب کرو بلکہ اسے خداوند تعالیٰ کی طرف سے سمجھو۔

دوسرا باب

صاحبان! باواجی کے عہد طفلی کے حالات پڑھنے سے آپ پر روشن ہوگیا ہوگا کہ باوا صاحب کس پاک طینت کے انسان تھے۔ اُن کی سوانح کو بادی النظر کے دیکھنے سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ باوا صاحب اُن پاک لوگوں سے تھے جنھیں وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ اس دُنیا کی رہنمائی کے لئے مامور کرکے بھیجتا ہے۔
سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد خداوند تعالیٰ نے مخلوق اللہ کی رہبری اور رہنمائی کا بارِ عظیم نانک کے کندھوں پر رکھ دیا۔ جب مہتہ کالورائے نے دیکھا کہ نہ تو نانک سے تجارت ہو سکی اور نہ ہی کاشتکاری کے کام کو سرانجام دے سکا تو مہتہ صاحب نے باواجی کو سخت سست کہنا شروع کیا اور بار بار مہتہ صاحب باواجی کو کہتے تھے کہ تم نکھٹو ہو میرے گھر سے نکل جاؤ مگر باوا صاحب ٹھنڈے دل سے گرم وسرد کی برداشت کرتے اور اُف تک نہ کہتے۔ مگر باواجی کا سچا ساتھی رائے بلار باواجی کی نسبت سخت سست الفاظ سُننا پسند نہیں کرتا تھا اسلئے رائے بلار نے یہ سوچا کہ یہ عمدہ بات ہوگی کہ اگر باوا نانک کو اُن کی ہمشیرہ صاحبہ

نانکی جی اور بھائی جیرام کے پاس بمقام سلطانپور علاقہ کپورتھلہ بھیجدیا جاوے یہ صلاح کر کے جیرام کو خط لکھا گیا کہ نانک جو ایشور کا بھگت اور بہت مسکین اور حلیم الطبع ہے۔ مگر یہاں ہمیشہ انہیں سخت سست کہا جاتا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ آپ انھیں اپنے پاس بلوالیں جیرام نے بسروچشم منظور کیا*

ملازمت اختیار کرلی

گورو صاحب ماگھ ۱۵۴۱ء مطابق ۱۴۸۳ء کو اپنی جنم بھومی (وطن مالوفہ) سے ہمراہ بالا جاٹ سلطانپور روانہ ہوئے۔ بی بی نانکی جی نے بڑی آؤ بھگت کے ساتھ خیر مقدم کیا اور رام ست کہہ کر پاؤں پر گر پڑی باوا صاحب نے کہا کہ میں آپ سے چھوٹا ہوں میرے لئے یہ تعظیم و تکریم زیبا نہیں اور بدون اُس خداوند تعالیٰ کے کسی غیر کو سجدہ کرنا جائز نہیں تو بی بی نانکی نے کہا کہ میں تو آپ کو ایشور سروپ خیال کرتی ہوں باوا صاحب نے اس بات کو بہت ہی بُرا منایا اور کہا کہ میں تو خدا کے پیاروں کا غلام ہوں۔ جیرام کو بھی خبر پہنچ گئی کہ باوا جی گھر میں آ گئے ہیں وہ خوشی خوشی گھر میں آئے اور باوا جی سے بغلگیر ہوئے باوا صاحب نے رائے بلار کا رقعہ دکھلایا جس میں لکھا تھا کہ باوا جی کی ملازمت کا بندوبست کر دینا رقعہ کو پڑھ کر جیرام نے کہا کہ آپ کو ملازمت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں آپ چین سے میرے گھر میں بسر کیجئے اور یاد الٰہی میں مگن رہیئے۔ خدا کے پیارے جو کسی پر اپنا ناواجب بوجھ نہیں ڈالنا چاہتے اور بیکاری کو سخت ناپسند کرتے ہیں اسلئے باوا صاحب نے جیرام کی اس بات کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ میں بیکاری کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ بیکار یا چور ہوتا ہے یا بیمار قوت بازو سے معاش حاصل کرنا یہ انسان کا فرضِ اول ہے۔ بھلا جو اپنی روزی آپ نہیں کما سکتا وہ بنی نوع عامہ کے ساتھ کیا خاک بھلائی کر سکتا ہے۔ یہ بات سُن کر جیرام

خاموش ہوگیا اور دوسرے روز باواجی کو نواب صاحب کے حضور لے گیا اور سفارش کی کہ باواجی کو مودی خانے کے کام پر لگایا جاوے نواب دولت خاں نے اس بات کو منظور فرمایا۔ اور ایک ہزار روپیہ اجرائے کار کے لئے عنایت فرمایا۔

مودی خانہ کا کام

سنہ ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء کو گورو صاحب نے مودی خانہ کا چارج لیا اس وقت بھائی بالا اُن کے ہمراہ تھا۔ بھائی بالا نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو دو چار روز کے لئے گھر ہو آؤں پر باوا صاحب نے کہا کہ جو کام میرے سپرد کیا گیا ہے درحقیقت یہ میرا کام نہیں ہے۔ میرا حقیقی مشن اُس سے بالاتر ہے آپ گھر جانیکا قصد ملتوی کریں یہ عارضی کام ہے۔ باواجی اپنے حقیقی مشن کو اوائل عمر میں ہی سمجھتے تھے لبعض مورخوں نے مودی خانہ سے مراد "خیرات خانہ" لیا ہے۔ مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ اگر واقعی مودی خانہ خیرات خانہ تھا تو باوا صاحب سے بار بار حساب کے مطالبہ سے کیا مراد تھی دراصل مودی خانہ کے ملازم کو کمیسریٹ ایجنٹ Commessarate agent سٹور کیپر Store Keeper کے مترادف سمجھئے۔ جس کا فرض ضرورت کے وقت راشن وغیرہ مہیا کرنا ہے باوا صاحب نے مودی خانہ کا چارج لیتے ہی خوب عاجزوں اور مسکینوں اپاہجوں کو دان دینا شروع کیا اور بڑی فراخدلی سے خیرات کی جو کوئی سوالی مودی خانہ میں باواجی کے پاس جاتا وہ خالی ہاتھ واپس نہ آتا باواجی کے جود و سخا کی شہرت تمام شہر میں پھیل گئی ہر کہ و مہ کی زبان پر باوا صاحب کی فیاضی کا چرچا تھا۔ ہر ایک بوڑھا بچہ جوان کی زبان پر باوا صاحب کی خیرات کا ذکر عام تھا کہ نانک مودی خانہ کو بے طرح لٹا رہا ہے اور اپنے بہنوئی کو خواہ مخواہ کی بدنامی دلائیگا یہ اُڑتی سی افواہ

جیرام کے کانوں تک بھی پہنچ گئی وہ یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ پٹھان لوگ نہایت سخت مزاج ہوتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ خبر نواب کے کانوں تک پہنچ گئی تو وہ بُری طرح پیش آئیگا یہ خبر سن اور آزردہ دل ہو کر گھر میں آیا اور چپ چاپ خاموش ہو کر چارپائی پر لیٹ گیا۔ چونکہ افسردہ خاطر تھا چہرہ پر اُداسی کی علامات ہویدا تھیں بی بی نانکی جی فراست سے معلوم کر گئیں کہ ضرور کوئی غیر معمولی واقع وقوع میں آیا ہے۔ بی بی نانکی جی نے وجہ پوچھی تو جیرام نے بلا کم و کاست تمام ماجرا کہہ سنایا۔ بی بی نانکی جی نے سنکر تسلی دی کہ آپ ہر طرح سے مطمئن رہیں میرا بھائی راستباز فرشتہ سیرت اور دیوتا خصلت ہے خائن اور طامع نہیں اس میں دنیاداری کی بو تک نہیں اس کی نیکوکاری اور نیک شعاری کا کا ذکر تو بچہ بچہ کی زبان پر ہے آپ ہر طرح سے اطمینان رکھیں میں ابھی اس کا تدارک کئے دیتی ہوں بی بی نانکی نے ایک ملازم کو باوا جی کے بلانے کے لئے روانہ کیا۔ باوا صاحب کچھ شیرینی ہمراہ لیتے ہوئے آئے اور بی بی نانکی کو "آگر ست رام" کہی اور بیٹھ گئے اور بی بی جی نے تمام کہانی سنائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگرچہ ہمیں آپ پر ہر طرح سے بھروسہ ہے اور ہم آپ سے بکلی مطمئن ہیں مگر افواہاً ایسا سننے میں آیا ہے کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ جواب میں باوا جی نے کہا کہ اس کا علاج تو سہل ہے۔ بہی کھاتہ حاضر ہے۔ حساب کی پڑتال کر لیجئے۔ تمام شکوے شکایات رفع ہو جائینگے

آنراکہ حساب پاک است
از محاسبہ چہ باک

اس کے بعد نواب صاحب کے روبرو بہی کھاتہ حاضر کیا گیا۔ حساب کی پڑتال ہوئی مگر مشہور ہے "آنراکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک" ۱۳۵ روپیہ باوا صاحب کا نواب صاحب کیطرف فاضلہ برآمد ہوا۔ پھر باوا صاحب نے کہا کہ مودی خانہ کا کام نازک ہے اس لئے

بہتر ہوگا کہ مودی خانہ کا کام کسی اور کے سپرد کیا جاوے کیونکہ اگر کچھ کوتاہی ہوئی تو خواہ مخواہ کی بدنامی ہوگی۔ مگر بی بی نانکی اور جیرام نے کہا کہ آپ اس کام کو چھوڑنیکا ہرگز نام نہ لیویں ایشور پر بھروسہ رکھ کر کام کئے جائیں۔ پھر ۵ ۱۳ روپیہ فاضلہ اور ۰۰ے پیشگی نوابصاحب نے باواجی کو عنایت کیا اور باواصاحب نے پھر دوبارہ مودی خانہ کا چارج لیا۔ مسکینوں اور غریبوں کے گھر میں گھی کے چراغ جلنے لگے ◆

سگائی

ملازمت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد جون ۱۴۸۶ء میں جبکہ باواجی کی عمر ۱۷۔۱۸ سال کے درمیان تھی باواجی کی سگائی بی بی سلکھنی لالہ مولچند کی لڑکی موضع پکھو کے ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ اس مبارک رسم پر مہتہ کالو رائے اور کچھ قریبی رشتہ دار سلطان پور آئے۔ باوا نانک جی ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ سب نے پیار کیا اور دعائیں دیں۔ اور بعد ادائے رسم اپنے گھر کو رخصت ہوئے ◆

دوسری دفعہ پھر حساب کی پڑتال

اب کی دفعہ باواجی نے مودی خانہ کا چارج لیکر پہلے سے بھی زیادہ دل کھول کر غریبوں اور مسکینوں کو دان دینا شروع کیا۔ نانک جس نے فقیری کی گدی پر بیٹھکر راج کرنا تھا وہ چند روز کے لئے مودی بنکر بیٹھ گئے اب اُن کی سخاوت نے دل کی آرزو نکالنے کے لئے اس سے بہتر موقع نہ پایا۔ پن دان خیرات کا دروازہ کھول کر رات دن سدابرت جاری کر دیا۔ اور باواجی کی جود وسخا اور پرُاپکار کا ذکر ہر کس وناکس کی زبان پر تھا۔ لوگوں کو حاتم طائی اور بکرماجیت کا زمانہ یاد آگیا جب تک مودی خانہ کا چارج باواصاحب کے ہاتھ رہا تو غریبوں اور مسکینوں کے گھر عید رہی۔ مگر یہ اڑتی اُڑتی خبر لالہ جیرام کے کانوں تک جا پہنچی کہ باوا نانک مودی خانہ کو بیطرح لٹا رہا ہے یہ سُنکر جیرام کو پہلے سے بھی زیادہ تشویش پیدا ہوئی مگر باوا

صاحب کا رعب کچھ ایسا طاری تھا کہ اُن کے سامنے لب کشائی کرنا مشکل تھا۔ آخر ایک روز باوا صاحب نے خود ہی کہا کہ حساب کی پڑتال ہو جائے تو بہتر ہے جے رام تو پہلے ہی سے اس بات کا متمنی تھا یہ بات سُن کر خوش ہوا اور نواب صاحب کو حساب کی پڑتال کی اطلاع دی۔ نواب صاحب نے منظور فرمایا۔ باوا نانک اوا سے تعظیم و تکریم کے بعد بڑی سنجیدگی اور ادب سے بیٹھ گئے نواب صاحب نے باوا جی کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ تمھیں لوگ نانک نرنکاری کیوں کہتے ہیں تو باوا صاحب نے کہا کہ وہ جو ہر جیو کا برت پالک اور ذرے ذرے کا خالق جس کی حمد و ثنا سے انسان عاجز اور اس کی قدرت کے بھید تو جاننا انسان تو انسان فرشتے بھی اس کی حضرت میں لاعلمی ظاہر کرتے ہیں اُسے نرنکار کہتے ہیں چونکہ میں اس کا بندہ ہوں اس لئے لوگوں نے مجھے اس کے ساتھ منسوب کر دیا اور یائے نسبتی ہے اس لئے عام لوگ نانک نرنکاری کہتے ہیں۔ ؎

کہاں بندہ کہاں خالقِ عالم | کہاں ذرہ کہاں خورشیدِ اعظم
کہاں ہیں اور کہاں وہ ایزدِ پاک | چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

نواب صاحب نے پوچھا کیا تمھاری شادی ہو گئی ہے عرض کی کہ نہیں نواب صاحب نے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ ذکر الٰہی میں محو رہتے ہو۔ جب شادی ہو جاویگی تو آٹے دال کا بھاؤ یاد آجاویگا جب دنیا کے جنجال گلے پڑ جائینگے۔ پھر اُس وقت علم الٰہی کی کتب طاق میں دھری رہجائینگی۔ جب آزادی جاتی رہی پاؤں میں بیڑیاں پڑ جائینگی اس وقت یہ راگ رنگ بھول جائینگے۔ اسپر باوا صاحب نے نہایت نرمی اور متانت سے عرض کیا کہ جن کی لگن اُس وحدہ لاشریک سے لگ جاتی ہے اُن کے سامنے یہ دنیاوی سامان ناکارہ محض نظر آتے ہیں۔ جو اُس قادر مطلق کے ہو جاتے ہیں وہ ان تمام کمندوں کو بالائے

طاق رکھ کر بس اسی کے ہو جاتے ہیں۔ پھر انھیں وہ لذات اور معرفت تامہ کی چاشنی نصیب ہوتی ہے جو دنیا کے بندوں کو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی نصیب نہیں ہوتی اُس کے پریم کا پیالہ ایسا مگن اور سرشار کر دیتا ہے کہ پھر کسی اور شرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ جو اُس پیاری سی من موہنی موہنی صورت اور کامنی صورت کا جلوہ ایک نظر دیکھ پاتا ہے وہ دل و جان سے ایسا گرویدہ اور موہت ہو جاتا ہے کہ پھر اس ورلی دنیا کی خوبصورت سے خوبصورت چیز بھی اس کے نزدیک کچھ ہستی نہیں رکھتی۔ جب اُس کی مہربانی سے معرفت تامہ کا گل نیلوفران کے ہردہ میں کھل جاتا ہے تو اس کے نزدیک دنیا کی کل اشیاء کچھ حقیقت نہیں رکھتیں سچ ہے

"جن کی لو ہر چرنن لاگی۔ سو اوروں سے بھئے نیا گی"

یعنی جن کی لو اس خدا سے لگی اُنھوں نے دنیا کی چیزوں کا بائیکاٹ کر دیا (دست بردار ہو گئے۔) یہ سن نواب صاحب حیران رہ گئے اور کہا کہ واقعی یہ شخص فنافی اللہ ہُوا ہوا ہے۔ اس پر دنیاوی خواہشات غالب نہیں آسکتیں پھر منشی جادو رائے کو حساب کی پڑتال پر لگایا۔ پانچ روز تک حساب ہوتا رہا۔ لیکن جو شخص خدا کی راہ میں خرچ کرے بھلا اس کے حساب میں کمی کیوں آئے۔ جب حساب ہوا تو اُلٹا تین سو اکیس روپیہ فاضلہ نکلا تو نواب صاحب نے منشی جادو رائے اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ تم تو شکایات کیا کرتے تھے کہ موتی خانہ لٹ گیا مگر اب حساب ہیں فاضلہ کہاں سے آگیا منشی جادو رائے نے کہا کہ حساب میں تو ایسا ہی آتا ہے نواب صاحب باواجی پر بہت خوش ہوئے مبلغ تین ہزار روپیہ پیشگی اور تین سو اکیس روپیہ فاضلہ گرو جی کو دلوا دیا

شادی | جون ۱۴۸۸ء کو باواجی کی شادی فرمائی۔ مہتہ کالو رائے نے رائے بلار کی خدمت میں عرضی پیش کی کہ آپ کے غلام نانک کی شادی ہے براہ نوازش ایک

ماہ کی رخصت عنایت فرمائی جاوے۔ رائے بلار نے رخصت منظور کی اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ آئندہ باواجی کو میرا غلام نہ کہنا وہ تو ولی اللہ اور خدا کا پیارا ہے جس کی ہم سب لوگوں کو عزت اور عظمت کرنی چاہیئے۔ تھوڑے عرصہ بعد مہتہ کالو رائے اور دیگر رشتہ دار سلطانپور آئے اور بڑی دھوم دھام سے شادی خانہ آبادی کی رسم ادا کی اور تاریخ مقررہ پر بچھو کے علاقہ بٹالہ میں گرو نانک اور شریمتی سلکھنی کی مبارک رسم شادی عمل میں آئی جب تمام رسومات ادا ہو چکیں تو ڈولی واپس سلطانپور لائے اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مکلاوہ کی رسم بھی ادا ہو گئی مگر باوا صاحب کچھ ایسے عشق الٰہی میں گداز ہوئے تھے کہ وہ دنیا کی عیش و عشرت کو بہت کم خاطر میں لاتے تھے۔ اور اپنی بیوی سے بہت ہی کم میل ملاپ رکھتے تھے جس سے وہ آزردہ خاطر اور مغموم سی رہا کرتی تھیں۔ جب کبھی شریمتی سلکھنی جی بی بی نانکی سے ملتیں تو وہ اُن کا اُداس چہرہ دیکھ کر دریافت کرتیں کہ آپ اس طرح کبیدہ خاطر کیوں رہتی ہو۔ مگر شریمتی سلکھنی جی کچھ جواب نہ دیتیں۔ آخر بی بی نانکی جی قیاس سے معلوم کر گئیں کہ مالی حالت میں تو ہر طرح آسودگی ہے مگر نانک جی سلکھنی سے بہت کم راہ و ربط رکھتے ہیں اور اپنی لگن میں مگن رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سلکھنی ہمیشہ اُداس رہتی ہے ٭ ایک دن موقع پا کر بی بی نانکی نے کہا کہ اگر آپ خفا نہوں تو میں ایک عرض کیا چاہتی ہوں۔ باوا صاحب نے کہا کہ میں بخوشی سنونگا تو بی بی نانکی نے کہا کہ آپ کے استغنا اور عدم توجہ کے باعث سلکھنی ہمیشہ اُداس اور مغموم سی رہتی ہے آپ میری بھاوج کو ہر طرح سے خوش و خرم رکھیں اور کسی طرح رنجیدہ نہونے دیں۔ گورو صاحب نے فرمایا کہ اچھا آپ کی مراد پوری ہو گی۔ باوا نانک جی کو دنیاداروں کی طرح خانہ داری اور گھر بسانے کا چنداں شوق نہ تھا مگر چونکہ خدا نے نسل بڑھانی تھی اور اُس وقت کے شوریدہ مغز برہمچاری۔ بیراگی۔ سنیاسی۔ جنہوں

سنے بڑے بڑے تیرتھوں پر اپنی حرامکاری اور بدکاری کا جال ڈالا ہوا تھا اور اپنی بدکرواری کی آڑ میں رہبانیت کا جھنڈا بلند کیا ہوا تھا انھیں اسبات کا سبق دینا تھا کہ گرہست آشرم میں رہکر بھی خدا کی عبادت میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ گرہست آشرم میں آکر ہی انسان خدا کی عبادت کرسکتا ہے۔ اس سے نفسانی بداراد وں کی بیخکنی ہوتی ہے اور خواہشات پر غالب آتا ہے۔

شادی کے بعد باوا جی کے ہاں دو نرینہ بچے پیدا ہوئے پہلا جس کا نام سری چند تھا جولائی ۱۴۹۴ء میں ہوا۔ دوسرا جس کا نام لکھمی چند تھا ۱۴۹۶ء میں پیدا ہوا۔ یہ سن آمیز خبر شنکر مہتہ کالو رائے سلطانپور آیا اور باوا صاحب کو مودی خانہ کے کام میں مشغول پاکر بہت خوش ہوا

سوتک جب کسی ہندو کے گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے ہندوؤں کے خیال کے مطابق اس گھر کی ہر ایک چیز بھرشٹ ہو جاتی ہے اور سوتک کا اثر صرف اس گھر کی چیزوں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اس کنبہ کا ہر ایک آدمی مکروہ ہو جاتا ہے اور برادری کے لوگ اُن کے ملنے سے ہچکچاتے ہیں اور ناک بھوں چڑھاتے ہیں اُس کنبے کے آدمی کے ساتھ کوئی چھونا تک نہیں اگر اُس کا کوئی آدمی بھولا بھٹکا کسی دوسرے کے گھر چلا جاوے تو وہ منھ ناک چڑھا کر دور باش کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ سری چند اور لکھمی چند کی پیدائش پر ہندوؤں کے اس خیال کے مطابق وہ گھر بھی سوتک زدہ ہو گیا جب باوا صاحب ایک روز دوپہر کے وقت مودی خانہ سے گھر آئے تو کیا دیکھا کہ پنڈت صاحب گھر میں براجمان ہیں اور گھر کو سوتک سے پاک کرنے کی طیاریاں ہو رہی ہیں۔ باوا صاحب نے پنڈت سے پوچھا کہ آج آپ کس طرح تشریف لائے تو پنڈت نے جواب دیا کہ از روئے شاستر مرنے

اور پیدا ہونے سے گھر سوتک زدہ (ناپاک) ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ گھر بھرشٹ ہو جاتا ہے اور پھر شاستروں کی ہدایات کے مطابق پاک اور پوتر کیا جاتا ہے چونکہ باوا صاحب نے ان بدعتوں کو جڑ سے اُکھاڑنا تھا اور ہندو مذہب کا سدھار مدِ نظر تھا تو بھلا وہ کب اس بات کو گوارا کرتے کہ یہ وہمی رسم باوا صاحب کے گھر میں ادا کی جائے۔ جن کا مشن مجلسی بیہودہ رسومات کی بیخ کنی تھا باوا صاحب نے سنجیدگی سے پنڈت صاحب سے یہ سوال کیا کہ جس وہمی سوتک پر آپ اپنا نسچہ (یقین) رکھتے ہیں اگر یہی سوتک کی اصلیت ہے تو یہ سوتک تو ہر ایک چیز میں سمایا ہوا ہے۔ تو پھر باوا صاحب نے یہ شلوک پڑھا

جیکر سوتک منئے سب تے سوتک ہوئے
گوہے اتے لکڑی اندر کیڑا ہوئے
جیتے دانے ان کے جیہاں باجھ نہ کوئے
پہلا پانی جیو ہے جت ہریا سب کوئے
سوتک کیونکر رکھئے سوتک پوے رسوئی
نانک سوتک اینویں نہ اُترے گیان اُتارے دھوئی
سبھو سوتک بھرم ہے دوجے لگے جائے
جمنا مرنا حکم ہے بھاوے آوے جائے
کھانا پینا پوتر ہے دتو نے رزق سنبھاہے
نانک جنھیں گورمکھ بجھا تنہاں سوتک ناہے

(آسا دی وار محلا پہلا شلوک ۱۰)

ترجمہ۔ اے پنڈت اگر آپ کے اس سوتک کو مانا جاوے تو یہ سوتک تو تمام موجودات عالم میں موجود ہے گوبر اور لکڑی کے اندر کیڑا موجود۔ جس سے روکھانا پکایا جاتا ہے اور جس قدر اناج کے دانے ہیں ان میں بھی کیڑا موجود

ہے۔ اور پھر پانی میں تو اس قدر باریک در باریک کیڑے موجود ہیں کہ جن کا کچھ حساب ہی نہیں اور پانی کے ساتھ ہر ایک ذی روح کی زندگی وابستہ ہے آخر ہم ایسے سوتک سے کہاں تک اجتناب کر سکتے ہیں یہ سوتک تو ہمیشہ ہماری رسوئی میں موجود رہتا ہے۔ نانک یہ سوتک اسطرح باتیں بنانے سے دور نہیں ہوتا البتہ معرفت الٰہی کا گیان اگر انسان کے دل میں سما جائے تو اس سے پاکیزگی اور تزکیہ نفس ہوتا ہے ورنہ اور کوئی راہ نہیں یہ تمھارا سوتک تو محض قیاس اور وہم ہی وہم ہے۔ پیدا ہونا اور مرنا تو محض الٰہی حکم کے ماتحت ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں پاکیزہ ہیں جو اس رحیم کریم ذات نے ہمارے لئے مقرر کر دی ہیں اے نانک جنہوں نے ایشور کو پا لیا وہ آپ کے اس وہمی سوتک کے بندھن سے آزاد ہو گئے۔ یہ جواب مُنکر پنڈت لاجواب ہو گیا اور دل ہی دل میں مارے ندامت کے پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور ہکا بکا سا ہو کر کہنے لگا کیا وید اور شاستر تمام کے تمام جھوٹے ہو گئے کیا تمام شاستروں کی تعلیم سوتک کے متعلق لغو اور بے بنیاد ہے اس پر باوا صاحب نے نہایت نرمی سے یہ جواب دیا کہ اے پنڈت حقیقی سوتک جس سے ہر ایک انسان کو پناہ مانگنی چاہیئے وہ سوتک یہ ہے ذرا کانوں کے پردے کھول کر سنئے۔ آسا دی وار محلا پہلا شلوک ۱۔

من کا سوتک لوبھ ہے جیہبا سوتک کوڑ
اکھیں سوتک دیکھنا پر تریا پر دھن روپ
کنیں سوتک کن پوسے نبارسی کھائے
نانک ہنسا آدمی بدھا جم پر جائے

ترجمہ سنو پنڈت جی دل کا سوتک تو لالچ ہے۔ جو طرح طرح کی ناکردنی

حرکات کا مصدر بنتا ہے اور زبان کا سوتک تو جھوٹ ہے جو ہر ایک پاپ کی جڑ ہے اور آنکھوں کا سوتک نامحرم عورت کا دیکھنا اور پرائی دولت اور حسن پر فریفتہ ہو جانا ہے اور کانوں کا سوتک غیبت کا سننا ہے۔ ایسا آدمی جو ایسے سوتک کی آلائش میں لت پت ہو رہا ہے منکر و نکیر اس کی مشکیں باندھ کر دوزخ میں لیجائینگے یہ بات سنکر پنڈت جی مہاراج چپکے سے کان لپیٹ کر چل دیئے۔

معرفت کی لگن ایک روز باوا صاحب مودی خانہ میں بیٹھے ہوئے نواب صاحب کا راشن تول رہے تھے ہر ایک دھارن کا وزن پانچ سیر تھا اور جب کوئی چیز وزن کرنی درکار ہوتی تو ساتھ ساتھ ہی دھارنوں کو آواز بلند پکارتے جاتے کہ یہ پہلی دھارن - دوسری تیسری چوتھی وغیرہ - جب تیرہ ۱۳ کی دھارن پر پہنچے تو تیرہ کے آگے جسقدر دھارنیں وزن کیگئیں تو تیرہ ہی تیرہ کہتے چلے گئے لفظ "تیرہ" پنجابی ہے - جس کے معنی "میں آپ کا بندہ" ہے - اسوقت اُن کا دل دنیا کی عارضی اشیا جنکو وہ تول رہے تھے اُس کا تارک ہو کر تیرہ تیرہ یعنی 'میں آپ کا' 'میں آپکا' کا جاپ کر رہا تھا - ہر ایک دھارن کے ساتھ تیرہ تیرہ کا لفظ بڑے ذوق سے پکارتے جاتے تھے اور اس لفظ میں وہ ایک خاص انند اور سرور محسوس کرتے تھے - گویا وہ اس وقت دنیا سے اُٹنک اور تارک ہو کر تیرہ تیرہ کا وظیفہ کر رہے تھے اس وقت اُن کے روم روم میں تیرہ تیرہ کا پیارا شبد ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور وہ اس خوش واتک سمہ میں جبکہ وہ اس پریم رس میں گداز ہو رہے تھے بھائی بالا کی نظر پڑی جو کہ فوراً آگے بڑھا اور وزن کرتے ہوئے باوا جی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ کو تولنے میں غلط فہمی لگی ہے - آپ ان گنت دھارنیں وزن کر چکے مگر تیرہ تیرہ کہتے چلے گئے - اشیاء کو دوبارہ تولا گیا تعجب کی بات ہے کہ ۶۵ سیر یعنی تیرہ دھارنوں سے زیادہ نہ تھا۔

گھرست آشرم

شادی ہونے کے بعد باوا صاحب گھرست آشرم (خانہ داری) کو احسن طریقہ سے نبھاتے رہے وہ اپنے بال بچوں کی طرف خصوصیت سے خیال رکھتے تھے اور حتی الوسع انھیں کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیتے تھے۔ وہ اپنی آمدنی سے کچھ پس انداز نہ کرسکتے تھے مگر آپ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کو اپنا پرم دھرم خیال کرتے تھے اور اسی لیئے ان کا دست مبارک ہر وقت عاجزوں اور مسکینوں کی حمایت کے لیئے تیار تھا وہ غریبوں اور اپاہجوں کے غمخوار تھے انسانی ہمدردی تو روز ازل سے ان کی سرشت میں رکھی گئی تھی روپیہ کے جمع نہ ہونے سے ان کی بیوی کسی قدر شاکی رہتی تھی مگر ہر ایک ضروریات کے بہم پہنچانے میں باوا صاحب بڑے محتاط رہتے تھے وہ "دل بایار و دست باکار" کے عامل تھے ہمیشہ سادھو سنگت صحبت صالح کے بڑے شائق رہتے۔ جب وہ گھر میں ہوتے تو وہ اعلیٰ درجہ کے گھرستی تھے۔ جب جنگل میں جاکر عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے تو وہ اعلیٰ درجہ کے دھرم آتما اور فنا فی اللہ ہو جاتے۔ گویا کہ دنیا کی کچھ خبر ہی نہیں۔ نیچر کے بڑے شائق تھے۔ ۱۲ سال گھرست آشرم (خانہ داری) میں رہکر انھوں نے اس بات کو ثابت کر دکھلایا کہ وہ باوجود گھرستی ہونے کے دنیا کے تارک تھے۔ وہ باوجود عیال دار ہونے کے اعلیٰ درجہ کے ولی اللہ تھے۔ گھرست آشرم ان کی اس لگن میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتی تھی۔ انھیں گھرست آشرم (خانہ داری) میں رہکر وہ قدسیت حاصل تھی کہ جس سے انھوں نے اس طبقہ کو جو جھوٹے برہمچریہ اور سنیاس اور براگ پر نازاں ہوکر فسق و فجور میں اپنی زندگی تباہ کر رہے تھے انھیں عملی طور سے سبق دیا کہ گھرست آشرم کے ساتھ ہی تقویٰ اور طہارت وابستہ ہے اگر چاہتے تو باوا صاحب اپنی تمام عمر گھرست آشرم میں رہکر نہایت عمدگی سے بسر کرسکتے تھے جیساکہ انھوں نے ۱۲ سال کے عملی نمونہ سے ظاہر کیا لیکن وہ اپنا "مشن" اس سے نہایت اعلیٰ

درجہ کا رکھتے تھے اُنھوں نے لاتعداد آدمیوں کو راہ راست پر لانا تھا وہ ایک خاص مشن کے لئے مامور کیے گئے تھے اس لئے اُنھوں نے جگہ بہ جگہ سفر کر کے لوگوں کو طرح طرح کے اوہام اور بدعتوں سے نکال کر اس وحدہٗ لاشریک سے لگن لگادی

تیسرا باب

الٰہی ویراگ اور دنیا کا تیاگ

روزمرّہ کی زندگی جنم ساکھی بھائی بالا والی باوا صاحب کی روزمرّہ کی زندگی کے حالات اس طرح تبلاتی ہے کہ باوا صاحب علی الصبح اُٹھ کر گراوّل گانوُں کے باہر ندی میں اشنان کرنے جاتے تھے۔ اس کے بعد گھر میں واپس آکر عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے اور پھر "مودی خانہ" جاتے اور دوپہر کے وقت کھانا کھانے کے لئے گھر آتے اور پھر شام تک مودی خانہ میں ہی رہتے اور مودی خانہ میں اکثر سادھو فقیران کے پاس آتے جاتے اور معرفت کے گیان اور تصوف پر ہمیشہ بحث مباحثہ ہوتا رہتا اور باواجی ایسے مناظرات میں بہت حظ اُٹھاتے تھے اور شام کے وقت ایشور بھگتی میں مگن ہو جاتے۔ ایک جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ ایک روز کسی سنت مہاتما سے ذکر الٰہی کے متعلق گفتگو ہوئی تو اُس نے باوا صاحب سے کہا کہ آپ کس کام میں لگے ہوئے ہیں آپکا اصلی مشن تو کچھ اور ہی ہے۔ مودی خانہ کو چھوڑ دو اور خلق اللہ کو ہدایت کرو۔ تم دیکھتے نہیں ہو لوگ کس طرح فسق و فجور میں اپنی زندگی تباہ کر رہے ہیں گند کو مذہبی تہ خانوں سے نکال کر باہر کھلی ہوا میں رکھو اور گیان کی بھٹی میں جلا دیہی آپ کا حقیقی مشن ہے

مخلوق خدا کے لئے تڑپ

اس وقت سے باوا صاحب کے دل میں دنیا کے تیاگ اور لوگوں کو ست مارگ (صراط مستقیم) پر چلانے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ باوا صاحب نے بھائی بالا سے بھی اس بات کا تذکرہ کیا کہ آجکل مخلوق عجب خلجان میں مبتلا ہے۔ لوگوں نے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کو بھلا دیا ہے اور طرح طرح کے مت متانتروں اور اوہام میں مبتلا ہیں اس لئے میں مودی خانہ کے کام سے مستعفی ہونا چاہتا ہوں دوسرے روز حسب عادت علی الصبح جب باوا صاحب ندی پر اشنان کرنیکے لئے گئے اشنان کر رہے تھے کہ جذبہ الٰہی اور معرفت تامہ کا فوّارہ قلب سے پھوٹا اس بیخودی کے عالم میں مست الست ہو گئے کپڑے لتّے تو وہیں کے وہیں پڑے رہے آپ نے کنج تنہائی میں استغراق اور مراقبے کے عالم کی لگن میں مگن ہو کر ایسی سمادھی لگائی کہ تین روز تک آنکھ نہ کھلی اور دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہی اس وقت بارگاہ الٰہی سے انہد شبد کی غیبی آواز یعنی الہام ہُوا:۔

”وڈائی تسانوں شیخ دی ملی ہے۔ دیول دیوتے اور پراچین
تیرتھ جو ہندواں دے ہیں اوہناں نوں کھنڈن کرو اور ایک ہی
نام کی مہما کراؤ۔ دوسرا میرا کوئی شریک نہیں۔ سو ایہہ حکم نانک
درویش نوں آیا کہ تو جگ میں جا کر اس داؤ ہنڈورا پھیر جو
کوئی حق راستی پر کھلو ویگا سوئی پار ہو دیگا“ (دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۵)

ترجمہ اے نانک شیخ کا رتبہ تجھے ملا ہے۔ دیوی دیوتے اور قدیمی تیرتھ ہندوؤں کے جو شرک کی جڑ ہیں اُن کا ردّ کرو اور ایک وحدہ لاشریک کی پرستش کراؤ اور صراط مستقیم کی ہدایت کرو۔ جو آپ کی ہدایت پر عمل کریگا وہ روحانیت کے رنگ میں رنگین ہو جائیگا۔ معرفت الٰہی کا فوارہ اسپر پھوٹیگا۔ گیان کا بھنڈار کھل جائیگا جب

گورو جی کو یہ الہام ہوا تو آپ نے جوشِ محبت میں ایک شبد پکارا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کروڑ برس کی کیا لاانتہا زمانہ کی بھی میری عمر ہو جائے اور میں تمام جھگڑوں سے علیحدہ ہو کر کنجِ تنہائی میں سمادھی لگاؤں اور اپنے تن کا ریزہ ریزہ آپ کی راہ میں نثار کروں تمام درختوں کی قلمیں بناؤں۔ تمام دریاؤں کی سیاہی ہو اور صفحۂ زمین پر آپ کی مہما (صفت) کے گیت لکھوں تو اے بے انت! پھر بھی میں آپکی قدرت کا انت نہیں پا سکتا قلم کو طاقت نہیں کہ آپ کی حمد و ثناء کو لکھ سکے۔ اگر میں اپنے جسم کا ریزہ ریزہ کر کے چکّی میں پساؤں اور آگ میں جلاؤں۔ راکھ میں جلاؤں تو اے قادرِ مطلق تو بھی میں آپ کے بے پایاں سمندر کی قدرت کی تہ کو معلوم نہیں کر سکتا۔ جس پر آپ کی نظرِ عنایت ہو وہ اس آبحیات کے چشمہ سے اپنی پیاس کو بجھاتا ہے۔ جو معرفت کے سمندر سے نکلتا ہے اور روحانیت کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ ایسے امرت جل کے وارث وہی لوگ ہوتے ہیں جن پر تیری نظرِ عنایت ہو۔"

تلاش

یہ تو اُس طرف کی بات رہی۔ اب دوسری جانب کا حال سنئے پہلا روز تو جوں توں کر کے لالہ جیرام نے باوا جی کی انتظار ہی میں گذارا خدا خدا کر کے دوسرے روز کی صبح نمودار ہوئی۔ صبح سے دوپہر دوپہر سے شام مگر باوا جی کا پتہ ندارد تمام نگری میں اس بات کا چرچا تھا۔ لوگ حیران و پریشان۔ جو کوئی سنتا انگشت بدہن رہجاتا۔ سادھو فقیر جو باوا جی کے "ست سنگی" تھے وہ بھی باوا جی کے اس ناگہانی روپوش ہو جانے پر حیران و ششدر تھے ادھر لالہ جیرام جی اور بی بی نانکی جی اور باوا جی کے کنبہ قبیلہ باوا جی کی مفارقت میں بیچین تھے شہر میں ہڑتال تھی نرمبی تسلکھنی نے ماتمی صورت بنائی۔ بعضوں نے یہ کہا کہ دریا میں ڈوب گئے ہونگے اس پر دریا میں جال ڈالے گئے۔ ملاحوں نے غوطے لگائے۔ مگر اس گوہرِ مقصود کا کچھ پتہ نہ لگا کو بکو تلاش کیا جنگل کی خاک چھان ماری پر اس مشک بید کا کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر جو تھے

روز آپ خود تشریف لے آئے جے رام بغلگیر ہوا۔ بی بی نانکی جی کی آنکھوں کو ٹھنڈک پڑی وہ کلپ اور تڑپ جاتی رہی۔ کوفت اور رنج و محن کے بعد خوشی آنند اور سرور کا مزا آیا۔ ہر ایک کے دل کو ٹھنڈک پڑی مگر کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ خوشی تو عارضی ہے اس سے بڑھکر ایک اور مصیبت نازل ہونیوالی ہے۔ دوسرے روز باوا جی نے تمام کنددل کو بالائے طاق رکھ کر تمام کپڑوں کو اُتار کفنی گلے میں پہنی فقیرانہ بھیس کیا تمام غریبوں اور مسکینوں کو حکم دیدیا کہ مودی خانہ کو لوٹ لو مگر جے رام نے لوگوں کو مودی خانہ کے لوٹنے سے منع کیا اور قفل لگادیا۔ باوا صاحب فقیرانہ لباس پہنکر کنج تنہائی میں جا بیٹھے

الٰہی ویراگ اور دنیا کا تیاگ

اب باوا صاحب تصور الٰہی میں پہلے سے بھی زیادہ مصروف رہتے۔ کھانا پینا تو کیا بات چیت کے بھی روادار نہ تھے۔ ہمیشہ اپنی لگن میں مست تھے۔ گوشہ تنہائی میں ہمیشہ بیٹھے رہتے چند روز میں تپسیا (ریاضت فقیرانہ) سے جسم مبارک سوکھ کر کانٹا ہوگیا دل میں محبت کا درد۔ لبوں پر آہ سرد۔ آنکھیں گریاں کلیجہ بریاں الٰہی ملاپ کی انتظاری اور بے قراری اور تمام شب بیداری اور اختر شماری اور پھر اس پر ترک کلام اور صرف خداوند تعالیٰ سے کام۔ لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آتے اور باوا صاحب کے معرفت کے گیان سے اپنے دل کو پاکیزہ کرتے ہر وقت ایک کثیر ہجوم لوگوں کا باوا جی کے گرد جمع تھا۔ باوا جی معرفت الٰہی کے وہ نکات لوگوں کو سناتے کہ سنگ دل سے سنگدل بھی وجد میں آنے لگتا۔ باوا نانک جی کے پریم اور آنند وعظ سے لوگوں کو بہت ہی فائدہ پہنچا جو دل لگا کر سنتا تھا وہ نہال ہو جاتا تھا۔ نواب دولت خاں نے لالہ جیرام کو کہا کہ باوا نانک تو اب تارک الدنیا ہوگئے بہتر ہو کہ آپ ان کو اپنے ہمراہ لا کر مودی خانہ کا حساب کرا دیں جیرام گورو جی کو اپنے ہمراہ لایا حساب کرنے سے سات سو روپیہ کا فاضلہ بذمہ نوابصاحب نکلا

لالہ مولا مل خسر باوا نانک کو باوا جی کی فقیری کی خبر ہونا۔

جب لالہ مولا مل کو یہ خبر پہنچی تو وہ باوا جی کے پاس آئے اور اپنے داماد کو فقیری لباس میں پایا تو ان کے اندوہ اور یاس کی کوئی حد نہیں رہی۔ بہت آزردہ خاطر ہوئے۔ باوا صاحب کو سمجھانے لگے کیا دنیا کے تیاگ کرنے سے ہی ایشور کا ملاپ ہو سکتا ہے اور کوئی راہ نہیں؟ انسان خانہ داری میں بھی خدا رسیدہ بن سکتا ہے۔ آپ نے ترک دنیا میں کونسی انوکھی بات دیکھی جس پر آپ نے یکدم تمام کٹمب قبیلہ کو چھوڑ دیا اور فقیرانہ کفنی پہن لی۔ باوا صاحب نے جواب دیا کہ یہ جسم انسانی بھی ایک عالم صغیر ہے کبھی تو اس کے خیالات کی بلند پروازیاں فلک الافلاک تک جا پہنچتی ہیں اور کبھی اس کی پست ہمتی پتال کا منہ دکھلاتی ہے یہ ایک اتھاہ سمندر ہے اس میں خیالات کی ہمیشہ ٹھاٹھیں اُٹھتی رہتی ہیں مگر اس عالم صغیر کا راجہ دل ہے جو اگیانتا (کمزوری) کے باعث طفل مکتب کی طرح ہے اس کے ساتھ کام (شہوت) کرودھ (غصہ) لوبھ (لالچ) موہ (محبت) اہنکار (تکبر) جیسے ڈاکو زبرن ہیں کہ جو اس کی بلند پروازیوں کو جس کے ذریعہ یہ پانچ تت کا پُتلا حیوان سے انسان انسان سے کامل انسان۔ کامل انسان سے باخدا انسان بننا چاہتا ہے ہمیشہ اس کے راستہ میں رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ بیشک چاند اور سورج کی روشنی سے انسان ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے مگر کیا فائدہ

جے سو چندہ اُپجے سورج چڑھے ہزار
ایتی چانن ہندیاں گور بن گھور اندھار

اگر سو چاند، ہزار سورج کی روشنی ہو باوجود اس قدر روشنی کے بھی جب تک کامل مرشد دستگیری نہ کرے ہر طرف ظلمت ہی ظلمت ہے اس لئے اس ظلمت

سے نکلنے کے لئے کسی کامل مرشد کا دامن پکڑنا ضروری ہے۔ کامل مرشد کی رہنمائی سے دل معرفت کے نور سے منور ہو جائیگا۔ ہر طرف تجلی الہی تجلی نظر آئیگی فقیر ہونا تو میرے قبضہ سے باہر ہے میں نے ایشور کے حکم کی ماتحت یہ کام کیا ہے کیونکہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھ کر لوگوں کو صراط مستقیم کی ہدایت کرو یہ سُنکر لالہ مولامل خاموش ہو گئے مگر تسلی نہ ہوئی پھر مولامل نواب صاحب کی حضور آیا اور کہا کہ جو سات سو روپیہ باوا نانک کا حضور کے ذمہ فاضلہ نکلا ہے وہ براہ نوازش میری دختر اور نواسوں کو عنایت فرمایئے۔ نواب صاحب نے کہا کہ نانک کا حکم ہے کہ یہ روپیہ یتیموں اور مسکینوں کو خیرات کیا جائے۔ اس لئے ہم اس میں کچھ ادل بدل نہیں کر سکتے جس طرح نانک کی ہدایت ہے اسی طرح کیا جاویگا لالہ مولامل نے کہا کہ وہ تو سودائی اور پاگل ہے۔ ہمیشہ گورستان میں بیٹھا رہتا ہے اور پاگل پنے کی باتیں کرتا ہے۔ اُس کے کہنے کی کونسی بات ہے یہ سُنکر نواب صاحب کے حکم سے مولامل ایک مُلا کو ساتھ لیکر باوا جی کا بھوت نکالنے کے لئے گورستان کی طرف روانہ ہوئے آگے مُلا بھی نیم مُلا تھا زیادہ پڑھا لکھا نہ تھا البتہ زبانی جمع خرچ بہت تھا۔ وہ نیم مُلا کچھ کاغذ پر لکھ کر اس کا دھواں باوا جی کی ناک میں دینے لگا اسپر باوا صاحب نے یہ شبد کہا د وار سارنگ محلا پہلا شلوک ۲

کھیتی جن کی اوجڑے کھلواڑے کیا تھاؤں

دھرگ تنا وا جیونا جو لکھ لکھ ویچن نا نوں

ترجمہ جن کی کھیتی بغیر حفاظت کے برباد ہو رہی ہے تو وہ خرمن کے دعویدار کیسے ہو سکتے ہیں اُن لوگوں پر لعنت ہے جو اللہ تعالیٰ کا نام لکھ لکھ کر بیچتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ لیشتروا بہ ثمناً قلیلا۔ لیکن مُلا اس بات کو مطلق نہ سمجھا اسکو تو اس بات کی فکر دامنگیر تھی کہ اس عمدہ موقع کو ہاتھ سے نہ کھونا چاہیئے۔ اگر میں

اپنے ہتھکنڈوں میں کامیاب ہوگیا تو نواب صاحب سے خاطر خواہ معاوضہ مل رہیگا اور اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لیئے نواب صاحب کو کہا کہ اس میں ضرور کوئی بھوت ہے مگر خواندہ بھوت ہے اور باوا صاحب سے کچھ عجیب ہی طرز سے مخاطب ہوا جیسا کہ اس پاکھنڈی گروہ کا دستور ہے۔ "کون چیز ہے" پھر باوا صاحب نے یہ جواب دیا۔

(راگ مارو محلا ا) کوئی آکھے بھوتنا کوئی کہے بیتال
کوئی آکھے آدمی نانک ویچار

ترجمہ کوئی مجھے بھوتنا کہتا ہے اور کوئی بیتال پکارتا ہے کوئی آدمی کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ مگر میں تو غریب نانک ہوں اس بات سے ملاں جی کو یقین ہوگیا اس میں کوئی بھوت تو نہیں مگر دیوانہ ضرور ہے اسپر باوا صاحب نے حسب ذیل شبد کہا (راگ مارو محلا پہلا)

بھیا دیوانہ شاہ کا نانک بھورا نہ
ہور ہر بن اور نہ جانا
تیو دیوانہ جانئے جاں بھے دیوانہ ہوئے
ایکو صاحب باہرہ دوجا اور نہ جانے کوئے
تیوں دیوانا جانئے جاں ایکا کار کمائے
حکم پچھانے خصم کا دوجا اور سیانپ کائے
تیوں دیوانہ جانئے جیوں صاحب دھرے پیار
مندا جانے آپ کو اور بھلا سنسار

ترجمہ بیشک نانک اپنے خدا کی لگن کا دیوانہ ہے اُس خدا کے بغیر اور کسی سے واسطہ نہیں رکھتا میں وہ دیوانہ ہوں جس کے دل میں الٰہی خوف طاری ہے اور میں نرالی اور انوکھی نوعیت کا دیوانہ ہوں کہ بغیر اُس خدا کے اور کسی سے آشنائی نہیں رکھتا یہ دیوانہ

ایسا ہے کہ تمام اوہام پر سپنوں سے مُنھ پھیرا اس کی لگن میں مگن ہو گیا ہے۔ ہر وقت خدا کے حکم کے تابع رہتا ہے اور کسی سے دل نہیں لگاتا۔ یہ اپنی قسم کا نیا دیوانہ ہے جو اس وحدہٗ لاشریک کیساتھ محبت کرتا ہے آپکو عاجز مسکین اور دوسروں کو بڑا خیال کرتا ہے ٭ اِس کے بعد مُلّا آگے بڑھا اور باوا جی کی نبض دیکھنے لگا۔ اس وقت باوا جی کے دل میں ایک عجیب معرفت کے ترانہ کی گونج پیدا ہوئی اور حکیم باوا جی کے لیئے دوائی تجویز کرنے لگے۔ اور باوا صاحب نے یہ شبد کہا (وار ملار محلا پہلا شلوک)

وید بلایا وید گی پکڑ ڈھنڈولے بانہہ
بھولا وید نہ جانئے کرک کلیجے ماہ
جا ویدا گھر اپنے میری آہ نہ لے
ہم رتے شوہ اپنی تو کس دارو دیہہ
بیدا بید سجان توں پہلا روگ پچھان
ایسا دارو لوڑ لے جس ونجے روگا گان
دکھ لگے دارو گھنا بید کھلویا آئے
کایا روئے ہنس پکارے وید نہ دارو لائے
جا بیدا گھر اپنے جانے کوئے نہ کوئے
جن کرتے دکھ لایا نانک لائے سوئے

ترجمہ: حکیم کو میری مرض کے لئے طلب کیا گیا مگر سادہ لوح حکیم کیا جانے کہ میرے کلیجے میں کیسا درد ہے۔ نہیں! اور حکیم اپنے گھر کی راہ لے مجھ سے بات مت کر مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں ہم تو اپنے محبوب کی محبت میں گداز ہیں الٰہی رنگ میں رنگین ہیں تم کس کو دوائی دیتے ہو۔ اے حکیم! تم اُسوقت وید کہلانے کے مستحق ہو گے جب تم میری حقیقی مرض کی شناخت کرو گے۔ کوئی

ایسا مجرب نسخہ تجویز کرو جو میرے ویراگ کے روگ کو جڑ سے اُکھاڑ دے۔ اے وید میں سچ کہتا ہوں کہ تو میری مرض کو نہیں معلوم کر سکیگا۔ میرا مرض تمہارے ادراک سے بالاتر ہے۔ یہ تمہاری پھیکی پھیکی باتیں مجھے اطمینان قلب نہیں دے سکتیں۔ اور دل کی کلپ اور تڑپ کو مدہم نہیں کر سکتیں۔ میرے دل میں تو اپنے پیارے سے ملنے کی تڑپ ہے۔ اس کے ملاپ کی کشش ہے۔ وصال باری کا جذبہ ہے۔ کیا تم ملا سکتے ہو حاشا وکلا۔ اے حکیم! آپ براہ نوازش گھر کو تشریف لیجائے۔ میری بیماری کی شناخت تو کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دل کو لگی ہو "جس تن لگے سوئی تن جانے" جس کے ویراگ اور فراق میں یہ حال ہو گیا ہے۔ اسپر رحمن کی دستگیری سے ہی حقیقی شفا یعنی اطمینان قلب ہو سکتا ہے یہ بات سن ملا قاضی وغیرہ نے دوسرے لوگوں کو کہا کہ نہ تو نانک پر کسی بھوت کا عمل ہے اور نہ ہی بیماری کا اثر ہے اور نہ ہی دیوانہ ہے۔ البتہ معرفت تامہ کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے الٰہی جذبہ میں گداز ہے۔ امرت ساگر میں غوطہ لگا رہا ہے فنا فی اللہ ہے مجذوب ہے۔ بہتر ہو کہ ہم اسے اپنے ہمراہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے لیجاویں تو اس کے الٰہی عشق کا امتحان ہو جاویگا۔ اگر درحقیقت یہ اللہ کے نام پر بک چکا ہے تو اسے نماز کی ادائیگی میں کوئی حجاب مانع نہ ہوگا۔

باوا جی کا نماز پڑھنے کے لئے مسجد جانا

باوا صاحب کو نماز پڑھنے کے لئے کہا گیا باوا صاحب نے بسر وچشم منظور کیا مگر تمام گانوں میں شور مچگیا کہ آج باوا نانک مسلمان ہو گیا۔ باوا صاحب مسجد میں وارد ہوئے۔ وضو کیا۔ تکبیر کہی گئی۔ نماز کھڑی ہوئی۔ قاضی صاحب امام کی جگہ کھڑے ہوئے باوا صاحب پہلے تو صف میں استادہ ہو گئے مگر چند منٹ کے بعد جماعت چھوڑ ایک علیحدہ کونے میں جا کھڑے ہوئے بعد فراغت نماز

کے نواب صاحب نے پوچھا کہ آپ نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی۔ باوا صاحب نے جواب دیا کہ میں کس کے ساتھ نماز پڑھتا آپ کا دل تو بڑی بڑی بلند پروازیاں کر رہا تھا نماز میں یکسوئی کا ہونا ضروری ہے خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کیجائے تو وہی نماز قبول ہوتی ہے مگر آپ کا دل تو کابل کی سیر کر رہا تھا۔ (بھائی بالا جنم ساکھی)

متھا ٹھو کے زمین پر دل اُٹھے آسمان
گھوڑے کابل خرید کرے دولت خاں پٹھان

ترجمہ نماز کے لئے ماتھا تو زمین پر رگڑا جا رہا ہے مگر دل اِدھر اُدھر بھٹک رہا ہے۔ اے نواب آپکا دل تو کابل میں گھوڑوں کی خریداری کر رہا تھا۔ آپ ہی انصاف کیجیئے میں نماز کس کے ساتھ پڑھتا۔ نوابصاحب چونکہ منصف مزاج آدمی تھے سُنکر نادم ہوئے اور کہا کہ اگر میرا دل بھٹکا نے زمتھا تو قاضی صاحب کے ساتھ ہی پڑھی ہوتی۔ باوا صاحب نے کہا کہ قاضی صاحب کا دل تو نوزائدہ بچھیرے کی طرف لگا ہوا تھا کہ بچھیرا کلا بازیاں کھاتا ہوا کہیں صحن کے کنوئیں میں نہ گر پڑے اب آپ ہی بتلایئے کہ میں نماز کسطرح پڑھتا یہ بات سُنکر قاضی اور نواب حیران و ششدر سے رہگئے۔ گورو جی نے فرمایا کہ عبادت کے لئے ایکانت اور یکسوئی کا ہونا ضروری ہے۔ وہی عبادت شرف قبولیت حاصل کرتی ہے جو خشوع خضوع سے ادا کی جائے چنانچہ قرآن شریف میں درج ہے قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون اس سے صاف ظاہر ہے کہ باوا جی کو نماز پڑھنے سے کچھ عذر نہ تھا باوا جی کا قاضی اور نواب کے ساتھ نماز نہ پڑھنا صرف عدم حضوری دل کی وجہ سے تھا ورنہ اور کوئی امر مانع نہ تھا

اسلام کی عظمت

پھر باوا صاحب نے کئی حقائق اور معارف کے نکات اسلام کے متعلق نواب صاحب کو سمجھائے اور اسلام

کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وار ماجھ محلا پہلا شلوک ؂

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہائے
اول اول دین کرمٹھا مشکل مانا مال مساوے ؂
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکانے
رب کی رضائے منے سراوپر کرتا منے آپ گوآوے
تیوں نانک سرب جیاں مہرت ہوئے تاں مسلمان کہاوے

ترجمہ مسلمان ہونیکا دعویٰ کرنا یہ کوئی آسان کام نہیں پہلے اپنے ایمان کو پختہ کرو پھر اس کوچہ میں قدم رکھو۔ ایسا آدمی جو اپنے ایمان کو پختہ کر کے یعنی خلوص دل سے مسلمان ہوگا پھر وہ دنیا کے رنج ومحن سے نجات پائیگا اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے خدا کی رضا کو مقدم سمجھے خودی کو دور کرے اور مخلوق اللہ پر رحم کرے تو پھر مسلمان ہونیکا دعویٰ کرے۔ پھر باوا صاحب اگلے شبد میں اسلام کی قدسیت اسطرح فرماتے ہیں

(وار ماجھ محلا پہلا شلوک) مہر مسیت صدق مصلےٰ حق حلال قرآن
شرم سنت سیل روزہ ہوئے مسلمان
کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواز
تسبیح شانت سبھاوسی نانک رکھے لاج

ترجمہ مسجد میں جانے سے انسان کے دل میں تضرع پیدا ہوتی ہے اور مصلے پر قدم رکھنے سے صدق اور قرآن شریف کی تلاوت سے حق حلال میں امتیاز ہوجاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی طریقہ زندگی پر عمل کرنے سے دل میں شرم اور حیا پیدا ہوتی ہے۔ اور روزے رکھنے سے شانت اور اطمینان قلب اور صبر حاصل ہوتا ہے۔ اور نیک کام کعبہ کے حکم میں ہے جس کیطرف منہ کرنا چاہئے اور سچ بولنا مرشد کے حکم میں ہے۔

اور کلمہ یہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

ہے اور تسبیح کا پھیرنا دل کو راحت بخشتا ہے۔ اے نانک جو ان باتوں پر عمل کریگا اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ سرخرو رکھیگا۔ آگے اور شلوک ملاحظہ ہو۔

حق پرایا نانکا اس سور اُس گائے (وار ماجھ محلا پہلا شلوک)
گور پیر حامی تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے
گلیں بہشت نہ جائے چھٹے سچ کمائے
مارن پاہے حرام ہیں ہوئے حلال نجائے
نانک گلیں کوڑیئے کوڑے پلے پائے

ترجمہ: بیگانہ حق کو چھیننا مسلمان کے لئے سور کا گوشت ہے، اور ہندوؤں کے لئے گائے کا اور گورو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی وقت شفیع بنینگے جب ہم لوگ پاپ سے اجتناب کرینگے۔ خالی باتیں بنانے سے بہشت نصیب نہیں ہوتا۔ بلکہ نیک عملوں سے بہشت کا اُمیدوار بننا چاہیئے۔ وہ چیز کبھی حلال نہیں ہوسکتی جو کسی کا گلہ کھونٹ کر حاصل کیجاتی ہے جو کذب یعنی ٹیڑھا رستہ اختیار کرتا ہے وہ گویا عاقبت کے لئے بہت بُرا توشہ اختیار کررہا ہے اور نواب صاحب نے نمازوں کی نسبت سوال کیا کہ باقاعدہ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ تو باوا صاحب نے یہ شبد کہا

پنج نمازاں وقت پنج پنجاں پنجے ناؤں (وار ماجھ محلا شلوک)
پہلا سچ حلال دوئے تیجے خیر خدائے
چوتھی نیت راس من پنجویں صفت ثنائے
کرنی کلمہ آکھ کے مسلمان سدائے

نانک جیتنے کوڑ یار کوڑے کوڑی پلے

ترجمہ نمازیں پانچ ہیں اور ان کے نام بھی علیحدہ علیحدہ ہیں - یعنی فجر - ظہر عصر - مغرب - عشا - ان پانچوں کو باقاعدہ خضوع اور خشوع کے ساتھ ادا کرنے سے سچ بولنا - حلال اور حرام کا امتیاز - اللہ تعالیٰ کی رحمت - صفائی قلب اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے - اور کلمہ طیبہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کہنے سے نیک کاموں کی ہدایت ملتی ہے - پس کلمہ کہکر مسلمان بنو اس کے علاوہ اور سب گند اور فسق و فجور ہے - فسق و فجور میں پڑکر آدمی فاسق و فاجر بن جاتا ہے اور لفظ اسلام - کے معنی تابعداری کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گردن جھکانا اور اُس کے ہر ایک کام کو دل و جان سے قبول کرنا اور انسان قدرت کے موافق اعتدال کی حفاظت کرنا شہوت اور غضب پر قابو رکھنا - یہ پاکیزہ کلام سُنکر نوابصاحب بہت خوش ہوئے اب نوابصاحب نے باواجی کے ۷۰۰ روپیہ فاضلہ کی نسبت سوال کیا کہ یہ روپیہ کسکو دیا جاوے کیونکہ آپ کا خسر آپکے عیال و اطفال کے لیئے مانگتا ہے - اسپر باوا صاحب نے فرمایا کہ جو ہم نے کہنا تھا کہہ چکے کہ یتیموں مسکینوں کو بانٹ دو اب ہم اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے - نوابصاحب نے نصف روپیہ تو غریبوں اور مسکینوں کو بانٹ دیا اور نصف باواجی کے عیال و اطفال کو دیدیا - پھر باواجی مسجد سے باہر آئے اُن کے ساتھ کثرت سے آدمیوں کا ہجوم تھا اس کے بعد باوا صاحب بی بی نانکی اور اپنے عیال و اطفال کو ملنے کے لئے گھر آئے اور بی بی نانکی کو کہا کہ اب ہم ایک لمبے سفر کو جائینگے آپ سے اجازت چاہتے ہیں اِن کی ہمشیرہ بی بی نانکی جی نے ہر طرح سے زور لگایا کہ کسیطرح سے اپنے خیال سے رک جائیں اور شمشیر

سلاکھنی نے زار زار رونا شروع کر دیا۔ باواجی کے دو لخت جگر اور نور عین لکھمی چند اور سری چند کو باواجی کے پاؤں پر ڈال دیا کہ اگر آپ کو ہماری حالت پر کچھ رحم نہیں آتا تو للہ ان ننھے ننھے بچوں کی حالت پر ترس کھاؤ۔ اگر آپ انھیں پیٹھ دکھا کر چلے جاؤ گے تو یہ ننھے ننھے بال باپ کہکر کسکو پکارینگے۔ کون ان کی ناز برداریاں کریگا۔ میں ان کو کہاں سے لا کر کھلاؤنگی۔ اگر آپ اپنی پیٹھ دکھلا کر چلے گئے تو یہ بچے باپ باپ کر مر جائینگے۔ غرضیکہ باواجی کو اس نیک ارادے سے باز رکھنے کے لیئے ہر طرح سے موہ اور محبّت کے جال پھیلائے گئے مگر باواجی کو کچھ اور ہی لگن لگی ہوئی تھی۔ ارادہ کے پکّے تھے ثابت قدم تھے ہٹ کے مضبوط تھے۔ عزم مصمم تھا۔ باوا نانک جی کو روکنے کے لئے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی یہ دیکھ کر بی نانکی جی نے زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہ بچپن سے ہی اپنے بھائی کی صفات حمیدہ سے آگاہ تھیں اور وہ جانتی تھیں کہ میرا بھائی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نثار ہوا ہوا ہے اور اپنی دھن کا پکا ہے یہ کسیکی مانیگا تھوڑا ہی اس لئے یہی مناسب ہے کہ انھیں کچھ نہ کہا جاوے مگر بی نانکی نے یہ کہا کہ کبھی کبھی درشن ضرور دیا کرنا اس سے مجھے آپ کی جدائی شاق نہیں گذریگی اور ساتھ ہی یہ بھی نصیحت کی کہ اس مبارک کام کو جو آپ اختیار کرنے لگے ہیں تن من سے نبھانا۔ اوّل اوّل آپکو عارضی تکالیف سد راہ ہونگی مگر آپ نے منہ نہ پھیرنا۔ باوا صاحب یہ نصیحت سنکر بہت خوش ہوئے اور یہ الفاظ باواجی کے دل پر نقش کالحجر ہو گئے اور ہمیشہ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کی اس نصیحت پر عامل رہے۔

چوتھا باب

انھیں جو دیکھ لیتا ہے وہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

باواجی کا پہلا مرید

گوروجی کے مستغنی ہونیکے متعلق اُڑتی ہوئی افواہ تلونڈی میں بھی پہنچگئی۔ مہتہ کالو رائے یہ سُنکر از حد رنجیدہ ہوئے اور اپنے آپ میں بہت کڑھنے لگے کہ اس بچے کے ہاتھ سے کبھی مجھے سکھ کا سانس نہ آیا۔ اسی شش و پنج میں تھے کہ بھائی مردانہ جو ذات کا میراسی تھا اور بچپن سے ہی باواجی سے ایک گونہ محبت رکھتا تھا اس خبر کی تصدیق کے لیے سلطان پور بھیجا گیا اور اس بات کی بھائی مردانہ کو از حد تاکید کی گئی کہ اگر تُم اُس (نانک جی) کو فقیری لباس میں پاؤ تو اُنھیں ہر طرح سے سمجھانا ہماری تمام تکالیف اور مصیبتوں کو تفصیل وار بیان کرنا کہ تُم اپنے والدین کے ہاں اکلوتے بیٹے ہو ان کی تمام آرزوئیں۔ خوشیاں۔ اُمیدیں آپ پر لگی ہوئی ہیں اُنھوں نے بڑے چاؤ سے آپ کو پالا پوسا اپنے بڈھے والدین کے حال پر رحم فرمادیں۔ اور انھیں بڑھاپے میں یہ سنتاپ (دُکھ) نہ دیویں۔ آپ اپنی بیوی کے حالِ زار پر رحم فرمادیں کہ وہ آپ کی عدم موجودگی میں زندہ درگور ہو جاویگی۔ آپ کے ننھے ننھے بچے علیحدہ اپنے باپ کے درشن نہ کرنے سے سِسک سِسک اور بلک بلک کر دن کاٹینگے۔ یہ تمام باتیں سُن کر بھائی مردانہ نے باواجی کے والدین کو تسلی دی اور کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اور پھر سلطانپور کیطرف روانہ ہوا اور راستہ میں یہ صلاح اور مشورہ کرتا گیا کہ میں جاتے ہی یہ کہنا اور جال باواجی کے راستہ میں پھیلاؤنگا۔ خیر خدا خدا کرکے بھائی مردانہ سلطانپور کے اُس جنگل کی کنج تنہائی

میں وارد ہوا جس جگہ باوا صاحب اس دُنیا سے الگ ہو کر سمادھی لگائے بیٹھے تھے جا کر
نمسکار کی خیر و عافیت کے بعد والدین کی تکالیف اور بیوی بچوں کی دردناک مصیبت کا قِصّہ
چھیڑا - ہر طرح سے اُنکے راستے میں کمند ڈالنے کی کوشش کی گئی باوا صاحب کو اس خیال
سے باز رکھنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا مگر باوا صاحب نے بھی "اکو الف
نیسرے درکار" کا سبق پڑھا تھا - انھیں تو اپنے محبوب اور پیارے کی لگن لگی ہوئی تھی جس
کا ثانی انھیں دنیا میں دوسرا نظر نہ آتا تھا - بیشک والدین بیوی کا موہ انسانی مقتضیات
سے ہے - مگر جس شخص کی اس خداوند تعالیٰ رحمٰن اور رحیم اور اللہ اکبر سے لگن لگی ہو اُنکے
لیئے یہ دنیاوی رشتہ داریاں یہ عارضی محبتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں باوا صاحب نے بھائی
مردانہ کے آگے اس وحدہ لاشریک کی لگن اور دنیا کی بے ثباتی کا حال بیان کیا جس سے
بھائی مردانہ کی آنکھیں کھلگئیں اور خلوص دل سے باوا جی کا مرید بنا اور بقیہ عمر باوا جی کی صحبت
بابرکت میں گذارنیکا عزم ظاہر کیا - خدا کی شان بھائی مردانہ کیا کیا منصوبے باندھ کر اپنے
گھر سے روانہ ہوا تھا مگر یہ کسطرح تمام کمندوں کو توڑ کر سچے دل سے باوا جی کی مریدی میں
داخل ہو گیا - یہ تھا وہ مقناطیسی اثر بیشک نیکوں کی پاک اور اونچی زندگی لوگوں کے دلوں کو سطرح
فریفتہ کر لیتی ہے اور انھیں جو دیکھ لیتا ہے وہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

اُن لوگوں کو جو دنیا کے کیڑے ہیں اور دُنیا کی خواہشات کی سنڈاس میں مبتلا ہیں اور سچائی
کے قبول کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے کام لیتے ہیں اُنھیں باوا
نانک جی کی درخشاں مثال سے ضرور فائدہ اُٹھانا چاہیئے - یہ دُنیا تو چند روزہ ہے آخر
جب انسان مرجاتا ہے رشتہ دار یہاں ہی رہجاتے ہیں ساتھ کچھ نہیں جاتا
مگر اعمال ✤ باوا صاحب ہر ایک کو بھائی کے لفظ سے مخاطب کیا کرتے تھے - چنانچہ مردانہ
کو بھی بھائی مردانہ کے نام سے موسوم کیا گیا - باوا صاحب ذات پات اور چھوت چھات سے
سخت بیزار تھے ان کا عقیدہ تھا کہ از آفرینش تو کوئی ذات پات کی تفرقہ بندی نہیں نظر

نہیں آتی - البتہ ایشور کی بھگتی (خدا تعالیٰ کی بندگی) سے اعلیٰ ذات ہوتی اور ایشور سے منھ پھیرنے سے ذات کم ہوتی ہے باواجی نے چھوت چھات کے مسئلہ کو توڑنے کے لئے سر توڑ کوشش کی جیساکہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ظاہر ہوگا - خیر بھائی مردانہ باواجی کی شرن لیکر خلوص دل سے مرید بنا - چونکہ باوا صاحب خاندان چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے جیساکہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہوگا اس لئے آپ نہایت میٹھی سر میں ستار کی دلربا آواز کے ہمراہ توحید کے زمزمے الاپا کرتے تھے ایک روز باوا صاحب نے بھائی مردانہ

توحید کے زمزمے

ایک روز باوا صاحب نے بھائی مردانہ کو کہا کہ بی بی نانکی جی کے پاس جاؤ اور اُن سے سات روپیہ لو اور عشقپورہ میں بھائی پھیرو کے پاس عمدہ ستار ہے وہ خرید لاؤ باوا نانک جی کی آگیا (حکم) بموجب بھائی مردانہ بی بی نانکی جی کے پاس آیا اور کہا کہ باواجی نے ستار کے لئے سات روپیہ مانگے ہیں بی بی نانکی جی یہ پیغام سُنکر باغ باغ ہو گئیں اور کہا کہ باواجی کو کہدیجیو کہ مجھے ضرور درشن دیویں اور سات روپیہ ستار خریدنے کے لئے مرحمت فرمائے - اور ساتھ ہی یہ بھی تاکید کی بھائی نانک جی کے لئے کوئی عمدہ ستار لانا جسے دیکھ کر وہ خوش ہوجائیں بھائی مردانہ روپیہ لیکر سیدھا موضع عشقپورہ بھائی پھیرو جی کے پاس آیا - اتفاق سے بھائی پھیرو جی وہاں موجود نہ تھے اس لئے بھائی مردانہ کو قریباً تین روز کی انتظار کرنی پڑی - تین روز کے بعد جب بھائی پھیرو واپس آئے تو ستار کے لئے کہا بھائی پھیرو جی ستار کو باہر لائے اور کہا کہ میں باواجی سے قیمت نہیں لونگا کیونکہ یہ ستار باواجی کی امانت ہے - اور میں تو ان کا خرید غلام (عقیدتمند) ہوں بھائی مردانہ ستار لیکر سیدھا باوا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا - باوا صاحب ستار کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ایک روز مردانہ ستار بجا کر حمد الٰہی کے گیت گا رہا تھا شام کے نہایت آنند دائک سماں (عمدہ وقت) تھا بھینی بھینی ہوا چل رہی تھی -

توحید کے زمزمے نہایت موثر پیرایہ اور مست الست سُر میں الاپے جارہے تھے کہ ستار سے خود بخود یہ آواز آنے لگی۔ "توہی نرنکار توہی نرنکار۔ نانک بندہ تیرا"

عالم بیخودی کا دوسرا موقعہ

اس توحید کی نغمہ سرائی میں ایسا سرور آیا کہ آپ بیخودی کی حالت میں مست ہوگئے اور ایسے مست ہوئے کہ تین روز تک آنکھ نہ کھلی ایسی لگن میں مگن ہوئے کہ مردانہ حیران و پریشان تھا۔ بھوک نے غلبہ کیا مگر مجبور تھا۔ "نہ روئے ماندن نہ پائے رفتن" والا معاملہ تھا۔ تین روز کے بعد جب باوا صاحب نے سماودھی سے آنکھ کھولی اور مردانہ کا حال پوچھا تو وہ نہایت دلگیر اور اداس نظر آیا۔ کہنے لگا کہ آپ تو مراقبے میں جا کر ایسے بیخود ہو جاتے ہیں کہ تین تین روز تک آنکھ نہیں کھلتی اور میں پڑا بھوکا تڑپا کرتا ہوں یا تو مجھے بھی اپنے جیسا مست مجذوب صابر و شاکر بنا دیں ورنہ مجھے اجازت دیویں کیونکہ مجھ میں آپکا ساتھ دینے کی طاقت نہیں ہے۔ باوا نانک جی نے کہا کہ یہ باتیں تو خدا کے اختیار میں ہیں میں کچھ نہیں کرسکتا۔ باقی آپکو اختیار ہے۔ اگر آپ چاہیں تو جا سکتے ہیں اور یہ ستار بی بی نانکی جی کے حوالہ کر دینا۔ اجازت لیکر بھائی مردانہ بی بی نانکی جی کے گھر آیا اور کہا کہ یہ باوا صاحب کی ستار ہے۔ اور میں اپنے گھر جاتا ہوں کیونکہ باوا صاحب تو تین تین روز تک سماودھی (مراقبہ) لگائے رکھتے ہیں اور ایسا استغراق کا عالم طاری ہوتا ہے کہ تین تین روز تک آنکھ نہیں کھلتی۔ میں بھلا کس طرح آپ کے ساتھ بھوک پیاس کے صدمے برداشت کرسکتا ہوں میرا ان کا ساتھ مشکل ہے۔

لالہ جیرام بھائی مردانہ کے متکفل بنے

یہ سن بی بی نانکی جی بہت فکر مند ہوئیں۔ لالہ جیرام گھر آیا تو اُس کو تمام ماجرا کہہ سنایا۔ لالہ جیرام نے یہ سنکر بھائی مردانہ کو یہ کہا کہ جب تک آپ یہاں ہیں باوا نانک جی کا اور آپ کا کھانا کپڑا ہمارے ذمہ رہا اور آپ بےفکر ہو کر باوا جی کے ساتھ رہیں۔ یہ سن بھائی مردانہ تو

باغ باغ ہو گیا۔ لالہ جیرام نے ایک انگرکھا اور ۲۰ روپیہ باواجی کے لئے مردانہ کے ہمراہ روانہ کئے۔ مردانہ روپیہ اور انگرکھا لیکر خوشی خوشی باواجی کے پاس آیا اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ باوا صاحب خفا ہوئے کہ آپ روپیہ میرے لئے کیوں لائے۔ کیوں خواہ نخواہ ماں کو تکلیف دی مجھے روپیہ سے کیا سروکار البتہ دو روٹیوں سے واسطہ ہے سو وہ کرتار ہر روز بھیج دیتا ہے۔ یہ مایا (دولت) تو دنیا کی دھندوں میں پھنسنے کے لئے ترغیب دیتی ہے۔ ہم فقیروں کو تو ایسی خطرناک چیزوں سے کنارہ کشی کرنی چاہئے۔ خدا پر توکل رکھنا چاہئے وہ تمام کا رازق اور خالق ہے۔ سجنوں پر بھروسہ رکھنا ٹھیک نہیں۔ جاؤ روپیہ تو واپس کر آؤ اور انگرکھا یہاں پڑا رہے۔ یہ سن بھائی مردانہ روپیہ واپس کر آیا۔ مریدی میں دوسرا نمبر بھائی بالے کا تھا بھائی بالا اور مردانہ باواجی کے فدائی تھے باوا صاحب سے انہیں اسقدر محبت تھی کہ دل و جان سے باواجی کے سکھ ہو گئے۔ اور پھر تمام عمر تک باواجی کے ہمرکاب رہے۔ اگرچہ بعض جنم ساکھیاں جو بعد میں طیار کی گئی ہیں میں درج ہے کہ مودی خانے کے کام کے ختم ہونے پر بھائی بالا باواجی کا ساتھ چھوڑ کر سلطانپور آ رہا۔ اس کے بعد جب بھائی مردانہ کا انتقال ہوا تو بھائی بالا نے باواجی کی ہمرکابی کا فخر حاصل کیا۔ مگر ہمیں اس سے اختلاف ہے اور

بھائی بالا پر ایک دھبہ اور اُسکا ازالہ

ہم نہایت زور سے اس بات کی تردید کرتے ہیں یہ بھائی بالا کی وفاداری پر ایک نہایت بدنما دھبہ ہے اور اُن کی پاک اور پوتر لائف پر یہ ایک کلنک کا ٹیکہ ہے جو بعض نادان مورخوں نے لگایا ہے۔ پرانی جنم ساکھیوں سے کوئی جنم ساکھی بھی اس بات کا ثبوت نہیں دیتی کہ بھائی بالا سے کبھی کچھ خفگی ظاہر ہوئی ہو۔ جنم ساکھی بھائی بالا اور واراں بھائی گورداس جی اس بات کی تردید کرتی ہیں بھائی بالا تو بچپن سے ہی باواجی کا گرویدہ تھا بچپن سے لیکر مودی خانہ کے کام سے استعفا

دیتے تک وہ باواجی کی صحبت صالحہ سے فیضیاب ہوتا رہا۔ غرضیکہ بھائی بالا باواجی کا عاشق دیرینہ تھا باوا نانک جی کی مدت کے ست سنگ (صحبت صالحہ) نے ان کے دل کو پریم کے نور سے منور کردیا تھا۔ اس کا دل باواجی کے ست سنگ اور معرفت نامہ سے سرشار ہوچکا تھا وہ تو ایک لمحہ کے لئے بھی باواجی کی جدائی برداشت نہ کرسکتا تھا اگر مچھلی بغیر پانی کے زندہ رہ سکے تو یہ ممکن ہے۔ مگر یہ ناممکن تھا کہ بھائی بالا باواجی کی صحبت صالح کو کو چھوڑ دیتا۔ ہمارا گمان ہی نہیں بلکہ یہ ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ بھائی بالا باواجی کے ہر سفر میں ہمرکاب رہا۔ یہ ہماری ہی رائے نہیں بلکہ باواجی کی انگریزی سوانحعمری کا واقفکار مصنف بھائی سیوا سنگھ جی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی جیسا محتاط بھی ۷۵ صفحہ پر دبی قلم سے ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ یہ امکان سے باہر ہے کہ بھائی بالا جیسا صدقی اور فدائی مرید جسے بچپن سے ہی باوا صاحب کی صحبت صالح میں رہنے کا فخر حاصل ہوا ہو اور جو باواجی کے گیان سے متمتع ہوچکا ہو اور وہ باواجی کی جدائی کو کب گوارا کرسکتا تھا ✦

نیز آجتک جسقدر باوا صاحب کے عکسی تصاویر یا پرانی جنم ساکھیوں اور قلمی نسخوں میں جسقدر تصاویر ہماری نظر سے گذرے ہیں اُن میں بھائی بالا تو باواجی کو چنور کر رہا ہے اور بھائی بالا ستار بجاکر توحید کے زمزمے الاپ رہا ہے۔ آجتک کوئی فوٹو ہماری نظر سے ایسا نہیں گذرا جس میں بھائی مردانہ اور باوا نانک جی ہوں۔

پانچواں باب

سفر

افسوس کہ یہ قریب قریب ناممکن ہے کہ ہم باوا صاحب کے صحیح صحیح سفر و سیاحت

کے حالات آپ صاحبان کے پیش کر سکیں۔ جنم ساکھی سے جو حالات ہمیں ملتے ہیں وہ کچھ ایسے خلط ملط اور بے ترتیب سے ہیں اور اُن کا سلسلہ کچھ ایسا بہنگم ہے جس سے باوا نانک جی کے سفر کے صحیح صحیح حالات لکھنا قریب قریب ناممکن ہے۔ افسوس کہ ایسے مہاپرش اور "ریفارمر" کی سوانح کا صحیح صحیح ریکارڈ ہمارے پاس موجود نہیں جس نے آج سے چار سو سال پہلے اس بھارت ورش کو خواب خرگوش سے جگایا تھا۔ جس نے معرفت کی چنگاری سے لوگوں کے دلوں کو سلگایا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا ڈھنڈورا پیٹا اور آگ الاپا۔ نہ صرف ہندوستان میں ہی بلکہ بلوچستان۔ افغانستان۔ ترکستان وغیرہ پچھم کیطرف سیام برہما۔ وغیرہ۔ مشرق کیطرف سیلون۔ جنوب کی طرف تبت کشمیر وغیرہ شمال کیطرف باوا نانک جی کے سیاحت کے حالات اسقدر طول طویل ہیں کہ اگر میں تفصیل وار بیان کرنے لگوں تو ان کے ہر ایک ملک کے سفری حالات پر ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے مگر ہمیں تو باوا جی کے مذہبی کاموں پر نظر ڈالنی ہے اس لئے میں باوا صاحب کے مختصر سفری حالات آپ صاحبان کے سامنے پیش کرونگا مگر بعض جنم ساکھیوں میں ایسے زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں ایسے خیالی پلاؤ پکائے گئے ہیں اور ایسی عجیب بر تر از قیاس باتیں درج کی گئی ہیں جن پر سکھ صاحبان بھی پورا پورا اعتماد نہیں رکھتے۔ اس لئے ایسی باتوں کو مجبوراً مجھے نظر انداز کرنا پڑیگا۔

باوا صاحب کے سفر کا مقصد تو آپ لوگ پچھلے باب میں پڑھ آئے ہونگے باوا جی کا سفر تو الٰہی الہام کے ماتحت تھا باوا نانک جی کے سفر کی روانگی کی تاریخ کے متعلق کوئی جنم ساکھی بھی ایک دوسرے سے مقابلہ نہیں کھاتی۔ کسی میں سفر کی روانگی ۱۵۰۰ء میں ظاہر کی گئی ہے کسی میں ۱۵۰۶ء ہے کسی میں ۱۵۱۰ء ہے۔ مگر بہر حال کچھ بھی ہو باوا نانک جی کا پہلا سفر ۱۵۰۰ء سے لیکر ۱۵۱۰ء کے درمیانی عہد سے شروع ہوتا ہے۔

جب باوا صاحب ملازمت سے مستعفی ہو کر ایشور کی بھجن بندگی میں مصروف ہوئے

لو لوگ جوق در جوق اُن کے پاس آنے لگے۔ ہر وقت کثیر ہجوم ان کے گرد جمع رہتا۔ اس لئے باوا صاحب نے دیکھا کہ اس طرح ان کی ایشور بھگتی میں بگھن پڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ورد وغیرہ میں خلل واقع ہوتا ہے تو آپ وہاں سے چل دیئے اور فقرا اہل کمال سے ملاقات کرتے ہوئے لاہور پہنچے۔ لاہور پہنچکر فقیروں کے ساتھ خوب میل ملاپ ہوا معرفت الٰہی اور گیان دھیان کی باتیں ہوتی رہیں۔

ایمن آباد جانا

پھر باوا صاحب لاہور سے روانہ ہوئے تو ان کے دل میں خیال آیا کہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں بھائی لالو ترکھان ہمارا ایک دوست ہے چلو اس سے ملنے چلیں۔ جب باوا صاحب نے بھائی لالو کو آواز دی تو اسوقت وہ لکڑی کے کیلے کا کام بنا رہا تھا۔ آواز سنتے ہی چوکنا ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اور کام کو چھوڑ جھٹ باہر آیا۔ باوا جی کو دیکھ کر اُس کی جان میں جان آئی۔ اور باوا جی کی صحبت صالحہ کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ خیال کرنے لگا۔ باوا نانک جی کے آنے سے اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی وہ جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ لوگ جوق در جوق باوا جی کے پاس آتے تھے۔ اور درشنوں سے اپنے بھٹکے ہوئے دلوں کو شانت کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ تمام شہر میں باوا جی کی شہرت ہو گئی۔ لوگ بڑے شوق سے باوا جی کی زیارت کو آتے باوا صاحب کو تو پر فضا جنگل کی کنج میں اپنی سمادھی میں مگن رہتے اور شام کے وقت بھائی لالو کے گھر آ کر بسیرا لیتے ان دنوں میں ملک بھاگو جو اس جگہ کا رئیس تھا اس

باوا جی کی غریبوں سے محبت

کے بیٹے کی شادی تھی۔ ملک بھاگو نے باوا جی کو نیوتہ (دعوت) کے لئے پیغام بھیجا مگر باوا جی نے کچھ جواب نہ دیا۔ باوجود بار بار کے تقاضہ کے بھی باوا صاحب ملک بھاگو کی دعوت میں شریک نہ ہوئے پھر تو ملک بھاگو کے غیظ و غضب کی کوئی حد نہ رہی مارے غصہ کے آگ بگولہ ہو گیا۔ آتش غضب کا پتلا بن گیا۔ طیش میں آ کر دو چار نوکروں کو حکم دیا کہ

اُس فقیر کو جس حالت میں ہے حاضر کرو۔ ملازم جاکر باواجیکو پکڑ لائے ملک بھاگو
باواجی کو سخت سست کہنے لگا کہ تم میرے گھر کا نیوتہ دعوت، تو قبول نہیں کرتے جو ایک
کھتری گھرانے میں اور اعلیٰ پاکیزگی اور پوترتائی سے تیار کیا گیا ہے مگر اِس چنڈال شودر
کے گھر کا بھرشٹ کھانا بڑی رغبت سے کھاتے ہو اس پر باواصاحب نے کہا اچھا
کھانا لے آؤ۔ میں کھائے لیتا ہوں۔ ادھر بھائی لالو کو جو پاس ہی کھڑا تھا اشارہ کیا کہ آپ
بھی جاکر اپنے گھر سے جو اسوقت تیار ہو اُٹھا لاؤ۔ ادھر ملک بھاگو نے پوری حلوا وغیرہ
کا تھال پروس کر باواجی کے آگے لا رکھا ادھر بھائی لالو جی خشک چنے کی روٹی
لیکر حاضر ہوا۔ لکھا ہے کہ باواجی نے پہلے ملک بھاگو کے سامنے چنے کی روٹی کو دبایا
تو اُس میں سے دودھ ٹپکنے لگا پھر ملک بھاگو کے حلوے پوری کچوری کو دبایا
تو اُس میں سے خون کے قطرے گرنے لگے اسپر باواصاحب نے ملک بھاگو کو مخاطب
کرکے کہا دیکھئے دودھ والا کھانا تو حلال کی کمائی سے تیار کیا گیا ہے اور یہ طیب کھانا
ہے اس سے دلی پاکیزگی اور پوترتائی بھرتی ہے ایسا پاکیزہ کھانا کھانے سے عبادت الٰہی
میں ذوق اور تزکیہ نفس ہوجاتا ہے۔ یہ کھانا گویا شیر مادر ہے برخلاف اس کے دوسرا
کھانا جسمیں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں یہ جور وستم دلتعدی رشوت
غبن لوگوں کی حق تلفی غریبوں مسکینوں کا گلہ گھونٹ کر حاصل کیا گیا ہے جس کے کھانے
سے تن من بھرشٹ ہوجاتا ہے اور خداوند تعالیٰ سے بُعد اور دوری حاصل ہوجاتی ہے
بدنصیب بھاگو اس کرامت سے دل میں نادم تو ہوا مگر کھسیانہ ہوکر یہ کہکر ٹال دیا کہ
کہ تم جادوگر ہو۔ یہ کہکر باواجی اپنے قیامگاہ پر واپس آئے اور بھائی لالو کو کہا کہ اب
ہم جاتے ہیں۔ مگر بھائی لالو نے نہایت عاجزی سے عرض کی کہ کچھ عرصہ اور غریب
خانہ پر تشریف رکھئے بڑی منت سماجت کے بعد باواصاحب نے اور ایک ماہ
ایمن آباد میں ٹھہرنا منظور فرمایا۔ اور بھائی مردانہ نے کہا کہ اب آپ تو یہاں قیام فرماوینگے

مجھے اجازت دیجئے کہ گھر ہو آوں۔ مردانہ اجازت لیکر تلونڈی کی طرف روانہ ہوا۔ مہتہ کالو رائے کو باواجی کی خیر و عافیت سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آپکا خاندان مبارک ہے جسمیں نانک ایسا درخشندہ گوہر اور امولک رتن پیدا ہوا۔ باوا نانک کیا بہ لحاظ ہمدردی بنی نوع انسان کیا بہ لحاظ جپ تپ بندگی و عبادت کیا بہ لحاظ تیج اور روحانی جذبہ کے راجہ رامچندر سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ بیشک آپکا ہونہار سپوت اس سوتے ہوئے بھارت کو جگائیگا۔ اس میں روحانیت کی روح پھونکیگا۔ آپ کا لڑکا روحانی جذبہ سے لوگوں کو مختلف اقسام کی گناہ آلودہ زندگیوں سے نکالکر خداوند تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل کریگا۔ مہتہ کالو رائے یہ سُنکر بہت خفا ہوا اور کہا یہ کیا بکتے ہو نانک نے تو ہماری بیڑی ڈبو دی۔ ہماری قوم کے مکھ پر کلنک کا ٹیکا لگا دیا۔ تمام برادری ہمیں طعن کرتی ہے کہ تمھارا لڑکا گودڑی پوش ہو گیا۔ ہم تو برادری میں مُنہ دکھانے کے قابل ہی نہیں رہے۔ مردانہ نے کہا کہ باواجی کی قدر رائے بلار سے دریافت کیجئے۔ جب بھائی بالا اور مردانہ تلونڈی کیطرف روانہ ہوئے تو رائے بلار نے کہا کہ میری طرف سے باواجی کی خدمت میں عرض کر دینا کہ میں بباعث ضعیف العمری کے حاضر خدمت ہونے سے قاصر ہوں مگر آپکے درشنوں کو بہت دل للچاتا ہے سو آپ براہ کرم ضرور اپنے درشنوں سے سرشار فرما دیں۔ یہ پیغام بھائی بالا اور مردانہ نے باواجی کی خدمت میں عرض کر دیا۔ اگرچہ باوا صاحب اپنے گانوں میں جانا خطرہ سے خالی نہیں سمجھتے تھے مگر چونکہ باواجی کو رائے بلار سے ایک خاص اُنس تھا اس لئے باوا صاحب نے بسروچشم منظور کیا اور بھائی لالو سے وداع ہونے کے لئے کہا۔ بھائی لالو نے اصرار کیا کہ ابھی تو ایک ماہ میں پانچ روز باقی ہیں۔ باوا صاحب نے کہا کہ اگر ایشور کو منظور ہوا تو ہم پھر کبھی چکر لگائینگے۔

وطن کو آنا پھر باوا صاحب ایمن آباد سے روانہ ہوکر رائے بھوئے کی تلونڈی

آئے۔ ایک کنوئیں پر ڈیرہ لگایا۔ یہاں پر تکالیف کا بہت سا سامنا کرنا پڑا۔ مہنتہ کا لورائے کو خبر ہوئی تو سیدھے اُس کنوئیں پر پہنچے باوا صاحب کو فقیرانہ لباس میں دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے۔ غضب وغصہ کی کوئی حد نہ رہی۔ آتش غضب کی حالت میں باوا جی کو سخت سُست کہنے لگے باوا صاحب نیچی نگاہیں کئے خاموش بیٹھے رہے۔ والد صاحب نے بہت کوسا صلواتیں سنائیں مگر باوا جی نے چشم وا تک نہ کی۔ باوا صاحب کے حقیقی چچا مہتہ لالو رائے کو خبر ہوئی تو وہ بھی سیدھا باوا جی کے پاس آیا اور مہنتہ کالو رائے کو اس طرح واہی تباہی کہنے سے منع کیا اور باوا صاحب کو کہا کہ بچہ ہر ایک قسم کی سکھ دائک چیزیں یہاں آپ کے لئے حاضر ہیں۔ اچھے اچھے کپڑے آپ کے پہننے کے لئے موجود تھے۔ سواری کے لئے گھوڑا حاضر ہے اور کھانے کے لئے طرح طرح کی نعمتیں موجود ہیں آپ کے دشمن فقیر ہوں۔ آپ فقیرانہ لباس کو تن سے اُتار دیں کیونکہ اس سے ہماری سبکی ہوتی ہے۔ آپ کو ہر طرح اجازت ہے۔ کہ خواہ آپ گھر میں رہکر تجارت کریں یا کاشتکاری یا ملازمت یا کوئی اور پیشہ۔ اگر آپ چاہیں تو خالی الیشور بھگتی کر چھوڑا کریں اور مزے اور چین سے بال بچے میں اپنی زندگی گذاریں۔ مگر باوا صاحب نے کہا کہ اسطرح دنیاوی کاروبار میں پڑ کر میں اپنے اس حقیقی مشن سے جس پر اس احکم الحاکمین نے مجھے تعینات فرمایا ہے بے کچھ لاپرواہ ہو جاؤنگا مجھے اپنے جان و مال سے وہ خداوند تعالیٰ کا سپرد کردہ کام مقدم ہے۔ میرا مشن ان دنیاوی کاموں سے بدرجہا اولیٰ و افضل ہے۔ جب مہنتہ کالو رائے لالو رائے نے یہ دیکھا کہ یہ کسی طرح بھی اپنے خیال سے باز نہیں آئینگے تو ہر ایک رشتہ دار مثلاً والدہ باپ۔ چچا۔ عورت۔ بچوں کی طرف سے علیحدہ علیحدہ اپیل کی گئی کہ آپ ترک دنیا کا خیال چھوڑ دیویں۔ مگر باوا صاحب اپنی دھن کے پکے تھے وہ اس دنیاوی سمندر کی محبت کے طوفان میں چٹان تھے۔ دنیاوی محبت کا سمندر

طوفان کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا اور وہا (منت) کی چٹان باوا نانک صاحب سے آکر ٹکراتا تھا۔ مگر منہ کی کھاکر اور شرمسار ہوکر واپس جاتا تھا۔ باوا صاحب اپنی دھن کے پکے اور ہٹ کے پورے اور ارادہ کے مستقل تھے۔ ایک نہ سُنی اتنا سمجھایا۔ ہر طرح کے لالچ کی ترغیب دی گئی دُنیا کے موہ کا جال ان کے راستہ میں پھیلایا گیا۔ والدین کا ورلاپ اور آہ وزاری علیحدہ۔ بیوی بچوں کی محبت کا خیال الگ یہ ایسی باتیں نہ تھیں جو پتھر دل کو بھی موم نہ کر دیتیں۔ مگر باوا صاحب اپنی لگن میں مست تھے ایک نہ مانی۔ اور رشتہ داروں کو مخاطب کر کے یہ شبد پڑھا۔ کہ ہمارے حقیقی رشتہ دار یہ ہیں۔

کہما ہماری ماتا کہیئے سنتو کھ ہمارا پتا ✦ ست ہمارا چچا کہیئے جن سنگ منوا متا

سن لال گن ایسے

سبھ سگلے لوگ بندھن کے باندھے ✦ بھاؤ بھائی سنگ ہمارے پریم پوت سوہا

دہی ہماری دہیرج بنی ایسے سنگ ہم رچا شانت ہماری سنگ سہیلی ست ہماری چیلی

ایہہ کٹنب ہمارا کہے ساس ساس سنگ کھیلی اونکار ہمارا خاوند جن ہم بنت نیا ئی

اسکو چھاڈ اور گولاگے نانک سودکھ پائے (محلہ پہلا راگ رام کلی)

ترجمہ کہما (مہربانی) تو ہماری ماتا ہے۔ سنتوکھ (صبر) ہمارا پتا ہے (جام وقت) ست (سچ راستی) ہمارا چچا ہے جن کی مہربانیوں پر نازاں ہوکر ہمارا دل پریم رس پی رہا ہے اسے لالو (اپنے چچا سے مخاطب ہوکر) یہ خوبیاں ہیں ایسے رشتہ داروں کی سنگت سے۔ تمام لوگ دنیوی رشتہ داروں کے بندھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں وہ ایسے حقیقی رشتہ داروں کی قدر نہیں جانتے۔ بھاؤ (جذب الٰہی) ہمارا بھائی ہے۔ پریم (اللہ تعالیٰ کی محبت) ہمارا پوت (لڑکا) ہے۔ دہیرج (اطمینان قلب) ہماری لڑکی ہے۔ ہم تو ان رشتہ داروں کی لگن میں مست ہیں شانت (صبر) ہماری سہیلی (دوست) ہے۔ ست (عقل) ہماری مرید ہے۔ یہ ہمارا کٹنب

(قبیلہ) ہے جن کے ساتھ ہم خوشی خوشی کھیلتے اور اپنے دل کو بہلاتے ہیں۔
اور ان رشتہ داروں کی موجودگی ہیں ہمیں اور کتنی رشتہ دار کی ضرورت نہیں اسنکار
وحدہ لاشریک ہمارا مالک ہے۔ جس نے ہم کو پیدا کیا اگر ہم اسکو چھوڑ کر کسی دوسرے
سے تعلق پیدا کرینگے تو ہم دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونگے۔ یہ سن باوا جی کے
والد مہتہ کالو رائے اور دیگر رشتہ دار نوحیران رہگئے اور باوا صاحب نے کہا کہ افسوس
ہم زیادہ تر یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ آپ ہمیں آگیا اجازت دیجئے۔ اسپر والدین نے
کہا کہ اگر آپ ہمیں اس وقت اور گریہ وزاری کی حالت میں چھوڑ کر چلے جائینگے تو دنیا
آپ کو کیا کہیگی۔ آپ ہمارے بڑھاپے پر رحم فرمایئے۔ ہم تو آپکی جدائی میں روتے
روتے اندھے ہو جائینگے۔ بیوی اور بچوں کے حال زار پر نظر عنایت کیجئے جو آپ
کی صورت کو ترس رہے ہیں اگر آپ ایسی حالت میں ہمیں چھوڑ کر جائینگے
تو دنیا آپکو کیا کہیگی۔ اسپر باوا صاحب نے یہ شبد کہا۔ شبد محلا پہلا

اے سکھیو نج بھی تیو کیونکر دکھاں پت
جاں بولاں تاں آکھے بڑ بڑ کرے بہت
چپ رہاں تاں آکھے اس گھٹ ناہیں مت
جے بھوراں تو آکھے بیٹھا ستھر گھٹ
اُٹھ چلاں تاں آکھدے چھار گیا سر گھت
جیکر نواں تاں آکھدے ڈرداکرے بھگت
کائی گلی ہوئی کتول کڈھاں جھت
ایتھے اوتھے نانکا کرتا رکھے پت

ترجمہ: ظاہری خیل وقال پر لٹو ہونیوالی مخلوق سے ہم کسیطرح بھی تختہ چینیوں
سے نہیں بچ سکتے اگر بولیں تو کہتے ہیں دیکھا کیسا بکواسی ہے۔ اگر خموشی اختیار

کرے تو کہتے ہیں اوہ! یہ تو شنڈ منڈ سا ہے۔ بات کرنیکا وقوف نہیں۔ اگر بیٹھے رہیں تو نادان لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو یہ مردہ کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اگر اُٹھ کر جائیں تو کہتے ہیں سر میں دھول ڈال کر چلدیا۔ اگر عاجزی اختیار کیجا دے تو کہا جاتا ہے کہ ڈر کے مارے رام رام کہہ رہا ہے۔ ہم تو کسی طرح بھی اس اندھی دنیا کی نکتہ چینیوں سے نہیں بچ سکتے۔ اور کسی طرح بھی آرام سے بسر نہیں کر سکتے۔ اے نانک یہاں اور وہاں وہی خالق ہی عزت رکھنے والا ہے۔

پھر باوا صاحب رائے بلار کو ملنے کے لیے گانوں میں گئے۔ رائے بلار باوا جی کے دیکھتے ہی چارپائی سے تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ باوا صاحب نے منع کیا اور کہا کہ آپ تو میرے بزرگ ہیں۔ یہ حق تو مجھے پہنچتا ہے کہ میں آپکی تعظیم کروں نہ کہ آپ رائے بلار نے کہا کہ آپ ایشور کے بھگت ہیں۔ آپ کے زیارت سے میرے تن۔ من کو شانتی (اطمینان قلب) ہوتا ہے۔ میرے جلے ہوئے دل پر آپکی زیارت سے شانتی کی بارش ہوتی ہے۔ پھر میں آپکی تعظیم نہ کروں تو اور کیا کروں باوا صاحب نے رائے بلار کو معرفت کے گیان سے سرشار کیا اور عرصہ تک... روحانیت کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ باوا صاحب نے رائے بلار کو معرفت کے گیان سے سرشار کیا اور عرصہ تک روحانیت کے متعلق گفتگو ہوتی رہی باوا صاحب نے رائے بلار کو وہ معرفت کے نکات سمجھائے کہ جسکو سُنکر رائے بلار از حد خوش ہوا۔ جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ تلونڈی میں آکر پہلے پہلے باوا جی نے رائے بلار کے ہاں کھانا کھایا۔ دسترخوان پر کھانا چُنا گیا جس میں بکرے کا گوشت بھی*

* واضح رہے کہ رائے بلار مسلمان تھا۔ باوا صاحب نے بخوشی رائے بلار کی دعوت منظور کی جس میں گوشت بھی تھا۔ اور ملک بھاگو کی دعوت کو باوجود انکے ہندو ہونیکے انکے حلوہ پوری کو رد کردیا اس سے آپ باوا جی کے مذہب کی پڑتال کرلیویں ہم اپنے منہ سے کچھ نہیں کہتے۔

موجود تھا۔ دیکھو جنم ساکھی انگریزی بھائی سیوا سنگھ بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ وددوان صفحہ ۶۸۔ کھانے کے بعد راے بلار نے باواجی سے کہا آپ ہمارا دکھا پھیکا کھانا قبول فرمائینگے اسپر باوا صاحب نے یہ شلوک پڑھا

مٹھا دم سلونا سنجم کھٹا کھرا دھیان

ایسا بھوجن جو جن اچوے سو سوہن پردان

ترجمہ۔ اسرار و عادت کا ذائقہ شیریں ہے اس کی خواہشات پر تصرف کرنا یہ نمکین ہے۔ معرفت تامہ سے انضمام طعام میں مدد ملتی ہے اور خدا کے فضل سے اندریوں۔ خواہشات پر پورا پورا تصرف کرنا یعنی خواہشات پر غالب آنا دل کو قابو میں رکھنا "من جیتے جگت جیت" یعنی جس نے اپنے دل پر فتح پائی اس نے تمام دنیا کو فتح کر لیا۔ "دل بدست آور کہ حج اکبر ست" کے گیان سے سرشار ہو جاتا ہے۔ اس گیان کے بھنڈار کھلنے پر ایک ایسا بھوجن ملتا ہے جس سے تمام عمر کی بھوک اتر جاتی ہے۔ اس بھوجن کے کھانے سے ہمیشہ کے لئے شانت ہو جاتی ہے۔ پھر راے بلار کو باواجی نے ملازمت کے لئے کہا تو باوا صاحب نے یہ جواب دیا (راگ سارنگ محلا پہلا) اک فرمائش آکھیئے جے سنئے سائیں

جس تے زور نہ چلئے کر زور دھائیں

اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد ایک ملازمت کی ہے میں اس کی فکر میں ہوں۔ شب و روز دست بدعا ہوں کہ اس احکم الحاکمین کی ملازمت سے نیل نہ ہو جاؤں ناظرین آپ غالباً اس ملازمت سے باواجی کی مراد سمجھ گئے ہونگے یہ اس الہام کی طرف اشارہ ہے کہ "ہندوؤں کے پراچین دیوی دیوتاؤں اور تیرتھوں کا کھنڈن کرو۔ اللہ اللہ باوا صاحب کے دل میں خدا کے حکم کی کیسی قدر تھی جب راے بلار نے دیکھا کہ باواجی اسطرح بھی نہیں ملتے تو نہایت نرمی سے کہا کہ آپ سست سنگ صحبت

صالح کا کا بڑا شوق ہے۔ اس لئے میرے خرچ سے یہاں ایک سدا برت (لنگر خانہ) جاری کریں۔ سادھو فقیر آپ کے پاس آبیٹھینگے اس طرح آپ کو ست سنگ کا بھی موقع ملجائیگا اور تبلیغ بھی ہوتی رہیگی۔ اور آلہی بندگی میں بھی مصروف رہوگے اسپر باوہ صاحب نے یہ جواب دیا۔ راگ آسا محلہ پہلا

لنگر اک خدائیدا دوسر لنگر ناہیں
دوسرا لنگر نہ چلے بھر جگ نہ رہائیں
رائے بلار سن ہیتی اک عرض ہماری
خالق سچا اک ہے جس نے خلق سنواری
داتا آپ رحیم ہے سب جہان ناسے
دیون کو آپے دھنی مردیاں پرت پلے
جیہا پران تن دھن دیتے رہیں بھوگ
آپے کچھ نہ ہوآوسے کیتے رس جوگ
سبھناں آگے مراک ہے سدھا ساہد بچار
نانک منگتا سب کو داتا سرجن ہارے

ترجمہ صرف ایک ہی اس خداوند رازق کا لنگر ہے۔ دوسرا اور کسی کا لنگر اس کے لنگر کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اسے رائے بلار میری عرض سنو بلہ ایک خالق برحق ہے جس نے نوع بنوع کے عطیات اور سازو سامان سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے وہ مالک رحیم ہے بغیر مانگے اور محنت کے دینے والا اور وہ تمام کی پرورش کرتا ہے وہی کریم سب پر مہربان اور روزی رساں ہے ہروقت سب کا نگہبان ہے وہی قابل پرستش ہے اس کے لنگر سے عام فیض جاری ہے۔ وہ کسی سے بغض نہیں کرتا۔ اس کی رحمت کا دروازہ ہر ایک کیلئے

کھلا ہے۔ تمام لوگ اس کے در کے بھکشی (بھیک مانگنے والے) ہیں وہ مالک سرجن ہار ہے۔

جب رائے بلار نے دیکھا کہ باوا جی تو کسی طرح بھی نہیں ملتے تو مجبوراً خموشی اختیار کرنی پڑی اور والدین بھی رو دھو کر چپ ہو گئے۔

وطن سے واپسی

پھر باوا صاحب و بھائی مردانہ و بالا تلونڈی سے روانہ ہو کر ایمن آباد بھائی لالو جی کے پاس وہ پانچ چھ روز کا وعدہ ایفا کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور راستہ میں ایک نہایت پُر فضا جنگل (چھانگا مانگا کی رکھ) میں قیام فرمایا۔ مردانہ کو حکم دیا کہ ستار بجاؤ۔ ستار بجنی شروع ہوئی آپ نے معرفت کا ترانہ بھرا نغمہ توحید کی مدحت سرائی کی۔ اونکار (توحید) کے زمزمے الاپے اور اس میں باوا جی کو ایسا سرور آیا کہ وجد میں آ کر بیخودی کا عالم طاری ہو گیا۔ "من تو شدم تو من شدی" کا نقشہ جم گیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوئی۔ تمام اسرار مخفیہ کا اظہار ہوا جن کا ذکر بخوف طوالت حوالۂ قلم نہیں کیا جاتا۔

لوگ یہاں باوا جی کے پاس کثرت سے آنے لگے۔ بہت سے لوگ باوا جی کے گیان سے راہ راست پر آئے۔ اس چھانگا مانگا کی رکھ پر جس جگہ باوا جی نے مقام کیا تھا ننکانہ صاحب کے نام سے ایک مندر* موجود ہے۔ یہاں سال بسال میلہ لگتا ہے دور دراز سے لوگ آتے ہیں۔ اس کے بعد باوا صاحب لاہور آئے۔ اس جگہ سید احمد میر تقی سے ملاقات ہوئی۔ بہت عرصہ روحانی گفتگو پر بحث مباحثہ ہوا۔ خدا کی لگن اور ترک دنیا پر بہت عرصہ باتیں ہوتی رہیں۔ معرفت کے جھنڈے کا خوب دور چلا۔ اور پھر اس کے بعد سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مسلمان

* افسوس کہ آجکل مندر کی حالت تسلی بخش نہیں ہے۔ سکھ صاحبان کو ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جس جگہ باوا جی نے اکاش بانی (الہام) کا شرف حاصل کیا تھا۔

فقیر حمزہ غوث سے ملاقات ہوئی۔ یہاں بھی دنیا کی بے ثباتی پر بات چیت ہوتی رہی ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے صفات بیان فرمائے معرفت کے گیان پر بہت عرصہ گفتگو ہوتی رہی۔ اثنائے گفتگو میں باوا صاحب نے فرمایا کہ وہی لوگ بہشت بریں کے اُمیدوار ہونگے جو تمام دنیاوی کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہو کر کیول الیشور (وحدہ لا شریک) کے ہو جائینگے اور وہ لوگ جنہوں نے شیطان کی راہ اختیار کی رد کئے جائینگے اور دوزخ ان کی جائے رہائش ہوگی اس کے بعد سچ اور جھوٹ کے مسئلہ پر بحث ہوتی رہی ؎

آخر اس کے تصفیہ کے لئے بھائی مردانہ کو دو پیسے دیئے اور ایک کاغذ پر لکھدیا کہ ایک پیسہ کا سچ اور ایک پیسہ کا جھوٹ دیدو یہ کاغذ اور دو پیسے بھائی مردانہ کے حوالہ کئے کہ جاؤ بازار جا کر یہ سودا لاؤ۔ یہ بات سن حمزہ غوث کچھ حیران سا ہو گیا اور کہا بازار میں بھی کبھی سچ اور جھوٹ بکا کرتا ہے۔ بھائی مردانہ بازار میں مارا مارا پھرا ہر ایک دوکاندار سے پوچھا کسی کے ہاں سے یہ سودا نہ ملا حسن اتفاق سے مولا مل کی دوکان پر جا کر مردانہ نے کاغذ دکھلایا۔ اور دو پیسہ حوالہ کئے۔ مولا مل نے کاغذ کی پشت پر لکھدیا۔ کہ "مرنا سچ اور جیونا جھوٹ" یہ سودا لاکر باوا جی کے حوالہ کیا مگر حمزہ غوث نے اس بات کا اعتبار نہ کیا کہ جس نے یہ لکھا ہے وہ واقعی عملی طور پر بھی اسپر کاربند ہوگا۔ اس بات کو یقین کرنے کے لئے مولا مل کو بلایا گیا۔ اس نے سید حمزہ غوث کی تشفی کروا دی کہ میں ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھتا ہوں اور یہی میرا عمل ہے کہ مرنا سچ اور جیونا جھوٹ۔ اس قاعدہ پر کاربند ہونے سے زندگی آرام اور سُکھ سے گذرتی ہے اور یہی تمام سُکھوں کی جڑ اور گناہوں کے کاٹنے کی قینچی ہے۔ جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مرنا سچ ہے اور جیونا جھوٹ تو اس کے آگے کام (شہوت) کرودھ (غصہ) لوبھ (لالچ) موہ (دنیاوی محبت) ہنکار (تکبر) کا منتر نہیں چلتا۔

دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور تمام خودی بھول جاتی ہے
جس جگہ باوا صاحب سیالکوٹ میں جاکر ٹھہرے تھے وہاں باوا جی کا مقام گورو
کے بیرہ کے نام سے مشہور ہے۔ سکھ لوگ اس مقام کو مقدس خیال کرتے ہیں
اور سال بسال یہاں بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ اس کے بعد پانچ روز بھائی لالو
جی کے پاس ٹھہرے۔ رات کو تو بھائی لالو جی کے گھر میں آرام کرتے اور دن کو
جنگل میں یاد الٰہی کی لگن میں مشغول رہتے۔ پانچ روز کے بعد وہاں سے چلنے کی خواہش
ظاہر کی اور اس جگہ ایک دھرم شالہ بنوائی۔ جسکا انتظام بھائی لالو جی کے سپرد کیا
اور اسے اپنے عقیدہ سے کماحقہ آگاہ کیا۔ اور کہا اُمید کہ ہم پھر بہت جلد آپ
کو ملینگے۔ ہماری عدم موجودگی میں لوگوں کو وحدہ لاشریک کی پرستش کرنے کی تبلیغ
کرنا۔ بت پرستی کا کھنڈن (ابطال) اور اخلاق کریمانہ کو مدنظر رکھنا۔ ہر ایک سے
میل ملاپ بڑھانا ہمدردی بنی نوع کو اپنا شعار اور خدا کی لگن میں مگن رہنا
صبر اور استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا یہ نصیحت فرما کر آپ وہاں سے رخصت ہوئے
اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ باوا جی کو بھائی لالو سے خاص محبت تھی باوا جی کے
جانے کے بعد بھائی لالو تن من سے ان کے "مشن" کی ترقی کا حامی و مددگار رہا

میلا رام تیرتھ اور بت پرستی کا کھنڈن

اس کے بعد رام تیرتھ پر گئے اس جگہ ایک پاکھنڈی
برہمن کو دیکھا جس نے عجیب طریقہ سے عیاری مکاری کا جال پھیلا رکھا تھا۔
اور جاتریوں (زیارت کرنے والوں) کو اپنے ہتھ کنڈوں سے لوٹ رہا تھا۔
سالگرام بت تو سامنے رکھا ہوا ہے اور مصنوعی سمادھی لگا کر اُلو کی طرح آنکھیں
بند کی ہوئی ہیں۔ باوا صاحب نے پوچھا کہ آپ نے آنکھیں کیوں بند کر رکھی ہیں
یہ دو نور عین تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں ان سے فائدہ کیوں نہیں اُٹھاتے اس نے کہا

کہ جب میں سالگرام کی پوجا کرتا ہوں تو مجھے عجیب سرور آتا ہے اور میں وجد میں آکر مست ہوجاتا ہوں اور میری یہ آنکھیں بند ہونا تو صرف دنیاداروں کو دھوکہ لگتا ہے کہ اس نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں ورنہ مجھے تو زمین و آسمان کی تمام اشیاء نظر آتی ہیں۔ ماضی اور حال اور آئندہ کے تمام اسرار مخفیہ مجھپر کھل جاتے ہیں۔

حیرتؔ باوا صاحب یہ پاکھنڈ بازی سن کر خاموش ہوگئے۔ برہمن نے پھر چمگادڑ کی طرح آنکھیں بند کرلیں اور باوا صاحب نے بھائی بالا کو بُت کے اٹھانے کے لئے اشارہ کیا۔ بھائی بالا اشارہ پاتے ہی بُت کو لیکر رفو چکرّ ہوا۔ جب برہمن نے آنکھ کھولی اور سالگرام کو سامنے نہ پایا تو اِدھر اُدھر بغلیں جھانکنے لگا۔ دائیں بائیں۔ تلاش کرنے کے بعد آخر باوا جی سے پوچھا کہ میرا سالگرام کہاں گیا باوا صاحب نے کہا کہ آپکو تو آنکھ بند کرنے سے زمین و آسمان ماضی و حال مستقبل سب نظر آتے ہیں آپ کو خوب معلوم ہوگا کہ کون اُٹھا کر لیگیا۔ پنڈت جی سخت نادم ہوئے اور کہا کہ یہ تو پیٹ پوجا کے لئے پاکھنڈ رچا ہوا تھا۔ گورو صاحب نے اس پاکھنڈی برہمن کو حق پسندی اور راستی کی نصیحت فرمائی اور کہا کہ یہ دنیا چند روزہ ہے یہ مکروفریب۔ عیاری مکّاری تیرے کسی کام نہیں آئیگی برہمن سچے دل سے تائب ہوا۔ باوا جی کا شرن لیکر کپٹ اور کھوٹ سے الگ ہوکر آسودگی او فارغ البالی سے رہنے لگا۔

ایک دوسرے برہمن کی سادہ دلی اور باواجیکا گیان

ایک روز باوا صاحب کرتار پور میں تشریف فرما تھے کہ ایک برہمن نے آکر اشیرباد (دعا) دی اور کہا کہ میں بھوکا ہوں۔ مجھے بھوجن درکار ہے۔ باوا صاحب نے لنگرخانہ کے مہتمم سے کہا کہ انہیں بھوجن دیا جاوے۔ اسپر اس برہمن نے کہا کہ میں تو برہمچاری

ہوں پہلے دو ہاتھ زمین کھودتا ہوں پھر اس کے بعد چونکا بناتا ہوں روٹی پکاتا ہوں
باوا صاحب نے کہا بہت اچھا اسے لنگر خانہ سے خشک رسد دلوا دیجاوے۔
برہمن خوشی خوشی خشک رسد لیکر واپس آیا۔ جنگل میں چونکا کے لئے جگہ کھودنی
شروع کی پہلی جگہ پر ہڈیاں نکلیں دوسری جگہ پر مردہ دفن پایا تیسری جگہ پر کتے کا پنجر
نکلا۔ سات مرتبہ جا بجا سے زمین کو کھودا ہر جگہ جانوروں کے پنجر برآمد ہوئے ادھر بھوک
نے قافیہ تنگ کر رکھا تھا ادھر یہ مشقت کرنی پڑی بہت رسٹ پٹایا بیتاب تھا
مارے بھوک کے جان نکل رہی تھی اس خستہ حالی میں باوا جی کے پاس آکر تمام
ماجرا کہہ سنایا۔ باوا صاحب نے کہا کہ اپنے دل کو معرفت نامہ کے گیان سے پوتر کرنا چاہئے
بیرونی صفائی سے کیا ہوتا ہے دلی پاکیزگی اور پوترتائی کی ضرورت ہے۔ امرت جل
(آبحیات) سے دل کے پاپوں کو دھو پھر سب کچھ ٹھیک ہو جاویگا۔ اگر دلی صفائی نہیں
تو بیرونی صفائی بالکل بیفائدہ ہے۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ برہمن سخت نادم ہوا
اور آئندہ کے لئے کان کو ہاتھ لگائے۔ پھر باوا صاحب نے ہندوستان کے مختلف
تیرتھوں کے کھنڈن کے لئے سیاحت اختیار کی جیساکہ کروچھتر ہردوار۔ جگن ناتھ
بنارس اور ہندوؤں کے مقدس مقامات اور وہاں کے پوجاریوں اور مہنتوں کے
ساتھ بحث مباحثہ کا مفصل بیان اگلے باب میں آئیگا۔ سیام اور دکن کی سیر کرتے
ہوئے باوا صاحب سیلون میں جا پہنچے۔ وہاں کا حاکم راجہ شونا تھ تھا باوا صاحب
نے انھیں وعظ ونصیحت کی وہ باوا جی کے گیان سے بہرہ اندوز ہو کر زمرہ مریدان میں
داخل ہوا۔ باوا صاحب نے اس وقت روحانی اور اخلاقی سبق دینے کے لئے ایک چھوٹی
سی کتاب بنائی جسکا نام پران سنگلی ہے۔ اس میں سے کچھ شبد گرنتھ صاحب
میں درج ہیں

دکن کی سیر اس کے بعد باوا صاحب دکن میں گئے "سورت(۱)" کا سیر کیا

(۱) شہر کا نام ہے۔

اس جگہ ان دنوں میں جین مت بڑے زور شور کے ساتھ پھیلا ہوا تھا۔ لوگ خدا سے منہ پھیر کر دہریت کیطرف جا رہے تھے۔ باوا جی نے وہاں جاکر وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی تبلیغ کی بہت سے لوگ راہ راست پر آ گئے لوگوں کے شقی قلبوں کو تزکیہ نفس سے بدل کر اُس خداوند قدوس کے پریم کی لگن لگا دی اس جگہ باوا صاحب نے ایک دھرم شالہ بنوائی۔ پھر باوا صاحب سندھ کے راستہ سے پنجاب واپس آئے۔ باوا نانک جی کا مشن، دوسرے ملکوں کی نسبت سندھ میں خوب زور شور سے پھیلا اور نہایت مضبوطی سے جڑ پکڑی۔ شاید اس وجہ سے کہ سندھ پنجاب کے قریب تھا یا اس وجہ سے کہ باوا صاحب متعدد دفعہ سندھ دیش کو اپنے پوتر قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشتے رہے۔ خیر خواہ کچھ ہی ہو بہر حال دوسرے ملکوں کی نسبت ملک سندھ میں باوا جی کے مشن نے خوب رونق حاصل کی اور سندھ دیش میں "باوا ولی قندھاری" کے ساتھ بھی باوا جی کی ملاقات ہوئی آپس کے میل ملاپ اور باہمی تبادلہ خیالات سے ہر ایک نے اپنی روح کو معرفت کے گیان سے سرشار کیا یاد رہے کہ اس سے پہلے باوا صاحب اور ولی قندھاری حسن ابدال علاقہ راولپنڈی میں دونوں خدا کے بھگتوں کی ملاقات ہو چکی تھی۔ اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگا اس سفر کی واپسی پر بھائی

بھائی مردانہ کا انتقال

مردانہ کا بمقام "خرم" انتقال ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اسواسطے باوا صاحب واپس تلونڈی تشریف لے گئے اور مردانہ کے لڑکے سجادہ کو اس کے والد کے انتقال کی اطلاع دی۔ اور باوا صاحب نے سجادہ کو اپنے ہمراہ لیا اور اس نے اپنے والد کی قبر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور باوا صاحب اسے اس کے والد کی قبر پہ لے گئے اور اس (سجادہ) نے اس جگہ پر ایک دھرم شالہ باوا جی کے

اشاعت کے لئے تیار کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "سجادہ" کو بھی اپنے والد بھائی مردانہ کی طرح باوا صاحب کے مشن کی ترقی کے لئے ساعی تھا۔ اس کے بعد پھر باوا صاحب واپس سلطانپور تشریف لائے اور اپنی ہمشیرہ بی بی نانکی جی سے ملاقات کی اس کے بعد پنجاب میں مختلف مقامات۔ مثلاً فیروزپور۔ پاک پٹن۔ متھن کوٹ اور تھانیسر وغیرہ کی سیر کی۔ اسوقت باوا جی کے مشن نے پنجاب میں خاصی ترقی حاصل کرلی تھی۔ آہستہ آہستہ باوا جی کے عقیدہ کی ہردلعزیزی کا دائرہ وسیع ہوتا گیا پھر آپ نے دہلی کے دیکھنے کا قصد ظاہر فرمایا اور اس جگہ آپ قید کئے گئے۔ اُن دنوں مغلیہ خاندان کے زبردست بادشاہ بابر نے دہلی پر چڑھائی کی اس موقع پر آپ قیدخانہ سے رہا کئے گئے اس کا مفصل بیان انشاء اللہ العزیز اگلے باب میں آئیگا پھر باوا صاحب کچھ ایام موضع لکھوپور اپنی سسرال میں گذارے۔ اور اس کے بعد کرتارپور میں جا رہے۔ اور وہاں ایک مندر بنایا۔ اور لوگوں کو وحدہ لاشریک کی تلقین کرتے رہے۔ صبر اور بردباری کی خوبیاں بیان فرماتے تھے۔ جو کوئی زیارت کو آتا وہ باوا صاحب کے موحدانہ اور پراثر کلام سے خوش ہوکر گھر کو جاتا۔ پھر کرتارپور سے روانہ ہوکر کشمیر اور ہمالیہ پہاڑ کے مختلف پُرفضا مقامات کی سیر کی کشمیر میں ان دنوں سناتن مت کا بہت زور تھا۔ تینتیس کروڑ بتوں کی پوجا کی جاتی تھی ہر ایک انسان اپنے گھر میں کثرت سے بت رکھتا تھا۔ اور اُن کی پرستش کو فرض اولیٰ خیال کرتا تھا۔ باوا صاحب نے بڑے زور و شور سے وہاں جاکر بتوں کا کھنڈن یعنی رد کیا وہاں کے لوگوں نے باوا جی کو پہلے تو طرح طرح کی اذیتیں اور دکھ دینے شروع کئے اور ہر طرح سے ان کے کام میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی گئی مگر آخر سچ کی فتح ہوتی ہے ان لوگوں نے باوا جی کے مقابلہ میں سخت منہ کی کھائی بتوں کی پوجا سے دست بردار ہوکر وحدہ لاشریک کا دامن پکڑا اور اس سفر

کے آخر پر ہردوار کی سیر کی۔ ہردوار پر جاکر جو کرشمے باوا جی سے ظہور پذیر ہوئے ان کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ اگلے باب میں آئیگا۔ اب ہم بفضلہ تعالیٰ اگلے باب میں باوا نانک جی کے سفر کے ان پر اسرار اور معرفت تامہ سے لبریز اور روحانی گیان کے آبحیات سے لبریز واقعات کا ذکر کرینگے جن کے لئے محنت شاقہ اور عرقریزی سے متعدد جنم ساکھیوں کی اوراق گردانی کرنی پڑی ہے۔ اس سفر کے حالات، کو جن کو میںنے ذرا بھی شبہ یا خلاف واقعات پایا ہے۔ جن پر یقین کرنے کے لئے تعلیمیافتہ سکھ صاحبان بھی تیار نہیں میں سے ان واقعات کو عمداً نظرانداز کردیا ہے +

چھٹا باب

(توحید کے زمزمے)

ہندوؤں کے مشہور فرقہ جوگیوں سے باوا جی کا پہلا مباحثہ

اثنائے سفر میں باوا جی کو ایک جوگیوں کے گروہ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں جوگیوں کا پنجاب میں بہت زور تھا۔ یہ لوگ برہمچریہ (تجرد پسند) تھے۔ ان کیساتھ باوا جی کا بڑا طویل بحث مباحثہ ہوا۔ سدھ گوشٹ (جوگیوں کو نصیحت) کے نام سے باوا جی کی ایک علیحدہ تصنیف ہے۔ جو نہایت موثر کلام ہے۔ وہ ایسے درد انگیز اور ولولہ خیز طریقہ سے بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ ناستک مت (دہریہ مذہب) کے پیرو کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ کٹھن سے کٹھن اور کٹھور سے کٹھور دل کو بھی ایشور کی لگن (خدا کی محبت) کے لئے ابھار

اس نصیحت کو سن کر اکثر جوگی راہ راست پر آئے۔ آگے جا کر انشاء اللہ کچھ حصہ بدھ گوشٹ (جوگیوں کو نصیحت) کے متعلق درج کیا جائیگا۔ یہ لوگ آبادی سے دور دراز یا جنگل میں اپنا ڈیرا جایا کرتے ہیں۔ جوگیوں کا گورو گورکھ ناتھ ہے۔ گورکھ ناتھ کے وہ چیلے جو گورو کے رنگ میں رنگین تھے۔ تعداد میں ۸۴ تھے۔ جو ۸۴ سدھ (حواری کے) نام سے مشہور ہیں۔ اور یہ ۸۴ سدھ ہر طرح سے گورکھ ناتھ کے عقیدہ کو پھیلانے میں کوشاں اور ساعی تھے۔ اور اس کے ذریعہ جوگیوں کے عقیدہ نے خاصی شہرت حاصل کی۔ یہ لوگ سر اور ڈاڑھی کو حجامت کروا کر مون دھاری (سنڈ منڈ) صورت بنایا کرتے تھے۔ بدن پر بھبھوت (راکھ) ایک ہاتھ میں عصا (ڈنڈہ) دوسرے ہاتھ میں پہوڑہ (پھروا) رکھا کرتے ہیں۔ کانوں میں دو انچ گولائی اور نصف انچ چوڑائی کی مندریں ڈالا کرتے تھے۔ مندریں یا تو لکڑی پیتل یا سونے چاندی وغیرہ کی ہوا کرتی تھیں۔ اور ایک آسن (کمبلی) اپنے پاس رکھا کرتے ہیں۔ یہ لوگ تجرد اور دنیا سے علیحدگی کو اپنے لئے باعث مکتی (نجات) سمجھتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ان کی روحانی حالت بہت ہی گری ہوئی تھی۔ یہ لوگ تیرتھوں پر جا کر در پردہ نامحرم عورتوں سے آشنائی پیدا کر لیا کرتے تھے۔ اور شہوت سے مغلوب ہو کر اپنی عاقبت سیاہ کر لیا کرتے تھے۔ اگرچہ بعض ان میں اچھے بھی تھے۔ مگر اکثروں کی حالت قابل رحم تھی۔ فقیری کے لباس میں لوگ ٹھگی بھوگی تھے ان کی کرتوتوں سے تنگ آکر "الامان" "الحفیظ" کی صدائیں بلند کرتے تھے۔ غرضیکہ انہوں نے اپنی عیاری، مکاری و بدکاری کا جھنڈا بلند کیا ہوا تھا۔ بظاہر یہ لوگ بڑے دھرماتما (بڑے مقدس انسان) بنے ہوئے تھے۔ مگر در اصل بگلے بھگت تھے۔ لوگ ان کی کرتوتوں سے سخت بیزار تھے۔ جب باوا صاحب ان سے ملے۔ تو انہوں نے باواجی کو ادیش* (سجدہ) کیا۔ باوا صاحب نے فرمایا۔ کہ ادیش تو اس رازق اور خالق کے لئے ہے۔ جو ہر ایک کا رازق اور مالک ہے۔ پھر باتوں باتوں میں انھوں نے باواجی کو کہا۔ کہ آپ ہونہار ہیں۔

* اللہ اللہ باوا صاحب میں ایسی غیرت تھی۔ اور توحید کی اشاعت کے لئے ایسا

اگر آپ ہمارے عقیدہ میں داخل ہو کر اس راستہ میں قدم ماریں۔ تو یقیناً آپ کی قدسیت دوبالا ہو جائے گی۔ ہماری تعلیم سونے پر سہاگہ کا کام کریگی۔ آپ لاانتہا سکھ اور آرام کو حاصل کریں گے۔ غرضیکہ باواجی کو انہوں نے اپنے جال میں پھنسانے کے لئے ہر طرح سے ہاتھ پاؤں مارے۔ ہر قسم کے جتن کئے۔ ہر طرح کے ہتھ کنڈے ڈالے۔ مگر باواجی ان کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔ ایک نہ سُنی۔ اور برملا ان کا کھنڈن یعنی رد کرنا شروع کیا جسب ذیل شلوک باواجی نے انہیں راہ راست پر لانے کے لئے بیان فرمائے۔ راگ سوہی محلا پہلا شلوک ۸

جوگ نہ کھنتھا جوگ نہ ڈنڈے جوگ نہ بھسم چڑائیے
جوگ نہ مونڈی مونڈ منڈائے جوگ نہ سنڈی وائیے
انجن ماہ نرنجن رہیئے جوگ جگت ایوں پائیے
گلیں جوگ نہ ہوئی
ایک سندر شٹ کر سم سر جانے جوگی کہیئے سوئی
جوگ نہ باہر مڑہی مسانی جوگ نہ تاڑی لائیے

بقیہ حاشیہ ا۔ ورد رکھتے تھے۔ اگر وہ ذرا بھی دیکھتے۔ کہ یہ کلام تو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے تو وہ برملا اس کی تردید شروع کر دیتے۔ اور انہیں اس کا رد کرنے کے لئے کوئی امر بھی مانع نہ ہوتا ہندوؤں کے تیرتھوں پر جا کر انہوں نے کھلم کھلا کھنڈن کیا۔ باوجودیکہ تیرتھوں پر ہندوؤں کی بہتات تھی۔ اور وہ تعصب کے جوش میں آکر مرنے مٹنے کے لئے طیار تھے۔ مگر باواصاحب ذرا بھی پرواہ نہ کرتے اور اعلانیہ کلمۃ اللہ کی اشاعت کرتے۔ اسی طرح جوگیوں کے ساتھ جو کوڑ مغزی اور شوریدہ دماغی اور ضد کیلئے مشہور تھے۔ اور انہیں اپنے غصہ پر پورا پورا تصرف حاصل تھا۔ وہ غصہ کے وقت کچھ آؤ تاؤ نہ دیکھا کرتے تھے۔ اس حالت میں باواجی کا تن تنہا ایک ایسی اجڈ (جاہل) جماعت کے ساتھ وہم کے مقابلہ میں ان کے عقائد کا برملا رد کرنا اللہ تعالیٰ کی تائید کے بغیر مشکل ہے۔

یعنی باواجی کو گمراہ کرنا اور اسلام کی راہ راست سے ہٹانا

مطلب :- اے جوگیو ! نہ تو کھنتھا (کفنی) پہننے سے جوگ حاصل ہوتا ہے - اور نہ ہی عصا کے رکھنے سے اور نہ ہی بھبوت (راکھ) ملنے سے یوگ کا رتبہ نصیب ہوتا ہے اور نہ ہی ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر موہن دھاری صورت بنانے سے جوگی کا رتبہ ملتا ہے۔ اور نہ ہی کرناہ کے بجانے سے جوگ ہے - اگر تم حقیقی جوگ کے خواہشمند ہو - تو تمام گندوں کو بالائے طاق رکھ کر اور دنیوی ملونیوں اور الائشوں سے پاک ہو کر اللہ تعالےٰ کی لگن میں مگن ہو جاؤ - اس کی یاد میں گداز اور فنا فی اللہ ہو جاؤ - پھر اصل جوگ کے پریم رس کا مزا آجائیگا - لفظوں کے جمع خرچ سے جوگ نہیں ملتا - حقیقی جوگی وہ ہے - جو دنیوی خواہشات کو کچل دے - نہ ہی باہر قبرستان میں رہنے سے جوگ ملتا ہے - اور نہ ہی آنکھیں بند کر کے بیٹھ جانے سے ، جوگ کی اصلیت کھلتی ہے - اور نہ ہی ملک بملک بھٹکنے سے جوگ ملتا ہے اور نہ ہی تیرتھوں کی جاترا (زیارت) سے جوگ کی حقیقت کھلتی ہے - بلکہ تمام گندوں کو بالائے طاق رکھ کر اللہ تعالےٰ کی یاد میں فنا فی اللہ اور اس کی لگن میں مگن ہونے سے ہی جوگ حاصل ہوتا ہے *

جوگی اس معرفت کے بیان کو سن کر حیران و پریشان سے رہ گئے ان کے جھلسے ہوئے قلوب پر اس گیان نے امرت کا مینہہ برسایا - اور ان کے ڈگمگائے ہوئے دلوں کو تسلی حاصل ہوئی - یہ معرفت نامہ کی لگن کا گیان سن کر ان کے دل تھرا اٹھے - وہ اس روز سے گورکھ مت کے تیاگی ہو کر راہ راست پر آئے - اللہ اللہ یہ عجیب قسم کا انسان تھا - اپنی دھن کا کیسا پکا تھا - جب تک یہ معرفت کا گیان مخالف کے رونگٹے میں نہ رچا دیتا - اسے چین نہیں آتا تھا * اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے - اور ہم گمراہ لوگوں کو راہ راست پر لا کر دین و دنیا میں مظفر و منصور بنائیں *

* جوگ کے لفظی معنے ہیں فناہ فی اللہ ہو جانا "

پنجہ صاحب نمبر۲

حسن ابدال علاقہ راولپنڈی پنجہ صاحب کے نام سے باواجی کی ان ممتاز یادگاروں میں سے ایک یادگار ہے۔ جن پر سکھ صاحبان فخر کرتے ہوئے پھولے نہیں سماتے۔ لکھا ہے۔ کہ باوا صاحب سیر کرتے کرتے حسن ابدال جا پہونچے دامن کوہ میں بسیرا کیا۔ باواجی کو پیاس محسوس ہوئی۔ دامن کوہ کا پانی میلا اور گدلا تھا۔ پہاڑ کے اوپر باوا ولی قندھاری کی جائے رہائش تھی۔ وہاں ایک مصفّا پانی کا چشمہ بہتا تھا۔ تو باوا صاحب نے بھائی مردانہ کو پانی کی چھاگل دیکر باوا ولی قندھاری کی نشستگاہ پر بھیجا۔ مردانہ نے اُس مصفا پانی کے چشمہ سے اپنی چھاگل کو بھرنا چاہا۔ تو ولی قندھاری نے اس کی اچانک آمد اور اجنبیت کو نظر تعمق سے دیکھا۔ اور بھائی مردانہ کے متعلق حالات دریافت فرمائے۔ تو بھائی مردانہ نے تمام حال کہہ سنایا۔ اور ساتھ باواجی کے متعلق بھی آگاہ کیا۔ کہ ہمارے ساتھ ایک ولی اللہ (باوا نانک) بھی ہے۔ آپ اُنکی زیارت بھی کریں۔ پس باوا ولی قندھاری نے کہا۔ کہ وہ تو صاحب کرامت* ہے ~~ہے~~ میرے چشمہ سے پانی پینے کی کیا ضرورت تھی۔ اور انہیں پانی لینے سے منع کر دیا۔ یہ تمام ماجرا بھائی مردانے نے باواجی کے پاس آکر کہہ سنایا۔ باوا صاحب نے ولی قندھاری کو کہہ کر بھیجا۔ کہ "میں ایک عاجز بندہ ہوں۔ نہ میں صاحب کرامت ہوں۔ اور نہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ کیا"۔ یہ تمام بات بھائی مردانے نے آکر ولی قندھاری کو کہدی۔ مگر ولی نے ایک نہ سنی۔ اور اپنی بات پر قائم رہے۔ گرنتھ صاحب میں تو اس واقعہ کا کہیں

---

* اس جگہ ولی قندھاری نے باواجی کو صاحب کرامت کے نام سے نامزد کیا ہے

ذکر نہیں ہے۔ البتہ سکھوں کی ایک دو جنم ساکھیوں میں اس واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ باوا صاحب نے یہ جواب پاکر اپنا برچھا زمین پر مارا۔ تو وہاں ایک مصفا پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ اور کرنی خدا کی ولی صاحب کا چشمہ خشک ہوتا جاتا تھا۔ اور باوا صاحب کا چشمہ پھوٹ پھوٹ کر اچھلتا تہا۔ یہ بات دیکھ کر ولی جی کو غصہ آیا۔ اور انھوں نے پہاڑ کے ایک حصہ کو باوا جی کی طرف دھکیل دیا۔ باوا صاحب اُس وقت داتن (مسواک) کر رہے تھے۔ کہ اپنی طرف لڑھکتے ہوئے پہاڑ کے ٹکڑے کو دیکھ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دائیں ہاتھ کے پنجہ سے روک لیا۔ اور ہاتھ کے نشانات پتھر پر پڑ گئے۔ اور آج تک وہ جگہ باوا صاحب کے پنجے کے نام سے مشہور ہے۔ اور سکھ لوگ دور دور سے اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں ؀

مسٹر محمد لطیف آتھر آف دی ہسٹری پنجاب نے بھی گو اس امر کو معتبر نہیں سمجھا۔ مگر ایک دو جنم ساکھیوں کے بیان کی بناء پر اس امر کا کچھ ذکر کیا ہے جن جنم ساکھیوں میں یہ ذکر ہے گو سکھ بعض ان جنم ساکھیوں کو چنداں معتبر نہیں سمجھتے۔ خواہ اس کہانی کی اصلیت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر باباگورو نانک جی کے بعض عجوبہ پرست پیرو باوا نانک صاحب کے خوارق عادت معجزات کے قائل ہیں۔ اس حد تک ہم سکھوں کے ساتھ ہیں۔ کہ جو لوگ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھ کر صرف اس قادر مطلق خدا کے ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے دلوں کو پریم کے نور سے منوّر کردیتاہے۔ اور ان سے بعض خوارق عادت معجزات بھی ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ جس سے خدا کی بڑائی اور جبروت کا اظہار مدنظر ہوتاہے ؀

Super natural Power.

بقیہ حاشیہ۔ صاحب کرامت کا لفظ بھی باوا صاحب کے اسلام پر دلالت کرتا ہے۔

اس کے بعد باوا صاحب سیر کرتے ہندوؤں کے مشہور و معروف تیرتھ کوروچھتر پر جا پہونچے۔ جب باوا صاحب کوروچھتر پہونچے۔ تو اس وقت سورج گرہن کا موقع تھا۔ اور کنبھ میلا کی خاطر لوگ چہار طرف سے جوق درجوق جمع ہو رہے تھے۔ میلے میں اسقدر بھیڑ بھاڑ اور چہل پہل تھی۔ کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ غرضکہ جس موقعہ پر باواجی کوروچھتر پہنچے۔ اس وقت میلے کی شان و شوکت عین جوش پر تھی۔ اور بھائی بالا و مردانہ ایک کونہ میں جا بیٹھے میلے کے ٹھاٹھ باٹھ اور رنگ ڈھنگ کو دیکھ کر باواجی فرمانے لگے۔ کہ یہ ہزاروں ہزار لوگ جہالت کے گڑھے میں ڈوب رہے ہیں۔ ان لوگوں نے عناصر پرستی اور کواکب پرستی

بقیہ حاشیہ۔ کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ کہ اگر ایسے شخص سے کوئی اعجوبہ امر صادر ہو جو مسلمان نہیں۔ تو اس کے اعجوبے کے نام کو کرامت نہیں کہتے۔ بلکہ اسکا نام استدراج رکھتے ہیں۔ سو باوا ولی قندہاری نے جو باوا صاحب کو صاحب کرامت قرار دیا۔ تو اس سے صاف طور پر پایا گیا۔ کہ انھوں نے کشفی طور پر معلوم کر لیا۔ کہ باوا صاحب اہل اسلام ہیں۔ ورنہ بابا قندہاری ان کا نام صاحب کرامت نہ رکھتا۔ بلکہ اس کو صاحب استدراج کہتا۔ اور بھائی مردانہ کا باواجی کے لئے پانی لینے جانا صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ باوا صاحب بلا کراہت مردانہ کے ہاتھ سے کھا پی لیا کرتے تھے۔ ایسے ملکوں میں باوا صاحب کا دو دو برس رہنا جہاں ہندوؤں کا نام و نشان تک نہیں جیسے ملک عرب۔ کیا بغیر کھانے پینے کے ممکن تھا؟ غرضیکہ جب ہم غور و تدبر سے کام لیتے ہیں تو باوا صاحب کا عقیدہ نہایت صفائی سے ہمارے سامنے آجاتا ہے اور باوا صاحب کے اسلام میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ جو شخص علی الاعلان یہ کہتا ہو کہ۔ تیئے حرف قرآن دے تیئے سپارے کیں ٭ تس وچ پند نصیحتاں سن کر کر دیقین۔

ترجمہ۔ قرآن کریم کے تیس حروف اور اس کے تیس ہی پارے ہیں۔ اسمیں لاانتہا نصیحتیں ہیں۔ اے سننے والو نام رف سنو بلکہ اسپر ایمان لاؤ۔ بتلاؤ اب ہم ایسے شخص کو راسخ الاعتقاد مومن نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟

کیا نانک صاحب ... (margin)

ہندوؤں کے نزدیک گرہن کیا چیز ہے

ہندوؤں میں گرہن کے متعلق ایک روائیت ہے کہ راہو اور کیتو چاند اور سورج کے قرضخواہ ہیں۔ جب وہ وصولی قرضہ کے لئے تقاضا کرتے ہیں۔ تو چاند اور سورج کو گہن لگجاتا ہے۔ یہ ہے جہالت کی تعلیم جس نے ہندوؤں کو کہیں کا کہیں پہنچا دیا۔ اصلاح کے لئے باوا جی کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا۔ جب باوا صاحب نے کوروکھیتر پر جا کر دیکھا۔ کہ بہت سے مخلوق برہنہ بدن تالاب میں کھڑی ہے۔ اور سورج کی طرف منہ کر کے ہاتھ جوڑ کر بڑبڑا رہے ہیں۔ اور بعض وہم پرست سورج کی طرف منہ کر کے سورج کے وہمی قرضخواہوں راہو اور کیتو کے آگے ہاتھ جوڑ کر واسطہ ڈال رہے ہیں۔ کہ سورج دیوتا کو چھوڑ دیجئے"۔ باوا صاحب ہندوؤں کی یہ درگت اور درو شا دیکھ کر دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا رہے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے منہ پھیرنے سے یہ وبائیں ہندوؤں پر نازل ہوئی ہیں"؛

گہن کی اصلیت

اگرچہ جنم ساکھی میں صراحت کے ساتھ اسے بیان نہیں کیا گیا۔ مگر ان قرائن سے کہ جن الفاظ میں باوا صاحب نے بہونے بھٹکے جاتریوں کو نصیحت فرمائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ باوا صاحب نے سورج گرہن کی اصلیت کو انکے ذہن نشین کروانا چاہا۔ اور فرمایا کہ در اصل جب زمین اور سورج کے مابین کوئی سیارہ حائل ہو جاتا ہے تو سورج کی روشنی براہ راست زمین پر نہیں پہنچتی ہے۔ تو وہ سورج گرہن کہلاتا ہے ورنہ راہو اور کیتو کوئی سورج کے قرضخواہ نہیں ہیں۔ اور جو تم لوگ دولت سے برہمنوں کے گھر بھر رہے ہو۔ اسکا نتیجہ سوائے اسکے کچھ نہیں۔ کہ یہ مشٹنڈے اور ہٹے کٹے مشقت بازو سے روٹی کما کر نہ کھائیں۔ اور لوگوں کا مال کھا کر مست ہو جائیں۔ اور یہ روزی سے بیفکر ہو کر شرارت کو ہی لگجائیں۔ سو یہ تم پاپ کے بیج بو رہے ہو۔ مناسب یہ ہے۔ کہ جو کچھ دان (خیرات) دینا ہو۔ غریبوں اور مسکینوں کو دو۔ جو واقعی اس کے مستحق ہیں۔ ہندوؤں کی یہ درگت اور درو شا کو دیکھ کر باوا جی کے دل میں ایک مہا پاپ پیدا ہوئی۔ اور کہا کہ کسی طرح سے ان کے دلوں میں توحید کی لگن لگا دیں۔

جس سے انہیں حقیقی اور دائمی سکھ نصیب ہو ؛

باوا صاحب تیرتھوں پر گوشت کھایا کرتے تھے

باوا صاحب نے کورو کھیتر کے تالاب سے مچھلیوں کا شکار کیا۔ اور انہیں صاف کر کے ہانڈی میں ڈالا۔ اور نیچے آنچ دینی شروع کی۔ چونکہ ہندوؤں کے ہاں گوشت کھانا سخت منع ہے اور پھر ایسے مقدس تیرتھ پر ہندوؤں کے نزدیک تو اس معاصی کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور ہندوؤں کے لئے یہ بڑے طیش کا مقام تھا۔ اور پھر خصوصاً پوربی ہندوؤں نے جو گوشت کے نام سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ دیکھا تو ان کے غصّہ کی کوئی حد نہ رہی جل جلکر آگ بگولہ ہو گئے۔ پھر نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ لٹھ لیکر باوا صاحب کے پیچھے دوڑ پڑے۔ کہ ایسا پاپی جو ایسے مقدس تیرتھ پر آکر ایسے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو۔ اسکو تو جان سے مار دینا چاہیئے۔ باوا صاحب نے اپنی عادت کے موافق اس بھیروں جتی کے لشکر کا نہایت حلیمی اور نرمی سے خیر مقدم کیا۔ اور کہا بھائی جو کچھ کہنا ہے منہ سے کہو۔ اس جاہلانہ لڑائی سے کیا فائدہ۔ اگر ہم لوگ گنہگار ہیں۔ تو آپ لوگ آرام سے ہمکو ہمارے گناہ سے آگاہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا۔ کہ آپ نے ایسے مقدس مقام پر جیو ہتیا کیوں کی۔ اور گوشت کیوں کھایا۔ اس پر باوا صاحب نے فرمایا۔ کہ دیکھو ہمارا جسم بھی تو گوشت اور پوست سے ہی بنا ہوا ہے۔ اور پھر شکم مادر بھی تو گوشت ہی کا تھا۔ جس سے برآمد ہوا ہے۔ اور یہ پستان بھی تو گوشت ہی کے ہیں۔ جو پیدا ہوتے ہی انسان چوسنے لگتا ہے۔ تمام خویش و اقارب بھی تو گوشت کے ہی ہیں۔ پھر جب بڑا ہوتا ہے۔ تو گوشت ہی بیاہ لاتا ہے۔ قصہ کوتاہ گوشت سے گوشت پیدا ہوتا ہے۔ پھر تم گوشت سے اسقدر نفرت کیوں کرتے ہو۔ گوشت کی گڑھتی تو ہمیں ماں کے پیٹ سے ہی دی جاتی ہے۔ پھر نفرت کا ہیکی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تیرتھوں پر جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔ وہ بھی گوشت ہی ہوتا ہے۔

کیا دیوتا لوگ سچ مچ وہ گوشت کھاتے ہیں؟ نہیں وہ سب کا سب برہمنوں کی ہی بھینٹ ہوتا ہے۔ آہ آپ لوگوں کی حالت قابل رحم ہے۔ تم لوگ اپنے آپ کو تو سب سے زیادہ عاقل سمجھتے ہو اور اس گوشت سے پرہیز کرتے ہو تمھیں معلوم نہیں کہ دیو دالنسانی تو ماں باپ کے خون اور گوشت کا خلاصہ ہے۔ کیا گھر کا گوشت تو اچھا لگتا ہے اور باہر کا گوشت کاٹتا ہے۔ تم لوگ وہ گائے کا گوشت یعنی "حق پرایا"، تو ہڑپ کر جاتے ہو اور پھر شکار کے گوشت سے اس قدر نفرت ظاہر کرتے ہو ایسے انسانوں کا کیا علاج کیا جو گائے کے گوشت "حق پرایا" تو صاف نگل جائیں اور ڈکار تک نہ لیں اور مچھلی کے گوشت سے اس قدر ناک بھویں چڑھائیں یہ معرفت کا گیان سن کر پانڈوں کو سوائے ادھر ادھر جھانکنے اور آئیں بائیں شائیں کے اور کوئی جواب نہ بن آیا۔ پھر باوا صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ تمام جہالت اللہ تعالیٰ سے منھ پھیرنے کا نتیجہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے در کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے "پرمیشور تھی بھجیاں دیاپن بے روگ"، اللہ تعالیٰ کے گیان سے تمام اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ ہادی برحق اور مرشد کامل کا دامن پکڑنے سے مشیت ایزدی کی شناخت ہو جاتی ہے۔ خیالات صحیح ہو جاتے ہیں اس وحدہ لاشریک کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرنی اور آئندہ کے لئے نیک کاموں کی توفیق کے لئے دست بدعا ہونا ہی گناہوں سے رستگاری کا موجب ہے

سورج ستر! سورج گرہن تو آکاش پر لگتا ہے اور یہ اجرام فلکی کی حالت سے کسی خاص وقت میں ہم کو ایسا نظر آتا ہے۔ حقیقت اس کی

٭ باوا جی کا شلوک ہے "حق پرایا نانکا اس گاے اس سور"

یہی سبب ہے کہ سورج اور زمین کے مقابل کوئی ستیارہ آجاتا ہے اور اس کی روشنی زمین تک نہیں پہنچتی مگر لالچی لوگوں نے من گھڑت ڈھکوسلو سے اپنی پیٹ پوجا کے خاطر ایسے ایسے بہانے تراش لئے ہیں کہ یہ راہو اور کیتو کا فساد ہے۔ دراصل یہ وہم اور باطل پرستی کا نتیجہ ہے۔ حاضرین سے ایک نے باواجی کو کہا کہ آپ کا نام کیا ہے اور ذات کیا ہے۔ اسپر باوا صاحب نے فرمایا۔(وار سری راگ محلا پہلا شلوک ۳)

پھکڑ جاتی پھکڑ ناؤں
سبھناں جیہاں اکا چھاؤں
آپو جیکو بھلا کہاوے
نانک تاں پر جاپئے جاں پت آگے پاوے

باوا صاحب فرماتے ہیں ذات پات کے گھمنڈ پر اترانا یہ ایک پھکڑ بازی ہے تمام بنی نوع کے پیدا کرنیوالا وہ ایک ہی وحدہ لاشریک ہے جو لوگ اپنے آپ کو اعلیٰ اور اتم خیال کرتے ہیں جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جائینگے تو ان کی قدسیت کا راز کھلجائیگا۔ حقیقت میں وہی لوگ اعلیٰ ذات والے ہیں جو خداوند تعالیٰ کے نزدیک اچھے ہیں + اس کے بعد باوا صاحب نے خدا کی ہستی پر وعظ فرمایا اور ساتھ ہی اس کے برہمن کو دان دینے کی سخت ممانعت ظاہر کی۔ اور کہا کہ غریبوں اور مسکینوں کو دان دینا چاہیئے۔ یہی لوگ دان کے مستحق ہیں۔ پھر اس کے بعد گرہن اور دان پُن صدقہ۔ خیرات کرنیکی فلاسفی کو ذہن نشین کیا۔ گرہن پر پُن دان (خیرات وصدقہ) کرنیکے اس عجیب نکتہ کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ لفظ گرہن کے معنے ہیں "گرفت چاند" جو سورج گرہن کے وقت سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کے کندن سے دمکتے ہوئے چہرے پر کلنک (سیاہی) کا دھبہ لگجاتا ہے۔ سو اس وقت خضوع و خشوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگنی چاہیئے کہ اے ایشور تو ہمیں ایسے کلنک

گے ڈینگے سے بچاؤ اور دُنیا اور آخرت میں ہماری سرخروئی کیجیو اور ہمیں ان حوادث سے بچائیو اور ہمارا چہرہ ہمیشہ ایمان کے نور سے منوّر رہے۔ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تو اسوقت اپنے پتروں (فوت شدہ) آباؤ اجداد لوگوں کے نام پر خیرات کر رہے ہیں اور یہ اُن لوگوں کے پاس پہنچ جائیگی اسپر باوا صاحب نے یہ شلوک کہا

آسادی وار محلہ پہلا شلوک ۱
جے موہ کا گھر موہے گھر موہ پتری دے
آگے وست سنبھالیئے پتری چور کرے
وڈھئے ہتھ دلال کے منصفی ایہہ کرے
نانک آگے سو ملے جے کھٹے گھالے دے

مطلب۔ اے لوگو یہ دغا اور پاکھنڈ ہے کیا تمہاری خیرات تمہارے فوت شدہ والدین کو پہنچ جائیگی ۔ یہ تو سادہ لوح انسانوں کو اُلّو بنانے کی ترکیبیں ہیں۔ جو دغا اور دھوکے سے دان وصول کیا جاتا ہے اور برہمن لوگ اس دان سے عیش و عشرت کرتے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر خوب چین سے اپنی زندگی گذارتے ہیں اے لوگو اس جہالت کی راہ کو ترک کرو اسمیں تمہارے آباؤ اجداد کے لئے کچھ فائدہ نہیں۔ اے لوگو جو اپنے ہاتھوں یہاں بوؤ گے وہی جا کر آگے کاٹو گے یہ واقعی حیرانگی کی بات ہے کہ باوا جی کے اس شبد کے اثر سے مخالفوں کی تمام چالاکیاں اور حملے پاش پاش ہو گئے اور وہ بھیروں جی کی روح کو جسے وہ اپنے ساتھ لیکر آئے تھے کہ ہم نانک کو یہاں سے فوراً نکالدینگے مگر یہ معرفت کا گیان سُنکر ان کے دل بالکل ٹھنڈے ہو گئے ان کے وعظ نے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا اور وہ اس انند وائک (روحانی) لذت کا مزا پاکر بے دام غلام ہو گئے۔ یہ تھا باوا جی کے کلام کا اثر جس سے راہ چلتا مسافر اور دشمن تک دوست بنجاتا تھا۔ بہت سے لوگ باوا صاحب کی

نصیحت سُن کر ان کے عقیدہ میں داخل ہوئے ایک معبد وہاں ٹھیار دیا پھر باوا صاحب نے وہاں سے دوسری طرف عازم ہوئے ۔

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ
اور
حج مکّہ شریف

(دیکھو جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۲۴)

ایک روز باوا صاحب شہر بدر* کے کسی باغ میں سمادھی لگائے بیٹھے تھے اور بھائی مردانہ ایک سریلی اور خوش کن آواز میں توحید کے زمزمے الاپ رہے تھے جس کو سن کر انسان تو انسان خوبان چمن بھی وجد میں آکر سر ہلا رہے تھے ۔ اس وقت باوا صاحب بڑے انند اور سرور سے اللہ تعالیٰ کی لگن میں مست تھے کہ حاجیوں کی ایک جماعت پاس سے گذری ان سالکوں کی جماعت کو دیکھ کر ان توحید کے عاشقوں کے دل میں بھی حج کعبہ شریف کے لئے ایک گونج پیدا ہوئی کہ ہم بھی حج کعبہ شریف کے فرض سے سبکدوش ہوئیں ۔ بھائی مردانہ نے کہا کہ گرو جی، مکّہ مدینہ تو خدا کا گھر ہے اور جو لوگ خدا کے گھر کی طرف رجوع کرتے ہیں تو فی الدنیا حسنۃً و فی الاخرہ حسنۃ سے مالا مال ہو جاتے ہیں پھر باوا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تو باوا جی کو یہ الہام ہوا کہ "مدینے دی زیارت کر"

---

* جنم ساکھی میں شہر بدر علاقہ دکن میں بتلایا گیا ہے

دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۶-اسپر باوا صاحب نے بھائی مردانہ کو کہا کہ بیشک کعبہ شریف کا حج مومن کے لیئے فرض ضرور فرض ہے چلو ہم بھی مکہ شریف کا حج کریں تو باوا صاحب چند حاجیوں اور ایک فقیر جس کا نام شاہ شرف تھا براستہ بوشہران کے ساتھ ہو لیئے۔ تمام راستہ میں معرفت اور گیان کی گفتگو سے ہر دو فریقین یعنی باوا نانک جی اور شاہ شرف وغیرہ دل بہلاتے گئے۔ مگر ان کے بعض ساتھیوں کو ہنسی ٹھٹھے سے زیادہ مذاق تھا اور کھیل کود میں تضیع اوقات کرتے۔ چونکہ ہنسی اور مخول ایک ستین اور نفہ صورت خدا کے بھگت کی شان سے بعید ہے اس لیئے باوا صاحب نے اپنے ساتھی مردانہ کو مخاطب کرکے کہا

"مردانیاں ایہناں حاجیاں تائیں جاندے جے ساڈے
نصیب حج کعبہ دا ہے تاں اسیں بھی جا پہنچاگے مردانیاں
ایہہ راہ ایسا ہے جے مہر محبت خدمت کردیاں جاسیئے تاں
فیض پائیدا ہے اتے جے حجت ہاسا مسکری رنج کردیاں
جاسیئے تاں حاجی نہیں ہوئیدا"۔ دیکھو جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۳

ترجمہ۔ اے مردانہ ان لوگوں کو جانے دو اگر ہمارے نصیب میں حج کعبہ شریف کا ہے تو بہرحال ہو رہیگا۔ اے مردانہ یہ راہ یعنی حج کا راستہ ایسا ہے کہ اگر اس راستہ میں مہر محبت اور آپس میں پیار کرتے جائیں تو فیض حاصل ہوتا ہے اگر ٹھٹھا مسخری اور غصہ و غضب کرتے جائیں تو حاجی کا رتبہ حاصل نہیں ہوتا"

باوا صاحب راستہ میں نہایت تضرع اور عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگتے جاتے تھے اور ہر ایک حاجی کے ساتھ بہت ہی خوش خلقی اور عاجزی سے پیش آتے تھے۔

باوا صاحب نے راستہ میں گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ ہے بھگوان

تونے پیغمبراں دا پیغمبر محمد مصطفےٰ نوں سنسار دی گتی کے لئے بھیجیا گر لوگ غفلت دی نیند سوے ہوئے ہیں دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۰۴

مطلب:- باوا نانک نے اللہ تعالیٰ کے حضور خضوع اور خشوع کے ساتھ دعا کی کہ اے خدا یا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امام الرسل اور قدوۃ الانبیا دے ہے کہ اس دنیا کی نجات کے لئے بھیجا مگر یہ دنیا خواب خرگوش میں سو رہی ہے۔ پھر درگاہ سے ابہد شبد (الہام ہوا) کی آواز آئی کہ:-

"وڈیائی تساں نوں شیخ دی ملی ہے دیول دیوتے اور پرچین تیرتھ جو ہندواں دے ہن اُنھاں نوں منسوخ کرو اور کوزہ اور بانگ اور مصلّی دہی مہاجہاں وچہ ورتاوؤ" دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۸۵

ترجمہ:- پھر باوا جی کو الہام ہوا کہ رتبہ آپکو شیخ کا دیا گیا ہے ہندوؤں کے دیول دیوتے اور قدیمی تیرتھ جو شرک کی جڑ ہیں ان کا رد کرو اور کوزہ اور اذان اور مصلے کے فوائد لوگوں کو سمجھاؤ- پھر باوا جی کو یہ الہام ہوا:-

"اللہ نے حضرت محمد مصطفےٰ نوں دنیا دے اُدھار لئے بھیجیا اللہ تعالیٰ نے باوا نانک جی نوں آکھیا کہ تیس پارے قرآن شریف دے ہن ایہناں نوں چار کوٹ ورتائے اور اکیہی نام دی مہاکراؤ دوسرا اسدا کوئی شریک نہیں جو کوئی حق راستی پر کھلوئیگا سوئی پار ہوئیگا"

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی نجات کے لئے بھیجا اللہ تعالیٰ نے باوا نانک جی کو کہا کہ ۳۰ پارے قرآن شریف کے ہیں ہر چہار طرف ان کی منادی کرو اور وحدہ لاشریک کی پوجا کراؤ کیونکہ دوسرا کوئی شریک نہیں اور

جوکوئی حق راستی پر ہوگا وہ پاک پوتر ہو جائیگا جب یہ الہام باواجی کو ہوا کہ ہندو لوگ جو طرح طرح کی بدعتوں میں پڑکر صراط مستقیم (ست مارگ) سے دور پھینکے گئے ہیں انھیں راہ راست پر لاؤ قرآن شریف کے وعظ اذان اور مصلے کی حقیقت سے آگاہ کرو تاکہ انھیں نجات ابدی حاصل ہو تو باواصاحب نے عرض کی کہ

"بولی ہو رہے اس بولی کولوں ہندو ڈرے ہن سمجھدے نہیں"

ترجمہ - عربی غیر ملک کی زبان ہے ہندو لوگ اس زبان سے ڈرتے ہیں اور سمجھتے نہیں ❊ جب باواصاحب مکہ شریف پہنچے اسوقت شام کا وقت تھا - دیکھو لائف باوانانک انگریزی مصنفہ بھائی سیوا سنگھ جی تھاپر بی - اے - ایل - ایل بی صفحہ ۸۶ اور دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۳۱

"تداستے نوں مکے دا قاضی رکن الدین نماز پڑھانے کے واسطے
آیا بابے جی دی السلام علیکم ہوئی -" دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۱۴۲

اس اثنا میں مکے کا قاضی رکن الدین نماز پڑھانے کے واسطے آیا اور قاضی رکن الدین اور باوانانک جی کی السلام علیکم ہوئی ❊ ایک مسلمان ہی دوسرے مسلمان کو السلام کہتا ہے یہ واقعہ اس امر کی کافی دلیل ہے کہ باواصاحب مسلمان تھے اگر آپ مسلمان نہ ہوتے تو قاضی مکہ کو ہرگز ہرگز السلام علیکم نہ کہتے ❊ اثنائے گفتگو میں قاضی رکن الدین نے باواصاحب سے ذات باری کی ہستی کے متعلق پوچھا تو باواجی نے فرمایا -

وحدہ پاک خدا ہے اک قادر پاک اللہ
کلمہ اک خدائیدا قدرت سکے رسول
نیت اپنی راس کر جو درگاہ پوے قبول

ترجمہ - وہ پاک اور پوتر وحدہ لاشریک اور قادر مطلق ہے - اس کی قدرت سے ہی رسولوں کا دنیا میں ظہور ہوا اپنی نیت کو صاف کرکے لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ کہنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہویہی اللہ تعالیٰ کا علم ہے ؛

پھر قاضی رکن الدین نے باوا صاحب سے قیامت کے حساب وکتاب کی اور نجات کے لیئے سوال کیا۔ تو باوا صاحب نے فرمایا "چھٹ سن سوئی نانکا رشد جہناں پناہ" جنم ساکھی ایضاً صفحہ ۱۳۹۔ ترجمہ اے نانک تو اس بات کو برملا کہدے کہ قیامت کے روز وہی لوگ دکھوں اور عذابوں سے نجات پائینگے جن کے شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔

پھر شاہ شرف نے باوا صاحب سے اسلام کے متعلق سوال کیا اور کہا کہ اسلام کیسا مذہب ہے۔ تو باوا صاحب نے فرمایا۔ وار ماجھ محلا پہلا شلوک ۸

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تا مسلمان کہاوے
اوّل اول دین کر مٹھا مانا مال مساوے
رب کی رضائے سر اوپر کرتا منے آپ گواوے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
نانک سرب جیہاں مرمت ہوئے تاں مسلمان کہاوے

ترجمہ مسلمان کہلانا بہت مشکل ہے اگر ان صفات سے موصوف ہو تو اپنے آپکو مسلمان کہلانیکا مستحق سمجھے اوّل تمام بکندوں کو بالائے طاق رکھ محض اللہ تعالیٰ کا ہو جائے دین کو دنیا پر مقدم رکھے ہر حالتمیں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے خدا کے آگے سر خمیدہ کرے۔ اور خودی کو دور کردے۔ بیشک اسلام کی تابع آکر انسان مرن جیون سے آزاد ہو کر بہشت کا دائمی بنجاتا ہے۔ اور اے نانک اسلام کے دائرہ میں آکر بنی نوع کے ساتھ ہمدردی کا ہونا ضروری ہے پھر قاضی رکن الدین نے پانچ ارکان اسلام کی نسبت باوا صاحب سے سوال کیا تو باوا صاحب نے فرمایا:۔

وار ماجھ محلا پہلا شلوک

مہر مسیت صدق مصلا - حق حلال قرآن
شرم سنت سیل روزہ ہوئے مسلمان
کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواز
تسبیح شانت سبھائسی نانک رکھے لاج

ترجمہ۔ مسجد میں جانے سے آدمی کے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے اور مصلے پر سر رکھنے سے صدق پیدا ہوتا ہے - اور قرآن شریف کی تلاوت سے حق حلال میں تفرقہ ہو جاتا ہے اور روزے رکھنے سے شانت یعنی صبر کا سبق ملتا ہے اور کعبہ شریف کی تلاوت سے حق حلال میں تفرقہ ہو جاتا ہے اور روزہ رکھنے سے شانت یعنی صبر کا سبق ملتا ہے اور کعبہ شریف کی زیارت سے دلی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کامل مرشد ہے جس سے قسمت کھلتی ہے۔ تسبیح کے ساتھ درود شریف کا ورد کرنے سے دل میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ اے نانک جب انسان ان باتوں پر کاربند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت رکھ لیتا ہے۔ پھر قاضی رکن الدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت باوا صاحب سے سوال کیا اور باوا جی نے فرمایا - جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۱

پاک پڑھو کلمہ ربدا محمد نال ملائے
ہویا معشوق خدائیدا ہو یا تل اسے ؟

یعنی اللہ تعالیٰ کا کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو ساتھ ملاکر پڑھو یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیونکہ یہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے جس نے اپنے تن - من - دھن کو خدا پر قربان کر دیا دیکھو صفحہ ۱۴۱ - پھر قاضی رکن الدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسیت

کی نسبت باوا صاحب نے کہا۔ سبحان اللہ (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۲)

دٹھا نور محمدی دٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھکر خودیگئی سب بھول

باوا صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوترتائی اور پاکیزگی کے کیا کہنے ہیں انکی قدسیت اور روحانیت تو مسلمہ ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نور کو دیکھا اور اس نور میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آئی جسکو دیکھ کر میں اپنے آپکو بھول گیا۔ دیکھو صفحہ ۱۴۲

پھر قاضی رکن الدین نے باوا صاحب سے کہا کہ دوزخ کا ایندھن کون لوگ ہونگے تو باوا صاحب نے فرمایا

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب
صاحب دا فرمائیا لکھیا وچ کتاب
دنیا دوزخ اوچڑھے جو سکھے نہ کلمہ پاک
مکروہ تریہے روجڑے پنج نماز طلاق
لقمہ کھائے حرام دا سرتے چڑھے عذاب

ترجمہ باوا نانک نے کہا اے رکن دین سچی سچی اور صاف صاف باتیں سنو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور قرآن شریف میں لکھا ہے لاریب وہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہونگے جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے انحراف اختیار کرتے ہیں اور پھر جو روزہ نہ رکھیں اور نماز نہ پڑھیں ان لوگوں کا کھانا پینا سب حرام ہے اور روز بروز ان کے سر پہ عذاب چڑھ رہا ہے پھر اور ملاحظہ فرمایئے۔

جو راہ شیطان گم تھیے سو کیونکر کرن نماز؟
آتش دوزخ حاویہ پایا تہاں نصیب

نانک آکھے رکن دین کلمہ اک پچھان - (جنم ساکھی بھائی بالا
اکو روح ایمان دی جو ثابت رکھے ایمان (صفحہ ۱۴۳

مطلب - بھلا جن کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو وہ کیونکر نماز پڑھنے لگے - بیشک یہ لوگ آتش دوزخ کا ایندھن بنینگے اے رکن الدین نانک کی یہی صدا ہے کہ ایک کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرو بیشک یہی ایک کلمہ طیبہ ہی ایمان کی روح ہے جس سے ایمان کی سلامتی ہے - دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۴۳ پھر آگے اور ملاحظہ ہو جنم ساکھی ایضاً صفحہ ۱۴۵

چھڈن راہ کتاب دی پڑھیں راہ شیطان
دینا دوزخ جل مرن قیامت ہوے حرام

مطلب جو لوگ قرآن شریف کے احکام سے برگشتہ ہو کر شیطان کی راہ اختیار کرتے ہیں بیشک وہ دوزخ میں جلائے جاینگے اور قیامت انپر حرام ہو گی یعنی قیامت کے روز انپر خدا کا قہر نازل ہوگا۔ صفحہ ۱۴۷ جنم ساکھی بھائی بالا

پھر قاضی رکن الدین نے قرآن کریم کی نسبت سوال کیا اور باوا صاحب نے فرمایا

توریت زبور انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہی قرآن کتاب کل جگ میں پروان

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ اے رکن الدین کیا پوچھتے ہو توریت زبور انجیل اور وید تمام پڑھ سن کر دیکھ لیے صرف قرآن شریف ہی قابل قبولیت اور باعث اطمینان قلب کی کتاب نظر آئی دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۷ - پھر دیکھو باوا صاحب نے روزہ اور نماز کے تارکوں کے لیئے کیا فرمایا ہے ؛

تا سو کرم ترپیئے روزہ نا منساتہ
عملاں باجھوں دوستو! دوزخ دی عذاب

مطلب وہ لوگ اول درجہ کے بدنصیب ہیں جو روزہ اور نماز سے روگردانی کرتے ہیں۔ اے دوستو اعمال صالحہ کے بغیر تو یہاں اور وہاں یعنی دنیا اور آخرت میں عذاب ہی عذاب ہے دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۷

پھر قاضی رکن الدین نے ہندو اور مسلمانوں کی طرز عبادت کی نسبت باوا صاحب سے استفسار کیا اور ساتھ ہی ہر دو مذاہب کی تکذیب اور تصدیق کی نسبت بھی سوال کیا تو باوا صاحب نے فرمایا

سچا مذہب اسلام ہے کوکن بانگ الٰہی

یعنی سچا مذہب تو صرف اسلام ہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی بانگ (اذان) کے نعرے گونجتے ہیں۔ پھر ہندوؤں کی نسبت کہا

کوکن ٹل دجائیکے ارباب مردانگ تال

پنچ پنچ نام پکاوے دے دے پورے تال

ترجمہ ہندو لوگ تو اپنے شوالوں میں ٹل اور گھڑیال اور ڈھولک بجاتے ہیں اور ناچ ناچ کر سر اور تال کو الاپتے ہیں اور اسی بھان متی کے تماشہ میں ایشور کا نام بھی الاپتے ہیں اس جگہ باوا صاحب نے ہندو اور مسلمانوں کی طرز عبادت کا مختصر نقشہ کھینچ دیا ہے۔ باوا نانک جی کے چیلوں کو چاہئے کہ ہر دو طرز عبادت کا مقابلہ کر کے وہ راہ اختیار کریں جن کے لئے ان کے گرو نے کھلے الفاظ میں ہدایت فرمائی ہے اور اسبات کی شہادت دی ہے کہ سچا مذہب اسلام ہے کوکن بانگ الٰہ" یعنی سچا مذہب تو اسلام ہی ہے جسمیں ہر وقت اللہ کے نام کے نعرے گونجتے ہیں۔ پھر دیکھو باوا صاحب نے قرآن شریف کی مہما (تعریف) کن دلربا الفاظ میں فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۹

"رہی کتاب ایماندی سچ کتاب قرآن"

مطلب اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جس کی تلاوت سے دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ قرآن شریف ہی ہے۔ پھر اور ملاخطہ فرمایئے باوا صاحب اسلام کی محبت میں گداز ہوکر اس کی مہماد تعریف) میں یہ صدا بلند کرتے ہیں۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب

چارکوٹ اسلام ہوتاں پائے ثواب

ترجمہ باوا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ اے قاضی رکن الدین سچے پچے جواب سنو دل کو چین تو اسیوقت آئیگا جب چار کوٹ یعنی ہر طرف اسلام پھیل جائے اور اللہ اکبر کے نعرہ گونجیں۔ آہ! باوا نانک جی کے دل میں اسلام کے لئے کیسا درد تھا۔ پھر اور ملاخطہ فرمایئے جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۴۷ ملاخطہ ہو قرآن شریف کی شان میں باوا صاحب کیا فرماتے ہیں

کھاون قسم قرآن دی کارن دنی حرام

آتش اندر سڑسن آکھے نبی کلام

ترجمہ باوا صاحب فرماتے ہیں کہ بھوسے بھٹکے اور لالچی انسان جو صراط مستقیم سے دور بھینکے گئے ہیں ذرا ذرا سی دنیاوی باتوں کے لئے قرآن شریف کی قسم کھاتے ہیں ان کی سزا یہ ہوگی کہ وہ آتش دوزخ میں جلائے جائینگے۔ یہی نبی کی کلام کہتی ہے۔ پھر قاضی رکن الدین نے باوا صاحب سے بھنگ اور شراب کی نسبت استفسار کیا تو باوا صاحب نے فرمایا

نانک آکھے رکن دین لکھیا وچ کتاب

درگاہ اندر ماریں جو پیندے بھنگ شراب

ترجمہ باوا نانک جی فرماتے ہیں کہ اے رکن الدین بھنگ اور شراب کے لئے تو قرآن شریف کا یہ حکم ہے کہ جو لوگ بھنگ اور شراب پیتے ہیں وہ

جموتوں کے ہاتھوں سے پیٹے جائینگے اور دوزخ کا ایندھن بنینگے۔ بھنگ اور شراب کے چسکے والوں کو گرونانک جی کی اس زریں نصیحت سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ دیکھو جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۴۹ پھر باوا صاحب نماز کے لیے فرماتے ہیں

متھا دھرے کے زمین پر خاطر رکھ حضور

ملیاں خدائے نال ہوسئے نہ کیہو دور

ترجمہ۔ باوا صاحب فرماتے ہیں کہ جب زمین پر سجدہ کے لئے ماتھا رکھو تو حضوری دل کا ہونا ضروری ہے اور خدا کے درد میں ایسے گداز ہو کہ ایک طرفۃ العین کے لئے بھی جدائی نہ رہے۔ پھر اور ملاحظہ فرمائیے۔

ستے پئے نا بھاگ وہ سنے نہ بانگ ادا

جاگن گئے سوسن گئے سائیں سندی سوے

ترجمہ باوا نانک جی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بہت ہی بدقسمت ہیں جو صبح کی اذان کے وقت بستر پر غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اذان کو نہیں سنتے اور جو اس وقت جاگتے ہیں وہ اس بھینی بھینی اور دلربا آواز سے جس میں توحید کے زمزمے الاپے جاتے ہیں سن کر اپنے دل کو معرفت تامہ کے رنگ میں رنگین کرتے ہیں۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۶۰ پھر قاضی رکن الدین نے باوا صاحب کو کہا کہ آپ کا وظیفہ کیا ہے تو باوا صاحب نے فرمایا "کلمہ اک پکاریا دوجا ناہیں کوئے"

ترجمہ میں نے تو صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی ورد کیا ہے بجز اس کے دیگر چیزے نمیدانم۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۶۴ پھر اس کے آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔

کلمہ پڑھیا عذاب دین دنیا دا جائے

جس نے کلمہ آکھیا تاں پھر کیوں ملے سزا ئے

ترجمہ باوا صاحب فرماتے ہیں کہ کلمہ شریف یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے سے دین اور دنیا کے پاپ دور ہو جاتے ہیں۔ بھلا جس نے صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا پھرا سے کیوں سزا ملے۔ پھر اور ملاحظہ فرمائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں باوا صاحب کیا فرماتے ہیں؟

"جگ جگ ایہہ قبول ہو پنجتن پاک رسول"

ترجمہ پنجتن پاک رسول کا ایسا پیارا مذہب ہے اسے خدایا ہر وقت اس کی قبولیت کی دلربا آواز میرے کانوں میں پہنچتی رہے۔ (یہ دعائیہ فقرہ ہے) پھر باوا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی نسبت فرماتے ہیں دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۹۵ "حجت راہ شیطاں جنہاں کی قبول"

"سو درگاہ ڈھوئی نہ ملے شفاعت نہ بھرے رسول"

وہ لوگ جنہوں نے خدا سے منہ پھیر لیا اور شیطان کی پیروی اختیار کی سو انھیں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں پناہ نہیں ملیگی۔ اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائینگے کہ کیا تم نے کبھی روزہ رکھا زکوٰۃ دی کلمہ طیبہ سے مستفیض ہوئے؟ نماز پنجگانہ کو باقاعدہ ادا کیا۔؟ کیا تم نے کبھی کچھ صدق دل اور ارادت سے بھی کیا۔ کیا تم کبھی غریبوں کے دکھ درد میں شریک ہوئے یتیموں اور اپاہجوں کی دستگیری کی اگر نہیں تو جاؤ دوزخ کی آگ میں جلو میں شیطان اور شیطان کی اُمت کا شفیع نہیں میں رحمدل اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والوں کا دوست ہوں۔ بھیڑیوں کی شفاعت میرا کام نہیں پھر آپ کے نزدیک ہر ایک فرد بشر کے لئے ضروری ہے کہ نبی کریم کو ملنے کیونکہ جنم ساکھی صفحہ ۱۹۶ پر آپ فرماتے ہیں:۔

ہے پیغمبر مصطفےٰ لس وسے چار رے یار

عمرؓ خطاب ابوبکرؓ عثمانؓ - علیؓ دیچار
چاروں یار مسلمی - چار مصلے کیں
پنجواں نبی رسول ہے جس ثابت کیتا دین

پھر ملاخطہ ہو اسی جنم ساکھی کے صفحہ ۲۰۳ میں باوا صاحب فرماتے ہیں:-

"کن وچ انگلیاں پائیکے بابے دتی بانگ"

پھر دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۲۰۵ میں باوا صاحب کیا فرماتے ہیں

"پڑھیا خطبہ نبی دا ہویا سگل انند"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ پڑھا اور تن من سیتل ہوگیا - یعنی دل کو ٹھنڈک پڑ گئی * اس جگہ باوا صاحب دل کی شانت یعنی اطمینان قلب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی خطبہ پڑھنے کی ہدایت فرماتے ہیں پھر دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۲۲۷ میں باوا صاحب اسلام کی عظمت قدسیت اور پوترتائی کے لئے پیر بہاوالدین کو کیا فرماتے ہیں :-

لکھیا وچ کتابدے اوّل اکیی خدائے
دوجا نور محمدؐ ہی جو خاصا یار کہائے

آیا اوہ جہان وچ کیتو سو ثابت دین
پچھوں تھیاں اُمتی تناں وس شرع یقین
لکھیا وچ کتابدے اول اکیی خدائے
دوجا نور محمدی جن چانن کیتا آئے

مطلب باوا صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ موالید ثلاثہ کا مالک یعنی حیوانات نباتات - جمادات کا خالق وہی خداوند تعالیٰ ہے اور کائنات کو بنانے والا وہی ایشور ہی ہے - وہی افضل اور اکبر اور اس کے دوم درجہ

پر نور محمدی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے جس سے یہ مخلوق اسوقت منور ہوئی جب دنیا میں دھندوکارہ مچا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مامور کر کے بھیجا جس نے حق اور باطل میں تفرقہ کیا اور صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی۔ اور بیشک وہ پیغمبر شریعت کا لانیوالا تھا سب سے پہلے خدا ہی کی ذات تھی اور دوم درجہ پر نور محمدی تھا جس نے تمام دنیا میں اُجالا کردیا۔ باواجی برملا اس جگہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا ظہور اسوقت ہوا جب کہ دنیا میں اندھیر مچا ہوا تھا اور دنیا ظلمت عصیاں میں مبتلا تھی ظلمت کی گھنگھور گھٹائیں اندھیری رات کی طرح دنیا پر چھائی ہوئیں تھیں۔ جب کہ لوگوں نے اس وحدہ لاشریک کی پرستش کو بھلایا طرح طرح کی گمراہیوں سے دل کو لگایا ضلالت کی پیروی کے لئے کمربستہ تھے اسوقت شمس و قمر کی پوجا کو اعلیٰ نیکی خیال کیا جاتا تھا۔ اسوقت رعیّت کو حاکم ستاتے تھے زبردست عاجز کو کھاتے تھے۔ خیر و ایثار کا نام دنیا سے اُٹھ چکا تھا گویا کہ فیج اعوج کا زمانہ تھا اگن اور گھور پاپ ہر جگہ جاری تھے گویا کہ ظلم کے ماہ جیٹھ کا سورج دوپہر کو عین نصف النہار میں چمک رہا تھا لوگ ظلموں سے تنگ آکر خانہ بدوشی کو ترجیح دیتے تھے کئی خاناں خان بے خانماں ہو چکے تھے۔ خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کا بازار گرم تھا لوگ ہراساں و پریشاں۔ نفسا نفسی کا سودا۔ دھرم راستی۔ ایمانداری لوگوں کے دلوں سے کافور ہو چکی تھی۔ لوگوں کے دل گھور پاپ ظلم اور فسق و فجور کی گھنگھور گھٹا سے سیاہ ہو گئے تھے۔ بجائے رحم اور محبت کے آزردگی اور کشیدگی اور تنفر کا دور دورہ تھا۔ غرضیکہ جور و ستم کے سیاہ بادلوں میں سچائی کا چاند اوجھل ہوا چاہتا تھا۔ آئے دن کے جور و ستم سے تنگ آکر قریب تھا کہ زمین کا

شق ہو جائے - عیاری اور مکاری اور ریاکاری سے تنگ آکر قریب تھا کہ آکاش بھسم کر لیوے - خدا کی رحمانیت اس بات کو کب گوارا کرتی تھی کہ اس کی مخلوق اس دھندوکارہ میں الوپ ہوکر دوزخ کا ایندھن بنے اس لئے بادا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ جب ایسی حالت تھی تو دنیا کے اودھار یعنی نجات کے لئے نور محمدیؐ کا ظہور ہوا جس کے نور سے تمام جہان منور ہوکر جگمگ جگمگ کر اٹھا - پاپ کی ناؤ دریا میں ڈوب گئی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے لوگوں کے جلے ہوئے دلوں کو شانت کر دیا - فیج اعوج سے ہٹا کر صراط مستقیم کا راستہ دکھلایا +

پس واضح ہو کہ نانک صاحب اس عظیم الشان مصلح نبی اللہ جو ہادی ازلی ابدی کی قدیم سنت کا اپنی نمایاں ہدائتوں کے ساتھ گواہ ہے محمد مصطفےٰؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہے - اور نہ صرف بیان بلکہ صدق دل سے اس سرور پاکاں پر نانک صاحب ایمان لائے - چنانچہ ہم کچھ تھوڑا نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور حق کے طالبوں سے امید رکھتے ہیں کہ ایک پاک دل اور صاف نظر کے ساتھ ان بیانات پر نظر ڈالیں اور اس سچے احکم الحاکمین سے ڈر کر جس کی طرف ہم نے اور آپ نے ایک روز جانا ہے - آپ ہی منصف بن جائیں - کہ کیا یہ شہادتیں جو باوا صاحب کے منہ سے نکلی ہیں - ایسی شہادتوں کے بعد باوا صاحب کے اسلام میں کچھ شبہ رہ سکتا ہے - چنانچہ ان میں سے باوا صاحب کی وہ سی حرفی ہے جو ساکھی کلاں یعنی بالا والی ساکھی میں لکھی ہوئی ہے - اور وہ یہ ہے - ساکھی بھائی بالا والی وڈی یعنی ساکھی کلاں بالا والی جس کو انگد کی ساکھی بھی کہتے ہیں :

آکھے قاضی رکن دین سنیئے نانک شاہ	توہیں عرف قرآن دے ساچے آپ اللہ

معنے اِک اِک حرف دے کئے کر تدبیر ❁ جس مراتب کو پہنچا گئے کیا ساد ھو کیا پیر

الف بے فرمایئے معنی کر کے بیان ❁ تسیں بھی آکھو شاہ جی سچی رب کلام

صفت تمام ربدی سبھا کھول سنائیے ❁ آکھے قاضی رکن الدین کہے برا خدا ئے

ہندو مسلمان دووے وسدے ہن گمراہ ❁ باجھوں جھگڑے ہور نہ ڈھونڈے سچ نہ راہ

بیہڑی گل خدائیدی کہے نہ کوئی اَمول ❁ کارن لالچ دیندے جھگڑے رام رسول

جواب نانک شاہ

سنو قاضی رکن الدین نانک آکھے پند ❁ سی اسے سیانی گل وچہ تس وچ کتنے بند

تریہے حرف قرآن دے تریہ سپارے کیں ❁ تس وچہ بہت نصیحتاں سن کر کرو یقیں

پڑھے پکار قرآن بہو خاطر جمع نہوئے ❁ راہ شیطان گم تھیے پہنچیا جان نہ کوئے

ترجمہ اے قاضی رکن الدین متوجہ ہو کر سنو۔ نانک تمھیں اک نصیحت کرتا ہے جو باتیں درحقیقت عقلمندی کی ہیں وہ باریک ہیں قرآن کے تیئس حروف ہیں اور تیس ہی سپارے کیئے گئے ہیں۔ اور اس میں بہت سی نصیحتیں ہیں۔ سو تم سنکر یقین کرو۔ قرآن شریف کو بہت پڑھتے ہیں مگر جمعیت باطنی حاصل نہیں ہوتی اس کا یہ سبب ہے کہ جو لوگ شیطان کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ یعنی دراصل قرآن شریف سے مُنہ پھیر رہے ہیں وہ منزل تک نہیں پہنچ سکتے ❁

اصلی جواب نانک جی سی حرفی میں

الف اللہ کو یاد کر غفلت منوں وسار ❁ سانس پلٹنے نام بن دھرگ جیون سنسار

اللہ کو یاد کر اور غفلت کو دل سے بھلا دے — کوئی تنفس اگر اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا ہو تو خلقت میں رہنا لعنت ہے

ب بدعت کو دور کر قدم شریعت راکھ ❁ نویں چل آگے سب دے مندا کسے نہ آکھ

یعنی بدعت کو دور کر کے شریعت پر قدم رکھ — ہر ایک کے آگے خاکسار ہو کر چل اور کسی کو برا مت کہو

ت توبہ کر نہ بندگی ست توں بچھوتائیں   تن بنسی مگیہ کدھے تب توں کہاں کرائیں*

بدی سے توبہ کر ایسا نہو کہ پیچھے سے شرمندہ ہو   جب تو گاڑا گیا تیری توبہ کیا مفید ہوگی۔

ث ثنائیں بہت کر خالی سانس نہ کڈھ   ہتھوں بہت وکائیاں مل نہ رہسی ادھ

اللہ کی تعریفیں بہت کر اور خالی سانس نہ لیا کر   بہت معبودوں کے ہاتھ بکنے سے قیمت نہ رہیگی

ج جماعت جمع کر چلیں داکر بندھ   باجھوں سائیں اپنے پھرسیں اندھوانده

یعنی جماعت کیساتھ نماز پڑھا کر اور سفر کی طیاری کر   بغیر اپنے مالک کے اندھوں کی طرح پھرتا رہیگا

ح حلیمی پکڑ توں دل تھیں حرص نوار   دھاوت ور جو رکن الدین ہردم خالق سار

حلم اور نرمی اپنا طریقہ اختیار کر اور حرص کو دل سے دور کر۔ اور کام میں لگجاؤ جیسا کہ تمہارا خالق کام میں لگا ہوا ہے

خ خام تے اوبھے جنہاں وچھڑیا کرتار   دنیا لالچ لگ مرن مونڈھ اٹھاویں بھار

کچے لوگ وہی ہیں جنہیں خدا بھول گیا   دنیا کے لالچ میں مرے جاتے ہیں اور سر پر بار اٹھاتے ہیں

د۔ دیانت کر من میں اٹھے پھر نہ سوئے   اک پہر گھر جاگنا سائیں سچ بگوئے

اے دل تو دیانت اختیار کر اور ہر وقت سوتا ہی نہ رہے اگر یہ نہو سکے تو کم از کم ایک پہر رات کو جاگو۔ یہ سورہ مزمل کی طرف اشارہ ہے

ذ ذکر کر عاجزی۔ خاطر ناہیں ولائے   تل نہ لگے رداں تن تو بجھ منوں جکائے

ذکر اور عاجزی ایسی چیز ہے جس سے دل متذبذب نہیں ہوتا۔ اور ایسا آدمی فدہ آلودہ نہیں ہوتا اور دل کی حرص بجھ جاتی ہے

ر۔ راحت ایمانداری اوہو دیکھیں آئے   پنجو در جو رکن الدین سائیں سو چیت لائے

ایمان کی راحت وہی لوگ دیکھتے ہیں اے رکن الدین جو پانچوں وقت کی نماز کی محافظت کرتے اور خدا سے محبت بڑھاتے ہیں

---

* اس جگہ باوا صاحب گاڑنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں جلانے کے لئے نہیں۔ اس سے معلوم کر جاؤ کہ باوا صاحب گاڑنے کو پسند کرتے ہیں یا جلانیکو۔ گرنتھ اور جنم ساکھی میں اکثر جگہ باوا صاحب نے دفنانے کے متعلق ارشاد فرمایا جلانے کے متعلق باوا صاحب کا ہمیں کہیں بھی ارشاد نہیں ملتا اور تو اور خود آپکی نعش بھی جلائی نہیں گئی بلکہ دفنائی گئی ہے اس سے باوا صاحب کا مذہب سمجھ لو۔ نور

ز۔زاری کر سن ہیں سائیں بے پرواہ　　جو کچھ چاہے سو کرے تس کا کیا وساہ

دل کے اندر روتا رہے کیونکہ خدا لاپرواہ ہے جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے اسکی بے نیازی کا کیا اعتبار ہے

س سودہ من اپنا سب کچھ اس ہی ماہیں　　تن بھانڈا من وست کر حکمی بند سماہیں

اپنے دلکو درست کرو سب کچھ اسی میں ہے جسم کو برتن بنا اور دل کو ایک چیز کیطرح اسیں رکھ

ش شہادت پائے پیا سوں لو لائے　　رکن ایہہ تن جا سیا کیجے طلب خدائے

جو شخص اللہ سے دل لگاتا ہے وہ شہادت پاتا ہے اے رکن الدین یہ تن تو فنا ہو جائیگا خدا کی طلب کرنی چاہئے

ص صلوٰۃ گذشت کو آکھو لکھ تے نت　　خاصے بندے ربدے سر ترال دے مست

نبی گذرے ہوئے پر روز روزانہ درود پڑھو وہ خدا کے خاص بندے تھے اور اللہ سے پیار کرنیوالوں کے سردار تھے

ض ضلالت گمراہی عادت سوں سیل　　اٹھیں بندے نظر کر جیتے ناہیں کھیل

گمراہی اور ضلالت کو دل سے دور کر دے۔ اے بندے غور کر یونہی بازی کو مت ہار

ط۔ طلب کر راستی دے سن رسال　　جنہاں ڈٹھیاں دکھ جائے تن ٹوٹے مایا جال

سچائی کو ڈھونڈ جس سے راہدار یکا پروانہ ملیگا جسکو دیکھ کر بدن کا دکھ دور ہو اور خواہش کا جال ٹوٹ جائے

ظ ظالم سوئی بھولی جیتن ناہیں نام　　سائیں تیرے نام بن کیوں آوے آرام

جو لوگ ظالم ہیں وہی بھولے ہوئے ہیں جو خدا کی پرستش نہیں کرتے اے خدا تیرے نام بن کیسے آرام آوے

ع عمل کمائے جیکو پارا واس　　بن عملاں ناہیں پائے مرے بچھتائیں

ایسا عمل ثابت کریں جیسا کہ پارہ آگ پر قائم النار ہو جاتا ہے. عمل کے بغیر خدا نہیں مل سکتا اور جنہوں نے سا جان کھو گئیں

غ غنیمت رکن الدین جنہیں سوا تا آپ　　اس پنجرے وچ کھیل ہے نہ تس مائی نہ باپ

وہ لوگ غنیمت ہیں جنہوں نے پہچانا اللہ تعالیٰ کو اس پنجرے میں ایک ایسی بازی ہے جسکے نہ ماں ہے نہ باپ ہے

ف فاروق تے ادبھی جو چلیں مرشد بھائی　　آپ کیا تحقیق تن زنگار نگ ملائی

حق اور باطل میں فرق کرنیوالے نجات پا گئے جو ہادی کے حکم پر چلے اور جنہوں نے خودروی اختیار کی انھوں نے حق اور

ق کلمہ اک یاد کر اور نہ بھاکو بات　　نفس ہوائی رکن دیں تس سوں ہوئیں مات

ایک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جاپ کرو اور کسی بات کا خیال نہ کرو کیونکہ اے رکن الدین اس کلمہ سے ہی نفس اور ہوا مات ہوتے ہیں

ق قرار نہ آوے چت میں اپچے چاؤ ❁ تے پارس کنچن تھے جن بیٹھا ہر راؤ
جس دل میں خواہش پیدا ہو اسکو آرام نہیں آتا۔ وہ لوگ سونا اور پارس ہو گئے جنہوں نے خدا کی پرستش کی

ل لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں ❁ تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گویں
ان لوگوں پر لعنت ہے جو ترک نماز کریں جو کچھ تھوڑا بہت عمل کیا تھا اُسکو بھی دست بدست ضائع کرتے ہیں۔

م مرشد نوں سن توں من کتیباں چار ❁ من تو ں اکیب خدا لئے نوں خاصا جس دربار
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان اور چار کتابوں یعنی قرآن توریت زبور انجیل کو مان جسکا دربار خاصہ ہے

ن نہیں اوہ گمراہ تھئے جن کیتے عمل قبول ❁ بابا بندہن گل پڑے جب خالی ہون بھول
وہ گمراہ نہیں جنہوں نے نیک عمل قبول کئے۔ دنیا کے جنجال گلے میں پڑتے ہیں اگر بھول میں جاویں

و واؤ آوے جو رکن دیں سر بھیا ہتھ نال ❁ عمر دہانی باورے پڑیوں کس جنجال
ہوا اور حرص سر اور ہاتھ کو توڑتی ہے ❁ عمر گذرتی چلی جاتی ہے اے دیوانے تو کس جنجال میں پھنسا ہوا ہے

ہ ہیبت تس دن دی جس دن عدل کرے ❁ باب ہمارے رکن دیں کیہا حکم چڑھے
اللہ کا خوف ہے جس دن وہ عدالت کریگا۔ خدا جانے ہماری نسبت اے رکن دیں کیا حکم ہو گا۔

لا۔ لائق تے او بھے جنہاں رحمت نظر کرے ❁ جو سو لوچن کیا بجے آپ نہ سنگ ملے
وہ لوگ لائق ہیں جنپر اللہ تعالیٰ نے رحمت کی نظر کی سو تدبیر کرے کیا فائدہ جب آپ خدا فضل نہ کرے اور ہیچوں کیسا تھ

ء اللہ تو نال ہے پچھیتے کیوں نہ اجان ❁ گور سیوا تے چھٹسی اوسر انت ندان
خدا تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے تو کیوں فکر نہیں کرتا اے نادان اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہی آخر نجات ملیگی

ی یاری کر رب سوں جسدا اب چل راج ❁ اک اکیلا ناتکا۔ کسے نہووے محتاج
خدا سے محبت کر جسکا غیر فانی راج ہے۔ وہ اکیلا وحدہ لاشریک ہے کسیکا اسکا تک محتاج نہیں۔

باوا صاحب قریباً دو سال تک مکہ شریف میں رہے وہاں روزے رکھتے تھے نمازیں خضوع اور خشوع کیساتھ ادا کیا کرتے تھے نیلے بستر کپڑے پہنتے تھے قرآن شریف اور مصلیٰ اور کوزہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور نمازیں پڑھتے تھے وچھو جنم ساکھی بھائی

بالا۔ مکہ شریف کا حال٭ متواتر دو سال کے مجاہدات کے بعد جو انھوں نے مکہ شریف جیسی پاک اور پوتر جگہ پر بغرض شانتی یعنی اطمینان قلب کئے اس کے بعد بغداد کے راستہ ہندوستان کو واپس ہوئے۔ جب بغداد پہنچے تو اس جگہ باوا جی کو ایک عجیب واقعہ پیش آیا سو "گورو خالصہ تواریخ" ہے اس کا بیان بجنسہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ دیکھو تواریخ خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۰ ٭

اوتھوں چلکے باباجی ہور انیک دیسان دا سیل کر لوکاں نوں نام جپن لاوندے
٭ اس جگہ سے چلکر باباصاحب اور بہت سے ملکوں کے سیر کرتے ہوئے اور لوگوں کو وحدہ لاشریک کی پرستش کرواتے
ہوئے بغداد شہر دے پورب دل پہاڑسی دے ہیٹھاں باغ جتھے ہن ولی ہند
ہوئے بغداد شہر کے شرق کیطرف ایک پہاڑی کے نیچے باغ میں جسجگہ اب ولی ہند

٭ اس بات کا لکھنا بھی ناظرین کے لئے فائدے سے خالی نہیں کہ جس قدر ہم باوا نانک صاحب کے اسلام کے بارے میں لکھ چکے ہیں صرف اسی قدر دلائل نہیں بلکہ سکھ صاحبوں کی اور کئی پرانی کتابیں ہیں جن سے صاف طور پر باوا صاحب کا اسلام ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ منجملہ اس کے بھائی گورداس صاحب کی واراں ہے جسمیں صفحہ ۱۴ میں یہ لکھا ہے بابا (یعنی باوا نانک) پھر مکہ میں گیا نیلے کپڑے پہنکر ولی اللہ بنکر عصا ہاتھ میں کتاب (قرآن شریف کا نام کتاب بھی ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ ۛ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین) بغل میں۔ یعنی قرآن شریف کوزہ اور مصلےٰ ساتھ اور بانگ دی یعنی نماز کیلئے اذان کہی اور مسجد میں جاکر بیٹھے جہاں حاجی لوگ حج گذارتے ہیں دیکھو واراں بھائی گورداس جی مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور صفحہ ۱۴

دی جگہ ہے) جا بیٹھے۔ اس جگہ کے خلیفہ ولید دے پڑوتے خلیفے بکر نے
کی جگہ ہے) جا بیٹھے۔ اس جگہ کے خلیفہ ولید کے پڑوتے خلیفہ بکر نے
پرجا لوں۔ فقیراں نوں بڑا دکھ دے رکھا تھا اینک سادھو کرامات دیکھن لئی قید
رعایا اور فقیروں کو بہت دکھی کر رکھا تھا۔ لاانتہا سادھو کرامات دیکھنے کے واسطے قید
کر رکھے تھے۔ جد بابے جی رباب وجا ئیکے شبد گاون لگے تے لوگ
کر رکھے تھے۔ جب باوا جی نے رباب بجا کر توحید کے زمزمے الاپنے شروع کئے تو لوگ
اکٹھے ہوئے تاں خلیفہ دے مرشد عبدالرحمٰن نے اپنے چیلے عبدالوحید
اکٹھے ہونے لگے تو خلیفہ کے مرشد عبدالرحمٰن نے اپنے مرید عبدالوحید
بابے جی نوں گاون بند کرن واسطے بھیجیا۔ اگے بابے جی عربی زبان وچ توحید
کو باباجی کے گانے سے منع کرنے کے لئے بھیجا۔ آگے باوا صاحب عربی زبان میں توحید الٰہی
دے گیت میٹھی سروچ الاپ رہے سن۔ ایہہ سن کے اسنوں ہٹاؤنا بھل گیا
کے گیت میٹھی زبان میں گا رہے تھے۔ یہ سن کر اسے منع کرنا تو بھول گیا
بلکہ آپ گاون لگ پیا پیر جی نے ہور آدمی بھیجے جو آوے شبد سن کے مست
بلکہ خود اُن کے ساتھ ہوکر گانا شروع کر دیا پیر صاحب نے اور آدمی بھیجے مگر جو آتے وہی توحید کے زمزمے سنکر مست
ہو جاوے اوڑک پیر جی آپ آئے تاں انیک امیر فقیر جو اسدے نال آئے اوہ
ہو جاتے۔ آخرکار پیر صاحب بذات خود آئے تو ان گنت امیر فقیر انکے ہمرکاب تھے۔ وہ
بھی بابے دی آواز سن کے مست ہو گئے جاں آپے گاون توں باجی بند ہوئے
بھی توحید الٰہی کے زمزمے سنکر مست ہو گئے جب باوا صاحب خود ہی گانے سے منع ہوئے
تاں پیر سمجھ گیا ایہہ اوہو نانک شاہ فقیر ہے جسدی دھم مچ رہی ہے
تو پیر صاحب سمجھ گئے کہ یہ وہی نانک شاہ فقیر ہے جسکی دھاک مچی ہوئی ہے۔
پیر دست پنجا لینا بابے دا جس سن کے خلیفہ بکر بھی درشن کرن نوں آیا
پیر صاحب نے باوا جی سے مصافحہ کیا بابے کی شہرت سنکر خلیفہ بکر بھی درشن کرنے کے واسطے آیا۔

تاں بابے نے ایہ شبد بولیا

تو بابے نے یہ شبد کہا:-

نانک آکھے رے منا سنیئے سکھ صحیح
لیکھا رب منگیسیا بیٹھا کڈھ وہی
طلبیاں پوسن آکیاں باقی جناں رہی
عزرائیل فرشتہ ہوسی آئے صحیح
آون جان نہ سجھی بھیڑی گل پئی
کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ رہی

ترجمہ - یہ نانک کا وعظ ہے کہ اپنے پیر سے نصیحت حاصل کرو اور جسطرح پیر فرمائے اسی پر عملدرآمد کرو آگے جاکر کوڑی کوڑی کا حساب ہوگا - وہ لوگ جنہوں نے لہو و لعب اور فسق و فجور میں اپنی عزیز عمر کو ضائع کر دیا - ان کی سزا کے لئے عزرائیل فرشتہ مامور کیا جائیگا - اور پھر ایسے تنگ و تاریک راستہ یعنی پلصراط سے گذرنا ہوگا جو بال سا باریک اور تلوار کی دھار سے تیز ہوگا اور اس راستہ میں آمد و رفت کا کوئی سراغ نہیں ملیگا - جن کے اعمال اچھے ہونگے ان کے لئے گذرنا بہت آسان اور جن کے اعمال اچھے نہیں ہونگے ان کے لئے اس راستہ سے گذرنا سخت دشوار ہوگا ؏

ایہ سُنکے خلیفے نے بابے آگے ہتھ جوڑ کے آکھیا کچھ ٹہل دسو - بابے نے

یہ سنکر خلیفہ نے بابے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ کچھ خدمت بتلائیے تو بابے نے

آکھیا کرامات قہر ہے فقیراں نوں چھڈ دے ، تیری مراد پُوری ہے سو رب

کہا کہ کرامات تو قہر ہوتی ہے آپ فقیروں کو چھوڑ دیویں آپ کی مراد پوری ہے سو رب

پوری کریگا - وہ بولیا چھڈ داہاں جے تسیں ضامن ہوؤ - گورو جی نے فقیر

پوری کریگا وہ بولا میں اسوقت چھوڑ دونگا جب آپ ضامن ہوں گرو جی نے ضامنی پر فقیر

چھڈ دتے آپ اوتھے رہے ایس گلوں بہت جس دیا کرتار دی قدرت نال
رہا کرادیئے اور آپ وہاں رہے۔ اس بات کا بہت چرچا ہوا۔ خدا کی قدرت سے
خلیفے دی شاہ بیگم نوں گربھ ہوگیا + اس نے ایک پیرہن تے ٹوپی بڑے
خلیفہ کی بیگم کو حمل ہوگیا۔ اس نے ایک چولہ اور ایک ٹوپی بڑے
عمدہ ریشمی کپڑے اوتے قرآن شریف دیاں آئتاں کڈھ کے بیگم نے آپ تیار
عمدہ ریشمی کپڑے اوپر قرآن شریف کی آئتیں نکلوا کر بیگم نے آپ تیار
گیتا اوسدے بیٹا ہویا بڑی خوشی منائی بابے جی آگے بہت تحفے ہیرے
کیا اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا بڑی خوشی ہوئی باوا جی کے آگے بہت تحائف ہیرے
موتی دھرکے متھا ٹیکیا بابے جی نے ہور کجھ نہ لینا ہیرے موتی واپس
موتی رکھ کر متھا ٹیکیا باوا جی اور تو کچھ نہ لیا ہیرے موتی ویسے کے ویسے واپس
کردتے ستے اور چولا اور ٹوپی انگی کار کر لیا تے آکھیا کچھ اُپدیش کردتاں
کردیئے۔ مگر وہ چولا اور ٹوپی بسر و چشم پہن لی اور خلیفہ نے کہا کچھ نصیحت
بابے جی نے ایہہ شبد فرمایا۔
گرو باوا جی نے اپنے آپکو مخاطب کرکے یہ شبد پڑھا۔

(تلنگ محلا پہلا) یک عرض گفتم پیش تو در گوش کن کرتار
حقا کبیر کریم توں بے عیب پروردگار
دنیا مقام فانی تحقیق دل دانی
مم سر موئے عزرائیل گرفتہ دل ہیچ ندانی ایک رہا
زن پسر پدر برادراں کس نیست دستگیر
آخر بیفتم کس ندارد چوں شود تکبیر
شب و روز گشتم در ہوا کردیم بدی خیال

گاہ نیکی کار کردم مم ایں چنیں احوال
بد بخت ہمچو بخیل غافل بے نظیر بیباک
نانک بگوئد جن ترا تیرے چاکراں پا خاک

یہ تو وہ شہادت ہے جو حال ہی میں سکھ صاحبان کے مایہ ناز مصنف بھائی گیان سنگھ گیانی نے گرو خالصہ تواریخ میں درج کی ہے اگرچہ بھائی گیان سنگھ گیانی نے اس شہادت کی تصدیق کے لیے کسی جنم ساکھی کا حوالہ نہیں دیا جس سے یہ تھیوری انھوں نے اخذ کی ہو خیر ہمیں اس سے بھی انکار نہیں بھائی گیان سنگھ جی گیانی نے اصلی واقعات پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ تمام کہانی تراشی ہے مگر مثل مشہور ہے کہ "لعل کی دمک تو گودڑی میں بھی نہیں چھپی رہتی - یہ خیال حال ہی میں سکھ صاحبان نے ظاہر کیا ہے - پیشتر ازیں باوا صاحب کے چولہ کے متعلق اس قسم کی کوئی دلیل ہمیں سکھ صاحبان کی کسی جنم ساکھی میں نہیں ملتی اور اس کہانی سے سکھ صاحبان کا دراصل یہ مطلب تھا کہ اسلام کے متعلق کوئی حرف بھی ان کے لٹریچر میں نہ پایا جاوے مگر آخر سچ سچ ہے - سانچ کو آنچ نہیں "کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ صحیح" پاپ کی ناؤ کبھی پار نہیں ہوتی - آخر سچ کا ہی بول بالا ہوتا ہے - سات پردوں میں چھپاؤ مگر سچائی کبھی چھپ نہیں سکتی اس کہانی سے بھی اسلام جیسے اطہر دین کا ہی نور چمک رہا ہے باوا صاحب کا زر و جواہر کو واپس کر دینا ٹوپی اور چولے کو لیکر بسر و چشم پہن لینا اور پھر پہن کر فخر کرنا یہ باتیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ باوا صاحب تن من سے اسلام پر فریفتہ ہو چکے تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ان کے روم روم میں رچ چکا تھا قرآن شریف پر شیفتہ تھے - جس طرح قرآن شریف کی مہما تعریف اور پاکیزگی ان کے دل میں ٹھاٹھیں مار رہی تھی تو اسی طرح قرآن

کریم کی ان پاک آیات کا چولا ان کے جسم پر بھیجے بھٹکوں اور گمراہوں کے لئے سائن بورڈ Sign Board کا کام کرتا تھا جو ان کے دل میں تھا وہی باہر تھا ان کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ خیر اب چولہ صاحب کے متعلق آج سے ۴۰۰ سال پہلے کی شہادت ملاحظہ فرمائیے جسکا راوی بھائی بالا ہے۔ بھائی بالے اور گروجی کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ باوا جی کے سفر میں بھائی بالا ہمیشہ ہمرکاب رہے اور اس شہادت کے لکھنے والا سکھ صاحبان کا وہ واجب الاحترام دوسرا گرو انگد جس کی تعظیم و تکریم سکھ صاحبان کسی طرح باوا نانک صاحب سے کم نہیں سمجھتے شہادت کی نسبت یہی کہنا کافی ہے کہ بدقسمت ہے وہ جو بھائی بالا جیسے معتبر راوی پر اعتبار نہ کرے اور پھر ڈبل بدقسمت ہے وہ جو گرو انگد جیسے مہاپرش کی لکھی ہوئی جنم ساکھی پر بھروسہ نہ کرے۔ بہر حال وہ چولا صاحب کی شہادت یہ ہے ÷ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی جو انگد صاحب کی جنم ساکھی کر کے مشہور ہے ÷ صفحہ ۱۴۸ ساکھی عرب دیش دے بادشاہ نال ہوئی ÷ یعنی عرب کے بادشاہ کے ساتھ جو قصہ گذرا ÷

ایک سمے مردانے نے سری گروجی کے آگے متھا ٹیکیا ار داس کیتی ہے سچے
ایک زمانے میں مردانے نے گروجی کے سامنے آداب کے بعد عرض کی ہے سچے
بادشاہ جی عرب دیش کیسا ہے جے تاں سری گروجی نے کہیا۔ مردانیاں توں
بادشاہ عرب کا ملک کیسا ہے۔ گروجی نے کہا مردانا تو
دیکھنا ہے تاں تینوں دکھالیا وانگے۔ تاں سری گروجی نے میرے
دیکھنا چاہتا ہے تو تجھے دکھلا دینگے تب پھر مجھے سری گروجی نے
تائیں آکھیا کیوں بھائی بالا مردانہ کی آکھدا ائے تاں میں آکھیا گروجی جو
فرمایا کیوں بھائی بالا مردانہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کی گروجی جو

تساڈی رضاے تاں سری نانک جی اوتھوں جاندے جاندے عرب دیش

آپ کی رضا ہو تب سری نانک جی وہاں سے چلکر ملک عرب

وچ جاے پراپت ہوئے آگے اس دیش دا بادشاہ لاجورد نام کرکے آکھی

میں پہنچے۔ اور اس ملک کے بادشاہ کا نام لاجورد تھا

داسی اتے بہت ظلم کردا سی پرجا دے لوک بڑے دکھی من اتے

اور بہت ظلم کرتا تھا رعیت بڑی تنگ تھی

جو کوئی ہندوستان دا اس ملک وچ جاندا سی تسنوں گردن مروا ندا

جو کوئی ہندوستان سے اس ملک میں جاتا اسے قتل کردیا کرتا

سی ایہہ دہم ملک وچ پے رہی تھی جد لوگ بہت دکھی ہوے تاں سچے

تھا اس کی ملک میں دہوم مچ رہی تھی جب لوگ بہت دکھی ہوے تو

پرمیشر آگے اوہناں پرارتھنا کیتی تاں اوہناں دی بنتی سچے در

پرمیشور کے آگے عاجزی سے دعا کی۔ تو انکی عاجزی کی دعا بارگاہ میں

قبول ہوئی تاں اس واہگورو کی درگاہوں سری بابے نانک جی پرتی آکاش

قبول ہوئی تب خدا کی بارگاہ سے بابا نانک جی کو آسمانی

بانی ہوئی ہے نانک تیرے اوپر میں بہت پرسن ہاں اتے ایک کھلت

ندا ہوئی اے نانک میں تجھ پر بہت خوش ہوں اور ایک خلعت

تیرے تائیں ملا ہے تاں سری گروجی نے کہیا ہے نرنکارجی جو آپ دی

تجھکو عطا ہوتا ہے تب گروجی نے عرض کیا اے وحدہ لاشریک جو تیری

رضا ے تاں سری مہاراج انتردھیان ہوئیکے سری ٹھاکرجی اردا اس

رضا ہو تو سری گروجی نے مراقب ہوکر خدا تعالی کا شکریہ

کیتی تاں ایک کھلت ہتھ لگی تاں اس کھلت پر قدرت دے اکھر لکھے

ادا کیا۔ تب ایک خلعت مرحمت ہوا اور اسپر قدرت کے حرف عربی

ہوئے ہیں۔ عربی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت ایہہ پنج طرح دے اکھر
عربی ترکی فارسی ہندی سنسکرت میں لکھے ہوے پانچوں طرح
لکھے ہوئے ہیں تاں سری گروجی اوہ کھلت پہنکر اس شہر دے درواز
کے موجود تھے تب سری گروجی وہ خلعت پہنکر اس شہر کے دروازے
دے باہر جا بیٹھے ست دن گذر گئے تاں لوکاں آکھیا دیکھو بھائی ایہہ کیسا
سے باہر جا بیٹھے سات روز کے گذرنے کے بعد لوگوں نے کہا بھائیو یہ کیسا
درویش ہے۔ اوہدے کھلتے اوپر قدرتی قرآن دے تیئے سپارے لکھے ہوئے
درویش ہے جس کے خلعت پر قدرتی قرآن کے تیس سپارے لکھے ہوے
ہیں۔ جب اُن لوکاں اچھی طرح دیکھا تاں بادشاہ نوں جا کیکر خبر دتی ہے
ہیں جب اُنھوں نے غور سے دیکھا تو بادشاہ کو خبر دی کہ
بادشاہ ہمارے شہر دے باہر اکیک درویش آ کے بیٹھا ہے اسدے
ہمارے شہر کے باہر ایک درویش ایسا بیٹھا ہے کہ اس کے
گلوچہ اکیک کھلتا پیا ہے اس اوپر تیئے سپارے قرآن دے لکھے ہوئے
گلے میں ایک خلعت ہے اس خلعت پر تیس سپارے قرآن کے لکھے ہوئے
ہیں تاں بادشاہ نے وزیراں نوں آکھیا جا وزیر اس درویش دے گلوں
ہیں تب بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اس درویش کے جسم سے
کھلتا اوتار لیا تاں وزیر نے جا کر آکھیا ہے درویش ایہہ کھلتا گلوں اُتار دے
وہ خلعت اتار لو تب وزیر نے جا کر کہا اے درویش یہ خلعت اُتار دے
بادشاہ منگدا اے بادشاہ دا حکم نہیں موڑنا نہیں تاں آپکو دکھ دیویگا
اور ہمیں دے کہ ہمارا بادشاہ طلب کرتا ہے بادشاہ کی حکم عدولی نہیں چاہیئے ورنہ آپکو
ایہہ بات سنکر سری بابے جی آکھیا بھائی جی تساڈے پاسوں اتردا
سزا دیگا تب یہ بات سنکر باوا جی نے کہا بھائیو اگر تم سے اتر سکتا ہے

ہے تاں اُتار لیو۔سری بابے جی ایہ بچن کیتا تاں جتنے وزیر نال نفر سن سب تو اُتار لو جب سری گورو جی نے یہ فرمایا توجسقدر لوگ وزیر کے ساتھ تھے سب نے
سری بابے جی دل دوڑے پر اوہ قدرت دا کھلتا پھر قدرت دے کپڑے ستے
سب سری بابے جی کے پاس دوڑے لیکن وہ قدرتی خلعت اور قدرتی کپڑے اور
قدرت نال سری گورو جیدے گل پایا ہے نرنکار دی آگیا نال اوہ کھلتا کس طرح
قدرتی پہنایا ہوا اور وحدہ لا شریک کا عطیہ کس طرح
اونھاں جیداں جھوٹھیاں پاسوں اُترسے بہتیرا جتن کر رہے نا کھچیاں لہندا ہے
وہ جھوٹے لوگوں سے اتر سکتا تھا بہت کچھ جتن کیا نہ کھینچنے سے اترا
ناں پاڑیاں ہی لہندا ہے۔تاں سب لوگ اچرج ہوئے بادشاہ دے پاس
نہ پھاڑنے سے پھٹا تو سب لوگ حیران ہی رہ گئے بادشاہ کو
سنیہا بھیجیا کہ اسے بادشاہ جی اس فقیر دے گلوں کھلتا نہیں اتردا تاں بادشاہ
اطلاع دی گئی کہ اے بادشاہ اس فقیر کے گلے سے وہ خلعت نہیں اترتا ہے تب بادشاہ
نے بڑا کرودھ کر کے آکھیا ارے تم اس فقیر کو دریا میں ڈوب دیو تاں پھیر حکم
نے سخت ناراض ہو کر کہا کہ تم اس فقیر کو دریا میں ڈبو دو۔ جب یہ حکم
وزیر نوں آیا وزیر نے نفر انوں کہیا اس فقیر نوں دریا میں ڈوب دیو تاں انہاں
وزیر کے پاس آیا وزیر نے لوگوں سے کہا کہ اس فقیر کو دریا میں غرق کر دو تب
لوکاں نے سری گرو جی کو دریا میں ڈوب دیا اتے ہور لوگ تماشا دیکھ
ان لوگوں نے سری گرو جی کو دریا میں دھکیل دیا اور سب لوگ تماشا دیکھ
رہے سن تاں پھیر سری بابے جی کا گل دا کھلتا بھجیا بھی ناہیں مہاراج
رہے تھے تب سری بابے جی کے گلے کا خلعت بھی نہ بھیگا اور ان کو
کو جل نے سپرش بھی نہیں کیتا اتے پرن دیوتا سری گورو جی کو دوہاں
پانی کا اثر بھی نہیں پہنچا پانی کے موکل یعنی فرشتے باوا جی کو دونوں

ہتھاں اوپر اُٹھالیا اَتے سری گرو جی نوں چرن بند نا کیتی اتے کنارے

ہاتھوں پر تھام لیا اور سری گرو جی کے قدم چوم کر صحیح سلامت کنارے اوپر

بٹھالئے ونا تاں اوہ لوک دیکھکر اچرج ہو گئے تاں بادشاہ نوں خبر ہوگئی کہ

بٹھادیا تب وہ لوگ سری باباجی کو دیکھ کر متعجب ہوئے اور بادشاہ کو خبر ہوگی کہ

درویش ناں دریا ہیں ڈبد اے تاں پھیر بادشاہ نے کہیا کہ اس فقیر کو اگن

درویش دریا میں نہیں ڈوبتا ہے پھر بادشاہ نے غضبناک ہوکر کہا کہ اس فقیر کو آگ

وچ پا دیو تاں وزیر نے بڑے بڑے لکڑ اکٹھے کرکے سری گرو جی دے

میں جلا دو تب وزیر نے لکڑیاں جمع کراکر سری گرو جی کے اردگرد چننے اور پھر آگ

دوالے جوڑ دتے اتے آگ لگا دتی تاں بسنتر دیوتا نے سری گرو جی کے

لگا دی . تب موکل آتش یعنی فرشتہ آگ نے گرو جی کے

چرناں پر نمسکار کرکے کیتی آتے سری مہاراج کے سر دا کا لون بھی نہیں

قدموں پر نمسکار کرکے عرض کی تو آپ کے جسم کا ایک بال بھی نہیں

سڑیا پر سب لکڑیاں جلکر راکھ ہوئے گیاں تاں لوک دیکھ کر حیران ہوئے

جلا لیکن سب لکڑیاں جلکر راکھ ہوگئیں تب لوگ دیکھ کر حیران ہوگئے

تاں ایہہ گل بادشاہ نے سُنی تاں لگا کہن ایہہ فقیر کوئی چیٹکی ہے پھر اسنوں

پھر جب یہ خبر بادشاہ نے سُنی اور کہنے لگا کہ یہ فقیر کوئی چٹکلے باز ہے ۔ لیکن اسکو

کسے وڈے اُچاں نوں ڈیگ دیو تاں پھیر وزیر نے سری گرو جی کو بڑے

کسی اونچی جگہ سے گرا دو ۔ تب سری گرو جی کو بڑے

اُچے پربت نوں ڈیگ دتا جد سری گرو جی ڈگے تاں پون دیوتا نے

اونچے پہاڑ سے نیچے گرا دیا جب سری گرو جی گرے تو موکل یعنی ہوا کے فرشتہ

سری بابے جی کو اپنے ہتھاں اوپر سہاں وچ بٹھا لئے کے زمین اوپر لیا کر بٹھایا

نے بابا صاحب کو اپنے ہاتھوں پر بٹھا کر ایک ہنڈولے میں زمین پر لا بٹھایا

دتا پر اوتھے بڑی سندر پھولوں کی سیجا تے آئے بیٹھے تاں اس ملک دے
اور وہاں نہایت خوبصورت پھولوں کی سیج پر آ بیٹھے اور اس ملک کے سب لوگ
سب لوگ اونھے کھڑے سن دیکھ کر بھے بھیت ہو گئے تاں وزیر نے
وہاں کھڑے تھے دیکھ کر حیران ہو گئے تب وزیر نے
پادشاہ کو کہیا جی اوہ تاں فقیر اجے بھی جندہ ہے۔ تاں باہ شاہ نے
بادشاہ کو جا کر کہا کہ وہ فقیر تو اب تک زندہ ہے تو بادشاہ نے
کہا ارے وزیر ایہہ تاں فقیر کوئی چیٹکی ہے۔ پھر نہیں کوئی ڈونگا کھاتہ کڈھ
کہا اے وزیر یہ فقیر کوئی چٹکی معلوم ہوتا ہے لیکن تم کوئی عمیق گڑھا کھود
کر اس وچہ اسنوں پائے کر اوہنوں پتھراں سے سنگسار کرو تاں وزیر نے
کر اور اسمیں اسے ڈال کر اوپر سے پتھراؤ کر دو تب وزیر نے
ایک بڑا بھاری کھاتہ کھدوائے کر اس وچہ سری گرو جی کو پائیکر اوپر سے
ایک بڑا بھاری گڑھا کھدوا کر سری گرو جی کو اسمیں ڈال کر اوپر سے
پتھرن کی مار کینی تاں سری گرو جی کو ہجاراں منا ندے پتھراں نال دبائیکے
پتھروں کی بھرمار کی اور سری گرو جی کو ہزاروں من پتھروں سے دبا کر
سب اپنوں اپنے گھر چلے گئے تاں پھیر جو لوکاں اونھاں نوں پچھیا بھائی
سب اپنے اپنے گھر چلے گئے اور جن لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ
کیکر ہوئی تاں اُنھاں نے کہیا بھائی ہن تاں اس درویش دا لوں بھی نہیں بچیا ہوسی
کیا قصہ گزرا تب انھوں نے کہا کہ بھائی اب تو اس درویش کا بال بھی نہیں رہا ہوگا
پر جس دے حکم وچ کھنڈ برہمنڈ ہے اس دے سیوک نوں کون مارن والا
لیکن جو رب العالمین اور کل کائنات کا مالک ہے جن کی لگن اس سے لگی ہو اُسے
جمیلا ہے جاں سویرہ ہوئی تاں کیا دیکھن جاں سری بابے جی اوتھے بیٹھے ہین
کون مارنے والا ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ باہر نکلے تو کیا دیکھا کہ باداصاحب وہاں براجمان

بچ سروپ دل کے لین ہیں تاں اونہاں لوکاں نے کہیا ایہہ درویش تاں

ہیں اور مراقبے میں لگے ہوئے ہیں تو اُن لوگوں نے کہا کہ یہ درویش تو باہر ہے

باہر ہے - اسدا تاں اک لوں بھی نہیں وگڑیا تاں بادشاہ نے کہیا کہ

اور اس کا ایک بال بھی بینگا نہیں ہوا تو بادشاہ نے کہا کہ

میرے روبرو گردن مارو تاں وزیر نے سری گرو جی کو بادشاہ سامنے

میرے روبرو قتل کرو تو وزیر نے بادشاہ کے سامنے گرو جی کو

لجائے کر کئی شستر مارے مگر بابے جی کو کوئی نہ لگا تاں پھیر بادشاہ

کئی بار تلوار ماری مگر باوا جی کو اثر نہ ہوا تو پھر بادشاہ

بڑے غصہ ہوئیکر کہن لگا کہ اس درویش کو پھانسی دیو تاں وزیر سری گرو جی

غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ اس درویش کو پھانسی دو جب وزیر سری گرو جی

کو سولی دے پاس لیگئے جاں سولی دے نزدیک گئے تاں سولی ہری ہوگئی

کو سولی کے پاس لے گئے تو سولی سرسبز ہوگئی

یہ چولہ جو ان برکات اور فیوض کا خزانہ تھا جس کی وجہ سے نہ دریا میں ڈالنے سے باوا صاحب پر پانی کا کچھ اثر ہوا اور نہ پہاڑ پر گرانے سے باوا جی کا بال بینگا ہوا اور نہ آگ میں ڈالنے سے باوا جی کا ایک روم تک جلا اور نہ ہی پتھراؤ کرنے سے باوا جی کو کچھ آسیب پہنچا وہ چولہ جو ایسی برکات اور فیوض کا خزانہ جس کو پہن کر شری گرو نانک دیو جی مہاراج انسان سے باخدا انسان بن گئے جس کی برکت اور معجزوں نے ایک دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اب آپ حیران ہونگے کہ وہ چولہ کونسا اور کیسا ہے تو لیجئے ہم اس پاک چولہ کا مقدس فوٹو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کو دیکھ کر ایک دفعہ تو اللہ تعالیٰ کا جلوہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ۔

چولہ

ادھر آئیں دیکھیں تصویر ہے [باوا نانک صاحب] یہی پاک چولہ جہانگیر ہے

وہ بہادر تھا نہ رکھتا تھا کسی دشمن کا ڈر

دیکھو اے دین کو کس صدق سے دکھلا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ان الدین عند اللہ الاسلام ولو کرہ الکفرون
لا یمسہ الا المطھرون
سچا دین خدا کے نزدیک اسلام ہی ہے ... اس کو وہی ہاتھ لگائیں جو پاک ہیں

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ... محمد اس کا بندہ اور رسول ہے

اللہ

الحمد للہ رب العلمین الرحمن
الرحیم ملک یوم الدین ایاک
نعبد و ایاک نستعین
اھدنا الصراط المستقیم صراط
الذین انعمت علیھم غیر
المغضوب علیھم و الضالین آمین
یا حی یا قیوم یا قدوس یا وارث
یا ولی یا واحد یا صمد یا احد
یا اللہ یا واسع یا خالق یا بدیع
یا ملک یا رحمن یا رحیم یا مھیمن
یا غفار یا ستار یا تواب یا دائم یا
قائم یا علی یا عظیم یا کریم یا باری
یا مصور یا رب العلمین لا الہ الا
انت سبحانک انی کنت من
الظلمین اللھم احسن الخالقین
اے جس کے یہ تمام نام ہیں تو پاک ہے
میں ظالموں میں سے تھا

۳۴
۸۳۹
۸۴۳
۴۴۳ - ۴۴۱
۴۳۴ - ۴۳۹
۳۰۱ - ۲۹۵

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم
اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا
جب خدا کی مدد اور فتح آ گئی اور تو نے لوگوں کو دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھ لیا پس اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر اور گناہوں کی معافی چاہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد
کہہ وہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ... نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ جنا گیا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں
لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ
ان اللہ علی کل شیء قدیر
استغیث ۱۰۳۰ ۲۹۵ ...

[illegible]

[illegible]

باوا نانک جی کا پیارا چولہ

یہ چولہ یعنی حضرت باوا صاحب کا وصیت نامہ جو آجکل ڈیرا بابا نانک ضلع گورداسپور کی دھرم سالہ میں بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ رکھا ہوا ہے اور یہ چولا کابلی مل کی اولاد جو باوا صاحب کی نسل میں سے تھا ان کے قبضہ میں ہے۔ غرض یہ چولہ صاحب نہایت عزت سے رکھا ہوا ہے۔ اسپر تین سو کے قریب یا کچھ زیادہ رومال لپیٹے ہوئے ہیں اور بعض ان میں سے زیادہ قیمتی اور نفیس ہیں اور یہ ایک سوتی کپڑا ہے جو کہ بادامی رنگ اور کنارہ وغیرہ کچھ کچھ سرخ نما بھی ہے سکھوں کی جنم ساکھیوں کا یہ بیان ہے کہ اس میں تیس سپارے قرآن شریف کے لکھے ہوئے ہیں جو قرآن کریم میں ہیں اور سکھوں میں یہ ایک امر متفق علیہ واقع کی طرح مانا گیا ہے کہ یہ چولہ صاحب جسپر قرآن شریف لکھا ہوا ہے آسمان سے باوا صاحب کے لئے اترا تھا اور قدرت کے ہاتھ سے سیا گیا اور قدرت کے ہاتھ سے باوا صاحب کو پہنایا گیا۔ یہ اشارہ اسطرف بھی تھا کہ اس چولے پر آسمانی کلام ہے جس سے باوا صاحب نے ہدایت پائی اور اسپر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ اور ایسی اور کئی قرآنی آیات ہیں اور باوا صاحب کی اسلام کے لئے یہ ایک عظیم الشان گواہی ہے درحقیقت یہ ایک نہایت ہی مبارک کپڑہ ہے جسمیں بجائے زری کے کام کے آیات قرآنی لکھی ہوئی ہیں۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم نہایت خوشخط قلم سے لکھا ہوا ہے۔ پھر موٹی قلم سے بہت جلی اور خوشخط لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور پھر چولے پر موٹے حروف سے یہ لکھا

ہوا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی سچا دین اسلام ہی ہے
اور کوئی نہیں اور پھر چولہ صاحب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے اشہد ان لا
الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ غرضیکہ وہ چولہ
صاحب تمام قرآنی آیات سے ہی بھرپور ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو کر جگمگ
جگمگ کر رہا ہے ایک جگہ سورت فاتحہ لکھی ہوئی ہے تو دوسری جگہ سورہ اخلاص
اور تیسری جگہ قرآن شریف کی یہ تعریف ہے کہ قرآن خدا کا پاک کلام ہے اسکو ناپاک
لوگ ہاتھ نہ لگاویں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اسلام کے لیئے باوا صاحب کے
سینہ کو کھول دیا تھا اس لئے وہ اللہ اور رسول کے عاشق زار ہو گئے تھے غرض
اس چولہ سے صاف نمایاں ہوتا ہے کہ باوا صاحب دین اسلام پر نہایت ہی فدا ہو
چکے تھے۔ اور وہ اس چولہ کو بطور وصیت چھوڑ گئے تاکہ سب لوگ اور آنیوالی
نسلیں ان کی اندرونی حالت پر زندہ گواہ ہوں تمام چولہ پر قرآن شریف اور
کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت لکھا ہوا ہے اور بعض جگہ آیات کو صرف ہندسوں میں
ہی ظاہر کیا گیا ہے ہر ایک جگہ قرآن شریف اور اسماء الٰہی لکھے ہیں جسمیں باوا صاحب
شہادت دیتے ہیں کہ بجز دین اسلام کے تمام دین جھوٹے اور باطل گندے ہیں
چولہ ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے جسکا دل چاہے وہاں جا کر دیکھ لیوے
ہمیں حیرت ہے کہ باوجودیکہ چولہ ایسے شخصوں کے ہاتھ میں رہا جن کو اللہ
اور رسول پر ایمان نہ تھا اور پھر ایسی سلطنت کا زمانہ اسپر آیا جسمیں تعصب
اس قدر بڑھ گئے تھے کہ بانگ دینا ہی قتل عمد کے برابر سمجھا جاتا تھا یہاں
کسی مسلمان نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا بس تمام ہندوؤں کی روٹیاں اور وہ
بذات خود بلنگے گئے چونکے اور چولھے بھرشٹ ہو گئے مگر خدا کی قدرت کہ
چولہ صاحب اسوقت بھی ضائع نہ ہوا جب تمام مغلیہ سلطنت بھی اس کے وقت

میں قائم ہوئی اور اسی کے وقت میں نابود ہو گئی۔ خالصہ سلطنت بھی اسی کے وقت قائم ہوئی اور ختم ہو گئی مگر وہ اب تک موجود ہے یہ صریح کرامت ہے ان واقعات اور درخشاں مثالوں کو ہم پیش نظر رکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیشک اسلام کا خدا حامی ہے۔ جو لوگ شیطان کے مطیع ہو کر دریدہ دہنی اور بیباکی و سفاکی سے اسلام کی توہین کرتے ہیں وہ شیطان کے تابع ہو کر اپنا اعمالنامہ سیاہ کر رہے ہیں سچ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اس چولہ پر نہ ہوتا تو وہ ان انقلابوں کے وقت کبھی کا ضائع ہو گیا ہوتا پیارو غور کرو خالصہ سلطنت کا زمانہ اس چولہ پر سے گذر گیا اگر چاہتے تو خالصہ صاحبان اس چولہ کو نابود اور گم کر سکتے تھے مگر الٰہی تصرف بھی عجیب چیز ہے بجائے اس کے کہ سکھ صاحبان اس چولہ کو ضائع کرتے اُلٹا اسپر رومال چڑھاتے تھے۔ جس قدر ریشمی اور زردوزی کے قیمتی رومال ہیں وہ سب کے سب خالصہ سلطنت کے عہد کے سکھوں کے ہاتھوں سے چڑھائے ہوئے ہیں اور ایک خدا کے بھگت کے لئے یہ قدرت الٰہی کا تماشہ بیشک اس کے ازدیاد ایمان کا ذریعہ ہے +

بعض لوگ انگد کی جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کرینگے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اسکو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے مگر خدا کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کا کون شمار کر سکتا ہے + اور کون انسان یہ دعوے کر سکتا ہے کہ اس کے اقتدار کا دائرہ محدود ہے ایسے کمزور اور تاریک ایمان آجکل کے نیچریوں اور دہریوں کے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ باوا جی کو یہ قرآنی آیات الہامی طور پر معلوم ہو گئی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھی گئی ہوں اور وہ سب نقل

خدا تعالیٰ کا فعل سمجھا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن شریف آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اور ہر ایک ربانی الہام آسمان سے ہی نازل ہوتے ہیں۔ جب کسی انسان کو حقیقی لگن لگی ہوئی ہوتی ہے تو اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے اگرچہ اس کی ذات وراء الوراء اور نہاں در نہاں عمیق در عمیق ہے تاہم کبھی کبھی اس وجود کی چمکار دنیا پر پڑتی ہے جس سے لہر بہر اور جنگل میں منگل ہو جاتا ہے۔ ہر ایک وجود میں عنصری آگ موجود ہے مگر اس ذات کی شناخت کی ایک آگ بھی ہر ایک سینہ پر رکھی گئی ہے۔ جب بے انتہا دردمندی اور دل سوزی کی چقماق سے وہ آگ بھڑک اُٹھتی ہے تو دل کی آنکھیں حقیقی نور سے منور ہو جاتی ہیں ان کو وہ امرت جل دآبحیات بقدر طلب پلایا جاتا ہے جس کی تلاش میں وہ کو بکو پھرتے ہیں جس نے اٹکل بازیوں سے خدا کو پہچانا اس نے کیا پہچانا اور حقیقت پہچاننے والا وہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنا روشن چہرہ ظاہر کر دیا ہے تو اکثر سعید الفطرت کبھی خوارق عادت کے ذریعہ سے بھی اللہ کی طرف کھینچے جاتے ہیں تاکہ انکی گمرہیاں دور ہو کر انھیں اس پار برہم جوتی سروپ پر پورا پورا بھروسہ ہو جاوے۔ پس پھر اس سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ اور اس سے کیوں تعجب کرنا چاہیئے کہ یہ چولہ قدرت سے ہی لکھا گیا ہو چونکہ باوا صاحب طلب حق میں ایک پرندہ کیطرح ملک بملک پرواز کرتے پھرے اور اپنی عمر کو اس راہ میں وقف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بھگتوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اس لئے ان کو وہ چولہ دیا جسپر قدرت کے تمام نقوش ہیں تا ان کو اسلام پر پورا یقین ہو جاوے اور وہ سمجھیں کہ بجز لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور کوئی سبیل نجات نہیں۔ تا کہ وہ اس چولہ کو پہنکر اس کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیں اور تمام دنیا کو اپنے اسلام پر گواہ کریں تو لوگ چولہ صاحب کے درشنوں سے حضرت باوا صاحب کے عقیدہ سے آگاہ ہو جائیں۔

بعض نادان لوگوں نے بغیر کسی کتاب کے حوالہ سے محض اپنی شرارت سے یہ بات بنائی کہ وہ چولہ باوا صاحب کو ایک فتح کے بعد ملا تھا جو اُنھوں نے ایک مسلمان قاضی کے ساتھ مباحثہ کیا تھا لیکن ایسے لوگ یہ نہیں جانتے کہ اس چولہ پر تو قرآن شریف کی آئتیں لکھی ہوئی ہیں اور لکھا ہوا ہے کہ اسلام ہی صرف سچا مذہب ہے اور اسلام ہی حق ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں اور خدا وہی سچا خدا ہے جس نے قرآن شریف کو اُتارا پھر اگر باوا صاحب ان آیات کے مُنکر تھے۔ تو اُنھوں نے چولہ کی کیوں اس قدر عزت کی نعوذ باللہ اگر ان کے نزدیک یہ کلام ناپاک تھا تو چاہیئے تھا کہ پاؤں تلے روندا جاتا۔ اور نہایت بیعزتی کیجاتی اور ایک عظیم الشان جلسہ میں جلایا جاتا کہ ہر ایک اس بات سے مطلع ہو جاتا مگر باوا صاحب نے تو ایسا نہ کیا بلکہ ہر ایک کے روبرو فخریہ منادی دیتے پھرے کہ یہ خدا کے ہاتھ کا کلام لکھا ہوا ہے۔ اور کلام خدا کی قدرت نے ہی لکھا اور اُس کی قدرت کے ہاتھ سے مجھے پہنایا گیا ہے۔ اور اس کلام کی لوگوں کے دلوں میں اس قدر عزت جمائی کہ اس کے تمام جانشین اس چولہ کی عزت کرتے رہے۔ اور جب کوئی بلا پیش آتی اور کوئی سختی نمودار ہوتی یا کوئی عظیم الشان کام سرانجام دینا ہوتا تو اس چولہ شریف کو سر پر باندھ کر اور کلام الٰہی جو اس پر لکھا ہوا تھا سے برکت چاہتے تھے تب خدا تعالیٰ وہ مراد پوری کر دیتا اور اب تک جو عرصہ چار سو سال کا گذر گیا ہے اس چولہ سے مشکلات کے وقت برکتیں ڈھونڈتے ہیں اور بے اولادوں کے لئے لونگ چھوا کر لوگوں کو دیتے ہیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی عجیب تاثیرات ہوئی ہیں غرض وہ برکتوں کے حاصل کرنیکا ایک ذریعہ ہے اور بلاؤں کے دفع کرنیکا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اور صدہا روپیہ کے شال اور ریشمی کپڑے اس پر چڑھے ہوئے ہیں۔ اور کئی ہزار روپیہ خرچ کر کے اس کے لئے وہ مکان

بھی بنایا گیا ہے جس میں آجکل چولہ شریف رکھا ہوا ہے۔ اور اُس زمانہ میں نہایت مبالغہ کے ساتھ لاانتہا برکتیں باوا انگد جی نے چولہ صاحب کی لکھی ہیں جو باوا صاحب کے پہلے جانشین تھے اور جس کا حال ہم پہلے درج کر آئے ہیں اور چولہ صاحب کا نام بڑی عزت و اکرام کے ساتھ جنم ساکھی میں لکھا گیا ہے اور وہاں صاف طور سے ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کلام چولہ صاحب پر لکھا ہوا ہے وہ قدرتی کلام ہے اور اسکو آسمانی چولہ تسلیم کیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کا کلام ہے یہی وجہ ہے کہ ایک دُنیا اس کی تعظیم کے لئے جھک پڑی اور نہایت سرگرمی سے اس کی تعظیم شروع کی۔

باوا انگد صاحب حضرت باوا صاحب کے پہلے جانشین تھے اور وہ قریب کی وجہ سے برکات چولہ سے کماحقہٗ آگاہ تھے اس لئے آپ نے جنم ساکھی بجائی بالا میں اس چولہ کی برکات اور تقدس کا ذکر بوضاحت کیا اگر خدانخواستہ حضرت باوا صاحب . . . اس چولہ کو بُرا سمجھتے تو باوا انگد اس چولہ کی اسقدر خوبیوں میں کیوں رطب اللسان ہوتے۔ گورو انگد صاحب اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس چولہ شریف کی کسقدر عزت کرتے تھے یہی تو وجہ ہے کہ اس چولہ پر اس قدر افراط کے ساتھ بیش بہا اور قیمتی رومال چڑھتے رہے۔ اب برائے خدا کچھ تو اپنے دل میں سوچو یہ سب عزت و اکرام اور اعزاز ایسے کپڑے کے لئے تھا جسپر بقول آپ کے نعوذ باللہ کسی مفتری اور دروغگو کا کلام لکھا ہوا تھا اور یہ سب تعظیمیں ان الفاظ کی تھیں جو بقول آپ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ کسی جھوٹے کا اپنا کلام تھا جسمیں ہر طرح کی برائیاں تھیں۔ جسقدر برابر چار سو برس سے چولہ صاحب کی آیتوں کی تعظیم ہو رہی ہے کیا کبھی باوا صاحب کے ہاتھ سے دیار کی بھی ہوئی

ہے۔ کیا کوئی ایسا چولہ بھی سکھ صاحبان کے پاس موجود ہے جس پر وید کی شرتیاں لکھی ہوئی ہوں اور اس کی بھی تعظیم ہو رہی ہو جیسا کہ اس چولے کی ہوتی ہے جو اس پر بھی ہزار ہا روپیہ کے دوشالے چڑھتے ہوں اور اس کی نسبت کہا گیا ہو کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور یہ وید کی شرتیاں پرمیشور نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں وید مقدس کے متعلق جو حضرت باوا صاحب نے جگہ بہ جگہ اپنے کلام میں فرمایا ہے بطور نمونہ مشتے از خروارے ایک شلوک یہاں درج کیا جاتا ہے ؎

"پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس ۞ ہرنام چت نہ آوے نہ نج گھر ہووے واس"

یعنی بڑے بڑے رشی منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر ہار گئے انھیں خدا کی معرفت حاصل نہ ہوئی اور نہ ہی وہ اس کے جوار رحمت کو حاصل کر سکے اب اس کے برخلاف آپ یہ دیکھیں کہ حضرت باوا صاحب قرآن کے متعلق کیا فرماتے ہیں جنم ساکھی کلاں راوی بھائی بالا نوشتہ شری گرو انگد جو سکھوں کے دوسرے گرو ہوئے ہیں کے صفحہ ۲۲۲ پر باوا صاحب کا یہ کلام لکھا ہے ؎

تیہے حرف قرانڈے تیہے سپارے کیں

تس وچ بہند نصیحتاں سن سن کرو یقیں

یعنی عربی کے تیس حروف اور قرآن کریم کے تیس پارے ہیں اور قرآن کریم میں لاانتہا نصیحتیں ہیں اے سننے والے تم نہ صرف ان نصیحتوں کو سنو بلکہ سن کر اس پر ایمان لاؤ۔ اب اس ایک نکتہ سے ہی باوا صاحب کا مذہب سمجھ لو۔

اب یہ کہنا قہر ہے اور حق کو چھپانا ہے اور یہ سراسر خلاف واقعہ کہا جاتا ہے کہ باوا صاحب کو ایک قاضی صاحب سے فتح کے طور پر یہ چولا ملا تھا حالانکہ وہ کتاب جو عرصہ چار سو برس سے گورو انگد نے جو اول جانشین باوا صاحب کا ہے

لکھی ہت ۔ جو انگد کی جنم ساکھی کہلاتی ہے ۔ جس کے پہلے سکھ صاحبوں کے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جو باوا جی کے سوانح کے متعلق ہو اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ قرآن شریف قدرت کے ہاتھ سے چولہ پر لکھا ہوا تھا اور ایک بادشاہ نے چاہا کہ وہ آسمانی چولہ باوا صاحب سے چھین لے مگر وہ چھین نہ سکا اور اس چولہ کی برکت سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوئیں ۔ اب فرمایئے کہ باوا انگد جی کے بیان کے مخالف اور کونسی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے ۔ ذرا اسکے سامنے تولاؤ اور یاد رکھو کہ باوا صاحب سچے مسلمان تھے ۔ اور وید کو اپنی صاف بیانی سے خالی از روحانیت ٹھہرا چکے تھے ۔ اور وہ بابرکت چولہ ان کے اسلام کا گواہ تھا ۔ پھر اب کیونکر اس کھلے کھلے سچ پر تاریکی کا پردہ ڈال دیا جاوے ۔ جو شخص اوسط درجہ کے ثبوت سے انکار کرے اس کا نام تو تعصب ہے اور جو شخص کھلے کھلے سچ سے منکر ہو بیٹھے اس کو کیا کہا جاوے مگر مجھے سکھ صاحبان سے جو باوا صاحب سے سچی محبت رکھتے ہیں ہرگز امید نہیں کہ وہ حق پوشی کے لئے بیجا ہاتھ ماریں مجھے سکھ صاحبان کی دریادلی سے پوری پوری امید ہے کہ وہ نفس مطمئنہ سے کام لیکر وہ باتیں اختیار کرینگے جو باوا صاحب نے اختیار فرمائی ہیں ۔ درحقیقت سچے چیلے وہی ہیں جو گورو کے فرمان پر عمل کرنے کے لئے ہر وقت طیار ہیں ۔ آہ باوہ نانک کے خاکپا کہاں ہیں جو ان سے صدق و صفا رکھتے ہیں وہ کہاں ہیں جو اپنے گورو کیلئے مرتے ہیں اور اس کے واک (حکم) پر جان قربان کرتے ہیں ۔ دوستو عمر کے دن تھوڑے اور یہ دنیا چند روزہ ہے گورو جی سے انحراف ٹھیک نہیں ۔ آہ افسوس دوستو ہم اس بات کے تو شاکی ہیں کہ ہماری عمر کے دن تو بہت تھوڑے ہیں مگر پھر ہم اس قلیل وقت میں بھی ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں گویا ہماری عمر کا کہیں

خاتمہ ہی نہیں باوا صاحب تو ہمیشہ جینا کرتے تھے کتنے چولے اُنھوں نے جمع کیئے تھے رونا ہے ان لوگونپر جو ابھی تک حقیقت سے غافل ہیں چاہیے کہ ذرا دو دن خرچ کرکے ڈیرہ بابا نانک میں چلے جائیں اور چولہ صاحب کی بچشم خود زیارت کریں تو معلوم ہو کہ جس چیز کو حقیر سمجھا جاتا ہے کیا اس کی ایسی ہی عزت ہوا کرتی ہے۔ اگر یہ کہو کہ تعظیم اس لیئے ہے کہ باوا صاحب نے اسکو پہنا تھا اور باوا صاحب کے ہاتھ اسکو لگے تھے تو ایسا خیال سخت نادانی ہے کیونکہ باوا صاحب اس چولہ سے پہلے ننگے تو نہیں پھرا کرتے تھے۔ کم ازکم اخیر زندگی تک ہزاروں چولے پہنے ہونگے۔ پھر اگر باوا صاحب کی پوشش کے لحاظ سے یہ تعظیم ہوئی تو بجائے اس کے ان کا کوئی اور چولہ محفوظ رکھنا چاہیئے تھا ایسے چولے کے رکھنے کی کیا ضرورت تھی جس سے لوگوں کو دھوکا لگتا اور نیز قرآنی آیات لکھنے سے اس کی پاکیزگی پر داغ لگ گیا تھا اور اسپر جو کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ باوا جی اس کے مصدق ہیں اور اسپر ایمان لائے ہیں اگر وہ خدا کا کلام نہوتا تو چولہ اس سے پلید ہو جاتا کیونکہ اگر قرآن شریف خدا کا کلام نہیں اور نعوذ باللہ کسی کاذب کا کلام ہے تو بلاشبہ وہ کپڑا پاک نہ رہا جسپر نعوذ باللہ ناپاک کلام لکھا گیا اور پھر وہ جگہ بھی ناپاک ہوگئی جس میں یہ رکھا گیا اور پھر باوا صاحب کو گیا کہیئے جو مدت مدید اس چولہ صاحب کو لیئے پھرے جس میں پہلی نظر میں ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ چاہیئے تھا کہ وید کی شرتیاں لکھ کر کوئی چولہ پہنتے تاکہ اس کی برکت سے مکتی ہو جاتی لیکن لکھنے والوں کو ایک آرزو کا خون کرنے کے لیئے کئی آرزؤں کا خون کرنا پڑتا ہے۔ صرف چولہ صاحب سے انکار کرنے سے بہت سے اعتراضات کے مورد ٹھہرے۔ بیشک وہ چولہ اپنی تمام آیات کے ساتھ جو اسپر لکھی

ہوئی ہیں باوا صاحب کی ایک پاک یادگار ہے اور پاک ہے وہ مکان جسمیں وہ رکھا گیا ہے اور پاک ہے وہ کپڑا جس پر یہ پوتر آیات لکھی گئیں اور پھر پاک تھا وہ وجود جس نے وہ پہنا اور لعنت ہے اُسپر جو اس کے برخلاف کہے۔ اور مبارک ہے وہ جو چولہ صاحب سے برکتیں ڈھونڈتے ہیں۔ باوا نانک جی کے تبرکات میں سے چولہ صاحب کے بعد جو دوسرا تبرک معلوم ہوا ہے وہ بھی زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ باوا نانک صاحب اور ان کے جانشین* درحقیقت مسلمان تھے۔ اور حکمت الہی سے وہ مخفی رہے وہ تمام برکات باوا صاحب کے اسلام پر ایک عجیب شہادت ہے۔ گورو ہر سہائے واقع ضلع فیروزپور سکھوں کے ایک نہایت معزز خاندان کے قبضہ میں باوا نانک صاحب اور ان کے بعد کے گدی نشین گوروؤں کے چند تبرکات چلے آتے ہیں جن میں ایک تسبیح (جسے ہندو مالا کہتے ہیں) باوا صاحب موصوف کی اور ایک پوتھی اور ایک قرآن شریف اور چند دیگر اشیاء ہیں یہ قرآن شریف اور دیگر تبرکات نہایت ادب کے ساتھ بہت سے ریشمی غلافوں کے درمیان بند ہیں اور ان کو کھولا نہیں جاتا جب تک کہ ان کے درشن کرنیکے خواہشمند اُس گورو کے جس کے قبضے میں وہ ہیں مبلغ ایک سو ایک روپیہ نقد نہ دے اور اس کو کھولنے سے پہلے وہ گورو ایک سو ایک دفعہ اشنان یعنی غسل کرتا ہے تب وہ اپنے آپ کو اس قابل سمجھتا ہے کہ اس کو

* اگر اللہ تعالی نے چاہا تو میں باوا نانک جی سے لیکر باوا ارجن داس جو سکھوں کے پانچویں گورو ہیں پانچ گوروؤں کا مسلمان ہونا سکھ صاحبان کی ہی کتب سے ثابت کرونگا آپ اس عاجز کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی میرا معاون ہو۔

کھولے اور ہاتھ لگائے ان تبرکات کے درشن کرنے کے واسطے اور ان کے آگے سر جھکانے کے واسطے سکھ اور ہندو لوگ سیالکوٹ اور راولپنڈی ڈیرہ اسمعیل خاں - ڈیرہ غازیخاں - کوہاٹ اور دیگر سرحدی علاقہ جات بلکہ کابل تک سے آتے ہیں آجکل جس سکھ بزرگ کے قبضہ میں یہ تبرکات ہیں اس کا نام گوروشن سنگھ ہے * یہ صاحب گورو رامداس کی اولاد میں سے ہیں جو کہ بابا نانک کے بعد چوتھے گرو سکھوں کے گذرے ہیں - فیروزپور گزٹیر مطبوعہ سنہ ۱۸۸۹ء میں جو حالات سرکار انگریزی کے کارپردازوں نے اس خاندان کے متعلق لکھے ہیں ان میں مندرج ہے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ وہی گورو رامداس تھے جن کے نام نامی پر امرتسر کا مشہور سنہری مندر نامزد ہے - پہلے یہ تبرکات ضلع لاہور تحصیل چونیاں کے ایک گانوں محمدی پور نام میں تھے جہاں سے اس خاندان کے بزرگ گرو جیون مل نقل مکان کرکے موجودہ مقام میں آگیا اور یہاں اس نے ایک گانوں آباد کیا اور اس کا نام اپنے بیٹے کے نام پر گورہر سہائے رکھا - چنانچہ یہ گانوں آجتک اسی نام سے مشہور ہے * گرو جیون مل کے بعد اس کا بیٹا گورہر سہائے گدی نشین ہوا اور اس کے بعد گرو اجیت سنگھ پھر گورو امر سنگھ پھر گورو گلاب سنگھ اور پھر گورو فتح سنگھ (موجودہ گورو کا باپ) یکے بعد دیگرے جانشین ہوتے چلے آئے - ان تبرکات قرآن شریف وغیرہ کے سبب اس خاندان کا اثر ہمیشہ سکھ قوم پر زور آور رہا ہے - انھیں تبرکات کے سبب سے یہ خاندان ہمیشہ بڑی بڑی جاگیروں کا مالک رہا ہے چنانچہ اب تک ۲۶ گانوں ان کے قبضہ میں ہیں جو ضلع فیروزپور میں ہیں اور ان کے علاوہ ریاست ہائے نابھہ وپٹیالہ میں بھی ان کی جاگیریں ہیں ان تبرکات کو دیکھنے کیواسطے

اور اُن سے فیض حاصل کرنے کے لئے بعض بڑے بڑے آدمی وہاں جایا کرتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ گذشتہ مہاراجہ والئی ریاست فرید کوٹ بھی وہاں گئے اور مشہور ہے کہ اُنھوں نے ایک ہاتھی اور ایک ہزار روپیہ نقد ان تبرکات کے سبب گرو صاحب کی نظر کیا تھا۔ قرآن شریف اور دیگر تبرکات مفصلہ ذیل صاحبان کو ۴۔ اپریل ۱۹۰۸ء شنبہ کے روز گرو بشن سنگھ صاحب نے دکھائے۔ چنانچہ قرآن شریف کو کھول کر پڑھا وہ نہایت خوشخط لکھی ہوئی حمائل شریف ہے جسکا سائز تخمیناً ۳۔ انچ چوڑا ۴½۔ انچ لمبا ہے ہر صفحہ پر اردگرد سنہری لکیریں پڑی ہیں۔ بعض مقامات پر سنہری بیل بوٹے ہیں موجودہ گرو صاحب کا بیان ہے کہ پرانے گرو صاحبان سے یہ قرآن شریف بطور تبرک کے چلا آتا ہے۔ ہماری جماعت کے معزز ارکان میں سے جن جن صاحبان نے موقع پر پہنچکر اس قرآن شریف کی زیارت کی ہے اُن صاحبان کے نام یہ ہیں :۔

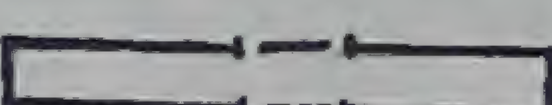
(۱) حضرت میرزا محمود احمد صاحب موجودہ امام جماعت احمدیہ
(۲) مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان
(۳) سید امیر علی صاحب سب انسپکٹر جلال آباد
(۴) مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر قادیان
(۵) حکیم ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور
(۶) شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم (سابق جگت سنگھ)
(۷) چودھری فتح محمد صاحب طالبعلم گورنمنٹ کالج لاہور

اب ہم اس جگہ اسبات کے بیان کرنے سے خاموش نہیں رہ سکتے کہ یہ قرآن شریف کہ جو باوا نانک صاحب کے گدی نشین گوروں کے تبرکات میں نہایت

عزّت و ادب کے ساتھ اب تک اس خاندان میں چلا آیا ہے جس کی زیارت کے لئے صدہا کوسوں سے سکھ لوگ آتے ہیں اور ہزارہا روپیہ بطور نظر چڑھاتے ہیں۔ یہ اس بات پر صاف دلیل ہے کہ باوا نانک صاحب اور نیز ان کے گدی نشین اور پیراؤ صدق دل سے قرآن شریف پر ایمان لاتے تھے اور اُس کو در حقیقت خدا کا کلام سمجھ کر اس کا ادب کرتے تھے اگر کوئی شخص تجاہل کے رو سے اس کا انکار کرے تو اس سے ہمیں کچھ غرض نہیں لیکن بلاشبہ باوا صاحب اور ان کے گدی نشینوں کے اسلام پر جیسا کھلا کھلا ثبوت ہے اس سے بڑھ کر متصور نہیں پھر ہم جب اس کے ساتھ اس ثبوت کو دیکھتے ہیں جو ہمیں اُس تبرک سے ملتا ہے جو ڈیرہ با با نانک ضلع گورداسپور میں موجود ہے جسکا میں پہلے مفصل ذکر کر آیا ہوں۔ یعنی چولہ صاحب جس پر بہت سی قرآن شریف کی آیتوں کے ساتھ اور کلمہ شہادت بھی لکھا ہوا ہے۔ کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تو بلاشبہ ہمیں راستی کی پابندی سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ باوا نانک صاحب نہ صرف عام مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے بلکہ ان کو اسلام کے ایک اولیاء اور بزرگوں میں سے شمار کرنا چاہیئے جو اس ملک میں گذر چکے ہیں

ملتان کا چلّہ

بھائی بالا جیکی جنم ساکھی و دیگر معتبر روایات سے اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ باوا صاحب مکہ معظمہ میں مدت دراز تک رہکر پھر نہ چاہا کہ گھر میں جا کر آرام کرے اور بچوں کی محبت میں مشغول ہو بلکہ سیدھا ملتان میں آیا اور شمس تبریز کے روضہ پر چالیس روز تک چلّہ کیا اور روضہ کے جانب جنوب میں وہ مکان ہے جو چلّہ

باوا نانک کہلاتا ہے۔ روضہ کی دیوار جنوب میں ایک مکان محرابدار دروازہ کی شکل کا بنا ہوا ہے۔ اس پر یا اللہ کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ اور ساتھ اس کے ایک پنجہ بنا ہوا ہے۔ اس شکل پر یا اللہ  اس جگہ کے (ملتان) ہندو مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ یہ لفظ اللہ کا باوا صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اور پنجہ کی شکل بھی اپنے ہاتھ سے بنائی تھی۔ دیوار کے ساتھ بائیں جانب میں ایک مکان کا یہ نشان بنا ہوا ہے  یہ جگہ ڈیڑھ گز کے قریب طول میں اور ایک گز عرض میں ہے۔ اور یہ بات ملتان کے ہندو مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہے۔ کہ اس جگہ باوا نانک صاحب چالیس روز چلہ میں بیٹھے تھے۔ چنانچہ ہندو لوگ اس جگہ کو متبرک سمجھ کر زیارت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور ایسا ہی سکھ بھی زیارت کے لئے ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ اس روزہ کے اندرونی احاطہ میں ایک مسجد بھی واقعہ ہے۔ اور وہ باوا صاحب کے چلہ سے بہت ہی قریب ہے۔ صرف پانچ چھ قدم کا فرق ہے۔ اور باوا صاحب کا یہ مکان چلہ سے مقبرہ ہے جس میں چالیس روز تک چلہ میں بیٹھے ہے۔ اور باوا جی کا ورد خدا تعالٰے کے ناموں میں ھُوْ کے نام کا ورد تھا۔ کیونکہ شاہ شمس تبریز کا بھی یہی ورد تھا۔ اور اکثر وہ یہ مصرعہ پڑھا کرتے تھے۔ "بجز یاہو و یامن ہو دگر چیزے نمیدانم" اور پھر باوا صاحب کا باپ مسمی مہتہ کالو اور ان کا دادا مسمی مہتہ سوبھا بھی حضرت شاہ شمس تبریز صاحب کے سلسلہ میں مرید تھے ؛

ہردوار کی پہلی سیر

جب پہلی دفعہ باوا جی ہردوار تشریف لے گئے۔ تو دیکھا۔ کہ بیراگی اور سنیاسی سادھو جو ہندوؤں کی مذہبی کشتی کے ملاح بنے ہوئے تھے۔ انھوں نے بے طرح

ہردوار پر پاکھنڈ رچا ہوا ہے۔ ان شوریدہ مغز سنیاسیوں اور سادھوؤں نے فسق و فجور کی آڑ میں اپنی روحانیت کا جھنڈا بلند کیا ہوا تھا۔ اور ہردوار کا پاک اور پوتر تیرتھ ان شوریدہ مغز سادھوؤں کی کرتوتوں سے بدبو اور تعفن کے سنڈاس کا نمونہ بن رہا ہے۔ ان کوڑ مغز سادھوں اور بیراگیوں نے جھوٹ اور فریب کی آڑ میں بجائے برہمچریہ رجو مجرّد رہ کر تقویٰ اختیار کرے) بب چریہ رفسق و فجور) میں آلودہ تھے۔ نامحرم عورتوں سے آشنائی پیدا کی ہوئی تھی۔ ہر ایک سنیاسی اور بیراگی اپنے پاکھنڈ دغا فریب عیاری مکاری۔ ریاکاری میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اور پھر طرّہ اس پر یہ کہ باوجود اسقدر فسق و فجور اور مہاپاپ کے ان کی لائف کی پاکیزگی اور قدسیت میں سر مو فرق نہیں آتا تھا۔ باوجود اسقدر مہاپاپ یعنے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہونے کے بھی ان کا دہی دم خم تھا۔ کیا مجال کہ وہ اپنی کرتوتوں پر ذرا نادم ہو جاویں۔ بلکہ وہ اپنی عیاری مکاری بدکاری کا کھلا کھلا اعلان کرتے تھے۔ اور اس قبیح فعل کا فاعل بیرج داتا کہلاتا تھا۔ جب باوا صاحب نے یہ طوفان بے تمیزی گنگا کی وادی پر دیکھا۔ اور یہ گند جس میں یہ سنیاسی اور بیراگی لت پت ہو رہے تھے۔ باواجی کی نظر سے گذرا۔ اور دیکھا۔ کہ سنیاسیوں اور بیراگیوں کا طبقہ بلا اس مہاگند اور فسق و فجور کے سنڈاس کا گھر بن رہا ہے۔ جس کی تعفّن سے ان پراچین (قدیمی) دیوتاؤں کی روحیں جو صدیوں سے گنگا جی کے کنارے سمادھی کی لگن میں مگن تھیں "الامان الحفیظ" کی صدائیں پکار اٹھیں۔ تو باواجی نے اس گند کو سنیاسیوں اور بیراگیوں کی جھونپڑیوں کے تہ خانوں سے باہر کھلی ہوا میں نکالنا شروع کیا۔ اور بیابان کی بھٹی میں جلانا چاہا۔

✤ یہ ہندو مت کا عقیدہ ہے۔ اسلام اسے برا سمجھتا ہے۔

باوا نانک جی نے سنیاسیوں اور بیراگیوں کو حسب ذیل شبد میں مخاطب کیا۔ شبد گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ پہلا شلوک ہے۔

گھولی گیرو رنگ چڑھایا وست بھیکھ بھے کھاری
کاپڑ پھاڑ بنائی کھنتھا جھولی مایا دھاری
گھر گھر مانگے جگ پربودھے من اندھت ہاری
بھرم بھلانا شبد نہ چینتے جوئے بازی ہاری
استری تجھ کر کام دوایا چت لایا پر ناری
دھن گرہی سنیاسی جوگی جھر جر تی چت لائی

ترجمہ:۔ پہلے گیرو گھول کر اپنے کپڑوں کو رنگا۔ اور ایک پاکھنڈ بنا کر ہاتھ میں بھکشا پاتر (کاسۂ گدائی) لیکر ور در کے ٹکڑوں کی گداگری کی۔ اور کپڑے کو پھاڑ کو کھنتھا اور جھولی بنائی۔ اور در بدر کے دھکے کھائے۔ اے اندھو! اپنے مکر و فریب اور پاکھنڈ سے لوگوں کو کیوں دھوکا دیتے ہو۔ تم لوگ اس فسق و فجور میں پڑ کر اس حقیقی محبوب سے بہت دور پھینکے گئے ہو۔ اور اس عزیز عمر کو جوئے کی بازی کی طرح ہار رہے ہو۔ اے پاکھنڈیو! مکارو! دغا بازو!!! افسوس تم پر تم نے اپنی استری (عورت) کو تیاگ (ترک) کر کے شہوت کو بڑھایا۔ اور پھر اس سے بھی زیادہ افسوس ہے۔ اس بات پر کہ تم نے نامحرم عورتوں سے آشنائی پیدا کر کے ایسا کلنک کا ٹیکا سہیڑا۔ جو تا قیامت مٹانے سے نہیں مٹیگا۔ مبارک ہے وہ جس نے اپنی خواہشات اور جذبات پر قابو پا کر اس خداوند قدوس کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ نیکی کی توفیق اور بدی سے بچنے کے لئے دعا مانگی۔ ایسا سنیاسی ہی مبارک سنیاسی ہے۔

بنارس

اس کے بعد آپ نے بنارس کا سفر اختیار کیا۔ وہاں جا کر دیکھا۔ تو وہاں بھی عجیب در عجیب پاکھنڈوں کے ذریعے وہاں کے پانڈوں نے اپنے روزی کے ڈھنگ بنائے ہوئے ہیں۔ کوئی ذات پات کے بلے جا گھمنڈ پر نازاں ہے۔ کوئی بُت پرستی کی بیہودہ پرستش میں ہی مگن ہے۔ کوئی ننگ دھڑنگ ہو کر عبادت کرنے کو ہی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ کوئی پانی میں کھڑا ہو کر تپسیا (ریاضت) کو ہی باعث فخر سمجھتا ہے۔ کوئی باہر جنگلوں کی رہائش کو ہی مکتی کا راستہ خیال کرتا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی ڈفلی بجا رہا ہے۔ باوا صاحب نے پہلے تو ایک برہمن جو ذات پات کی تفریق کا شیدائی تھا۔ اس کو تبلیغ کی۔ اور سمجھایا۔ کہ یہ دل چھوت چھات اور چونکا کار (سخت احتیاط سے روٹی پکانا) اور ذات پات کی تفریق سے شانت (اطمینان قلب) نہیں ہوتا اس سے کیا فائدہ۔ جب تک دلی پاکیزگی حاصل نہ ہو۔ ظاہری ٹیپ ٹاپ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر اندر لا انتہا اقسام کی برائیاں بھری ہوئی ہیں۔ اور یہ (حواس خمسہ) طرح طرح کے ناجائز خواہشات میں پڑنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ جس سے انسان شیطان کے تابع ہو کر ایسے ایسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ کہ جس سے خدا ہر ایک انسان کو پناہ دے۔ پہلے اپنے نیچ کرموں (قبیح افعال) کی اصلاح کرو۔ جو ہر وقت تمہیں بھرشٹ کر رہے ہیں۔ پہلے تو نفس امارہ ہی لیجیے۔ جو ناپاکی میں ڈومنی سے کم نہیں ہے۔ اور اپنی لجاجت آمیز باتوں سے طرح طرح کے گناہ کے ارتکاب کی ترغیب دیتا ہے۔ اور پھر سفاکی بمنزلہ قصائن کے ہے۔ اور جب یہ بُری خواہشات تم پر غالب ہیں۔ اور تم میں اسقدر

قوت نہیں۔ کہ تم ان چار ملیچھوں (ناپاکوں) کو دور کر سکو۔ جو ہر وقت تمہارے ساتھ رہتے ہیں۔ تو اس ظاہری صفائی اور ٹیپ ٹاپ سے کیا فائدہ۔ مبارک ہے وہ انسان جو ان چار ملیچھوں یعنے نفس امارہ۔ سفاکی۔ غیبت اور ناجائز غصہ سے اجتناب اختیار کرتا ہے۔ اور تمام گمنڈوں کو بالائے طاق رکھ کر خدا کے آستانہ پر سر خمیدہ ہوتا ہے۔ جس سے دل معرفت تامہ کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ تو پھر ذات پات اور چھوت چھات کے وہمی خیال کی اصلیت کھل جاتی ہے وہ اس معرفت کے گیان سے سرشار ہو کر ذات پات کے خود تراشیدہ مسائل کی اصلیت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ذات پات کی بحث صرف جہالت پر مبنی ہے۔ ورنہ "ایک پتا ایکس کے ہم بالک" یعنی ہم سب ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں۔ بیشک جو ایشور سے لگن لگاتے ہیں۔ ان کی ذات اعلیٰ ہے۔ اور جو خدا سے منہ پھیرتے ہیں۔ وہ ہیچ ذات یعنی ادنیٰ طبقہ کے لوگ ہیں؎

اس کے بعد پنڈت چرنداس جو بت پرستی کا بڑا حامی و مددگار بلکہ اس اگیانتا (جہالت) کا روح رواں تھا۔ باوا جی کا اس کے ساتھ بہت کھنڈن (رد) پر مباحثہ ہوا۔ اور باوا جی نے نہایت احسن طریقہ سے مورتی پوجا کی خامی اور کمزوری پنڈت چرنداس کے ذہن نشین کرائی۔ اور فرمایا۔ کہ دیکھو تم لوگ خود ہی پتھر سے تراش کر مورتی بناتے ہو۔ اور پھر اس کی پوجا (پرستش) شروع کر دیتے ہو۔ اور جب تم اس کے خود ہی ہرتا کرتا (فاعل) ہو۔ وہ تمہارا رازق اور خالق کیونکر بن سکتا ہے۔ کچھ تو اپنے دل میں غور کرو۔ جو مورتی پوجا (بت پرستی) سے چاہتا ہے۔ کہ مجھے مکتی (نجات) حاصل ہوگی۔ تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو برتن میں بجائے دودھ کے پانی ڈالکر اس کو بلونا شروع کرتا ہے اور پھر اس سے یہ امید رکھتا ہے۔ کہ اس سے مکھن نکلیگا۔ مکھن تو اس سے کیا نکلنا تھا

البتہ بلونی کے ساتھ برتن ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔ جو بت پرستی سے وصال باری کی خواہش رکھتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو بنجر اور کلر والی زمین میں تلبہ رانی کر کے اس میں بیج ڈالتا ہے۔ اور پھر اس سے یہ توقع رکھتا ہے۔ کہ عنقریب یہ میرا کھیت ہرا بھرا ہو جائیگا۔ مگر اس کا نتیجہ بالکل برعکس ہوتا ہے اس کی محنت بھی اکارت جاتی ہے۔ بلکہ بیج کا بھی ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اے برہمن! ذرا اپنے دل میں غور کر۔ جو تیرا یہ دعوے ہے۔ کہ یہ بت تم کو نجات دیگا بھلا اس کو ذرا دریا میں تو ڈالکر دیکھ۔ اگر یہ خود اس عملی کسوٹی پر پورا نکلیگا۔ یعنے پانی کی سطح پر تیرنے لگیگا۔ تو تمہارا بیڑا بھی پار کر دیگا۔ اور اگر خود ڈوب جائیگا۔ تو یقینی سمجھو۔ کہ تمہارا بیڑا بھی ساتھ ہی غرق کر دیگا۔ جب پنڈت نے یہ معرفت تامہ کے گیان کا اوپدیش (وعظ) سُنا۔ تو کانوں کے پردے کھل گئے۔ دل میں اس وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی ایک گونج پیدا ہوئی۔ اپنی پہلی زندگی پر کف افسوس ملنے لگا۔ آئندہ کے لئے ست مارگ (صراط مستقیم) پر چلنے کا عزم بالجزم کیا *

اسکے بعد باوا صاحب نے ان فقیروں کی طرف جو برہنہ رہنے کو ہی عبادت الٰہی خیال کرتے تھے۔ اور جو پانی میں کھڑے رہنے کو ہی موجب مکتی سمجھتے تھے۔ اور جو لق و دق جنگلوں میں رہنے کو ہی نجات کا موجب خیال کرتے تھے۔ مخاطب کر کے کہا۔ کہ عبادت الٰہی تم میں نہیں ہے۔ اور تم حقیقی نور سے دور پھینکے گئے ہو۔ اگر بقول تمہارے ننگے رہنے میں نجات موقوف ہے۔ تو یاد رکھو۔ کہ سب سے پہلے جنگل کے درندوں کو نجات ملیگی۔ اور تم کف افسوس ملتے رہ جاؤ گے۔ اور اگر پانی میں رہنے میں ہی مکتی کا دار و مدار ہے۔ تو یقینی سمجھو۔ کہ سب سے پہلے مینڈک نجات کا حقدار ہوگا۔ تم منہ دیکھتے ہی دیکھتے رہ جاؤ گے۔ یہ سن کر ان پاکھنڈیوں کی تو آنکھیں کھل گئیں اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ گمراہی سے تائب ہوئے۔ وحدہٗ لاشریک کی پرستش شروع کی

جگن ناتھ

جب باوا صاحب سیر کرتے کرتے جگن ناتھ پوری کرشن جی مہاراج کے مندر میں گئے۔ تو اس روز آسمان میں دھند اور غبار تھا۔ اور شام کا وقت تھا۔ آگے دیکھا۔ تو پجاری بتوں کی آرتی٭ میں مگن ہیں۔ مندر کے مہنت کے ہاتھ میں ایک بڑا چاندی کا تھال ہے۔ اس میں ہیرے اور لال جڑاؤ جڑے ہوئے ہیں۔ تھال کے درمیان سونے کا کندن کیا ہوا شمع دان ہے۔ اور اس شمعدان کے چار مکھ ہیں۔ اور ان میں علیحدہ علیحدہ خوشبودار دھوپ اور شمع کافوری جل رہی ہیں۔ عطر اسطرح چھڑکا گیا ہے۔ کہ تمام مندر عطر سے معطر ہو کر سورگ پوری (بہشت) کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ پھول۔ بادام۔ گھی۔ گری۔ زعفران اور نہایت اعلیٰ خوشبودار اشیاء بھی سمگری میں شامل ہیں۔ اور اس مندر کا مہنت پانڈہ (بڑا پوجاری) بڑے آن بان کے ساتھ عین مندر کے وسط میں اس تھال کو تھامے ہوئے ہے۔ اور تمام پانڈے بتوں کے آگے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر بتوں کی مہما اور حمد کے گیت گا رہے ہیں۔ نہایت خوشبودار پھول عطر اور نہایت اعلیٰ قسم کی نفیس مٹھائی بتوں پر نثار کر رہے ہیں۔ باوا جی ایک علیحدہ کونے میں بیٹھ کر یہ تمام تماشا دیکھتے رہے۔ جب وہ آرتی ختم کر چکے۔ تو پنڈت نے باوا جی سے آکر کہا۔ کہ آپ کھڑے ہو کر ٹھاکر جی کی آرتی میں کیوں مشغول نہیں ہوئے۔ باوا جی "آرتی"۔ "بتوں کی آرتی"۔ آہ! تم لوگ آرتی کی حقیقت سے بے بہرہ ہو۔ میرے ٹھاکر جی کی آرتی تو ہر وقت ہو رہی ہے۔ کیا رات کیا دن۔ کیا یہاں کیا وہاں۔ غرضیکہ ہر آن میرے ٹھاکر کی آرتی میں ہے۔ یہ جو ایک طرفۃ العین ہے

٭ یہ ایک رسم ہے۔ جو ہندوؤں کے مندروں میں صبح و شام ادا کیجاتی ہے۔ منہ

یہ بھی میرے ٹھاکر جی کی آرتی میں ہی گذر رہا ہے۔ بڑا پانڈہ اوہ تمہارے ٹھاکر کی آرتی کہاں ہے؟ اُنسنا تم تو مسلمان ہو۔ تم تو کرشن بھگوان کے پوتر تیرتھ۔ (پاک جگہ) کو بھرشٹ کرنے کے لئے آئے ہو۔ پھر باوا صاحب نے ایشور (خدا) کی آرتی (تعریف) کی نسبت ایک شبد میٹھی زبان میں الاپا ؏

راگ دھناسری محلہ پہلا آرتی شلوک ۹

گگن میں تھال رو چند دیپک بنے تار کا منڈلا جنک موتی

دہوپ مل آن لو پون چنور دکرے سگل بن رائے پھولنت جوتی

کیسی آرتی ہوے بہو کھنڈنان تیرے آرتی

اہند شبد واجنت بھیری

سہنس تو نین نانین ہے توہے کو سہنس مورت نانایک توہی

سہنس پد بمل نن ایک پد اگند بن سہنس

تو گند ایو چلیت موہی

سب میں جوت جوت ہے سوئے ؟

تس کے چانن سب میں چانن ہوئے ؟

گور ساکھی جوت پر گٹ ہوئے ؟

جو تس بھاوے سو آرتی ہوئے ؟

ہر چرن کمل مکرند لوبھت منوں اں دنوں موہ آہی پیاسا

کرپا جل دے نانک سارنگ کیھوئے جاتے تیرے تاؤ داسا

ترجمہ۔ خدا کی آرتی کے لئے آسمان تھال ہے۔ ستاروں اور سیاروں کے اس آکاش میں موتی جڑے ہوئے ہیں۔ چاند اور سورج دو بڑے لمپ ہیں۔ جس سے تیری آرتی سمپورن ہوتی ہے۔ یہ تمام خوشبو تیری آرتی کی مہک ہے۔ بادنسیم ہر وقت

آرتی میں ہجنور کرتی ہے۔ کل نباتاتی دنیا تیرے پھول ہیں۔ اسے نور کے خدا کیسی لطیف تیری آرتی ہے۔ اسے خوف کے کھنڈن (ردّ) کرنے والے خوشی سے نہ بجی ہوئی سریں تیرے نقاروں کا کام دیتی ہیں۔ تیری ہزار آنکھیں ہیں۔ پر ایک آنکھ٭ بھی نہیں۔ تیرے ہزار سروپ ہیں۔ پر ایک سروپ بھی نہیں۔ تیرے ہزار پاؤں ہیں۔ پر ایک پاؤں بھی نہیں۔ تیرے ہزار سونگھنے کے اعضا ہیں۔ پر ایک اعضا بھی نہیں۔ میں تیرے اس کھیل پر تعجب کرتا ہوں۔ نور جو کہ ہر ایک چیز میں ہے۔ تیرا ہی ہے۔ گورو کی تعلیم سے نور کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ چیز جو تجھے خوش کرتی ہے تیری حقیقی آرتی ہے۔ اسے خدا! تیرے چرن (پاؤں) کنول کی خوشبو پر میرا دل فریفتہ ہے۔ رات اور دن میں اس کا خواہشمند ہوں۔ اپنی مہربانی کا شربت پیاسے نانک کو پلاؤ۔ تاکہ وہ تیرے نام میں شانت (اطمینان) حاصل کرے ٭

بندرابن

اس کے بعد باوا جی کو بندرابن کی کرشن لیلا (تھیٹر) دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں جا کر انہوں نے عجیب ہی تماشا دیکھا۔ لوگ اس بات کو نہایت فخر سے بیان کرتے تھے۔ کہ کرشن جی مہاراج ایشور کے اوتار (خدا انسانی قالب اختیار کرتا ہے یا خدا کا سروپ انسانی جسم میں حلول کرتا ہے) تھے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے یہ دلائل پیش کرتے تھے۔ کہ کرشن جی گوپیوں سے دودھ اور مکھن چھین لیا کرتے تھے۔ اور ان کے ساتھ اور بہت سے عجیب عجیب چوچلے کیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے کنس[1] اور کالی[2] ناگ کو مار کر پاپ کو جڑ سے اکھاڑ دیا تھا۔ اور کرشن ایک غیر معمولی فطرت کا انسان تھا۔ اس کی بوترتائی قدسیت اور

٭ انسانی آنکھ مراد ہے۔ منہ۔ [1] کنس کرشن جی کا چچا تھا۔ جو نہایت

روحانیت ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم اسے ایشور کا اوتار خیال کریں۔ مگر ایک انسان کو خدائی کا مدعی پا کر بابا جی سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور باوا صاحب نے برملا اس کی تردید میں یہ شبد فرمایا۔ آسا دی وار شلوک ۵۔

وائن چیلے نچن گر۔ پیر ہلاون پھیرن سر
اڈ اڈ راوا جھاٹے پائے ویکھے لوک ہسے گھر جائے
روٹیاں کارن پوریں تال آپ پچھاڑیہ دھرتی نال
گاون گوپیاں گاون کان گاون سیتا راجے رام
نربھو نرنکار سچ نام جاں کا کیا سگل جہان

ترجمہ :۔ اے پانڈے! دیکھو یہ کیسی اندھیر نگری ہے۔ یہ چیلے تالیاں بجاتے ہیں۔ اور گورو ناچتے ہیں۔ اور پھر رقص کی مستی میں اپنے پاؤں اور سر کو ہلاتے ہیں۔ اور دھول اڑا اڑا کر اپنے سر میں ڈالتے ہیں۔ اور لوگ یہ سوانگ دیکھ کر تالیاں بجاتے ہیں۔ اور قہقہہ لگاتے ہیں۔ دراصل یہ تمام پیٹ پوجا کے سامان کر رکھے ہیں۔ اس کی اصلیت تو کچھ بھی نہیں۔ یہ خاک اڑا اڑا کر اپنے سر میں ڈالتے اور جگ ہنسائی کروالتے ہیں۔ گوپیاں کاہن راجہ سیتا رام گاتے ہیں۔ لیکن ایشو وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کا نام برحق ہے۔ وہ تمام مخلوقات کا رازق ہی نہیں۔ بلکہ خالق بھی ہے۔ اس کی ذات ان جھمیلوں اور پاکھنڈوں سے الگ ہے۔ ناچنا اور کودنا تو دل کا چاؤ ہے۔ یہ تو دل لگی اور دل بہلاؤ کے ساماں ہیں۔ ان سے معرفت تامہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ معرفت تامہ کا گیان (علم) حاصل کرنے کے لئے خوف الٰہی کا ہونا ضروری ہے۔ مگر تم لوگ تو عاقبت سے بے فکر اور

بقیہ حاشیہ :۔ ہی ظالم تھا۔ ۳ کالی ناگ ایک خوفناک اژدھا تھا۔ جس کے خوف سے وہاں کے لوگ سراسیمہ تھے۔

بے خوف ہو کر رنگ رلیاں منا رہے ہو۔ گویا کہ تمہیں موت یاد ہی نہیں۔ ایک طرف تو تم قلت عمر کے شاکی ہو۔ اور دوسری طرف وہ وہ انہونی کارروائیاں کر رہے ہو کہ گویا تمہاری عمر کا کہیں خاتمہ ہی نہیں۔ حقیقی گیان (علم) کے حصول کے لئے پریم (محبت) الٰہی کا ہونا ضروری ہے۔ یہ دل لگی اور تفریح طبع کے سامان یاد رکھو۔ کسی کام نہیں آئیں گے۔ خوف الٰہی اور ایشور کا پریم گناہوں کو دھو ڈالتا ہے۔ خوف الٰہی کے بعد انسان کے ہردہ میں ایک سچی تضرع پیدا ہوتی ہے۔ جس سے دل پریم کے نور سے منوّر ہو جاتا ہے۔ نیز بڑے پنڈت کے ساتھ باواجی کی کرشنا اور راما کے اوتار پر بحث ہوئی۔ باواجی نے اسوقت یہ شبد فرمایا۔ گرنتھ صاحب سے

سری راگ آسا محلہ پہلا شلوک ۲

کیا اوپما تیری آکھی جاسئے؟
توں سرب میں رہیا لو لائے؟
پوں اوپائے دھری سب دھرتی جل اگنی کا بند کیا
اندھلو دہ سر مونڈ کٹایا راون مار کیا وڈ بھیا
جیو اوپائی جگت ہتھ کینی کالی نتھ کیا وڈا بھیا
کِستوں پہ کہہ جورو کون کہیئے سرب نرنتر رو رہیا؟
نال کٹنب سانتھ ورداتا برہما بھالن سرشٹ گیا؟
اگے انت نہ پایو تاں کا کنس چھید کیا وڈ بھیا۔
رتن اوپائے دھرے کھیر متھیا ہور بھکلائی جو اسی کیا
کہو نانک چھپے کیوں چھپیا ایکا ایکی ونڈ دیا؟

ترجمہ:۔ اے خدایا میں تیری اوپما (حمد و ثنا) کس طرح کروں۔ جل وتھل بحر وبر میں تیرا ہی جلوہ ہے۔ یہ سرشٹی اور اوت پتی دنیا تیری تجلی سے ہی

مبتلا ہو رہی ہے۔ تو نے اپنی رحمانیت سے ہوا جیسے امولک رتن کو پیدا کیا۔ جس کی عدم موجودگی سے ایک منٹ میں انسان کے پران ہوا ہو جاتے ہیں۔ پھر تو نے اپنی کمال درجہ کی مہربانی سے پانی اور آگ جیسی نعمت غیر مترقبہ جس کے ساتھ انسانی زندگی وابستہ ہے۔ بغیر محنت کے ایسی ایسی نعمتیں دیں اپنی از حد کرپا اور رحمانیت سے سورج اور چاند جیسے دنیا میں اوجالا کرنیوالے امولک رتن پیدا کئے۔ اے دیا لو دکرپالو! ہم کہاں تک آپکی مہربانیوں کے گیت گائیں۔ آہ افسوس! اس اندھی دنیا کی پیروی کرنے والوں نے آپ کو کم پہچانا۔ جس میں ذرا فوقیت پائی۔ (حالانکہ اس کی فوقیت بھی آپ کی الحمدمیں رطب اللسان تھی) اسی کو اوتار سمجھ لیا۔ "رامچندر" کے "اوتار" ہونے پر لوگ یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ اس نے راون جیسے مہا پاپی کو مار ڈالا۔ حالانکہ راون اپنی خواہشات اور جذبات کا غلام بنا ہوا تھا۔ وہ اپنے دل پہ قابو نہ پاسکا۔ شہوت اور غضب کا غلام بن گیا۔ اور ان کی تابع ہو کر طرح طرح کے گناہ شروع کر دیئے۔ ایک گنہگار کی ہلاکت کے لئے اس کا گناہ ہی کافی ہے۔ ہندی میں مثل مشہور ہے "پاپی کے مارنے کو پاپ مہابلی ہے" یعنے گنہگار کی ہلاکت کے لئے اس کا گناہ ہی مَلَکَ الموت ہے۔ اگر راون جیسے پاپی کو رام چندر نے مار ڈالا۔ تو یہ کونسا معجزہ ہے +

اس دنیا کے خالق نے مخلوقات کو پیدا کر کے ان کی قسمتوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اگر کرشن نے کالی* کو مار ڈالا۔ تو اس میں کونسی کبریائی ہے۔ جس سے تم لوگوں نے اُسے اوتار بنا لیا۔ خدا تو نہ کسی کا باپ ہے۔ اور نہ اُس کا کوئی بیٹا ہے۔ "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ"۔ نہیں جنا اُس سے اور نہیں

* خوفناک اژدھا تھا۔ جس سے لوگ سراسیمہ تھے۔ منہ

جنا گیا وہ تو اجونی سے بھنگت یعنی جنم مرن سے پاک ہے۔ خدا کے نور سے ہر ایک چیز منوّر ہے۔ برہما برکتوں کے دینے والا معہ اپنے تمام خاندان اور اولاد کے تیری آفرینش کی تحقیقات کے واسطے گیا۔ مگر تیرا انت نہ پا سکا۔ تو بے انت ہے۔ اگر کرشن نے کنس جیسے سفاک کو مار ڈالا۔ تو اس میں کونسی انوکھی بات ہوئی۔ جس پر تم لوگوں نے کرشن کو اوتار مان لیا۔ اے خدا! تو نے اپنی کمال ارجمکی مہربانی سے "چودہ رتن" (جوہر) پیدا کئے۔ مگر لوگوں نے خیال کیا کہ یہ چودہ رتن سمندر کے بلونے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس سے وشنو کو اوتار مان لیا۔ کیا یہ "رتن" سمندر کے بلونے سے پیدا ہوئے تھے۔ حاشا وکلا بلکہ یہ آپ کی رحمانیت اور دیا کا نتیجہ تھا۔ اے نانک وہ خدا جس کا جلوہ ہر ایک چیز میں ہے۔ جس کے نور سے یہ مخلوقات منوّر ہے۔ اس سے ہم کسطرح پھر سکتے ہیں۔ وہ نعمتوں کا داتا ہے۔ ہم کسطرح اس کی نعمتوں سے انکار کر سکتے ہیں۔ تب باواجی نے ایک اور شبد فرمایا۔ دیکھو گرنتھ صاحب جس میں بتلایا۔ کہ اسطرح سے رب العالمین کی حمد و ثنا میں رقصاں ہونا چاہیئے ۔

راگ آسا محلا پہلا شلوک ۲

پورے تال جانے صالاح ہور نچناں خوشیاں من ماہ
واجاپت پکھاوجہ بھاؤ ہوئے آنند سچا من چاؤ
ایہا بھگت ایہا تپ تاؤ
ات رنگ ناچو رکھ رکھ پاؤ
ست سنتوکھ وجے دو وے تال پیریں واجا سدھا تھال
راگ ناد نہیں دوجا بھاؤ
ات رنگ ناچو رکھ رکھ پاؤ

بھو پھیری ہوئے من چیت۔ پہند پا اُٹھریاں نیتیا نیت۔
لیٹن لیبٹ جانے تن سواہ ات رنگ ناچو رکھ رکھ پاؤ
سکھ سبجا دیکھیا کا بجاؤ گور مکھ سنتا ساچا ناؤ۔
نانک آکھے ویرا دیر
ات رنگ ناچو رکھ رکھ پیر

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ کی رحمانی صفت کے تو تال اور سر ہونی چاہئیں۔ اس کے علاوہ اور کسی تال اور سُر میں رقت پیدا نہیں ہوتی۔ خدا کی بندگی کا باجا بجاؤ۔ اور اس کی معرفت کا تنبور۔ جب اس طرح کا ناچ ناچا جائیگا۔ تو دل کو بیحد سرُور پہنچے گا۔ اس کے سر اور تال کے موفقت کے لئے عبادت اور بندگی اختیار کرو۔ اس طرح کے ناچنے میں سُر تال قایم رکھو۔ صبر اور قناعت کے دو تال بجاؤ۔ اور خدا کی مہربانیوں اور برکتوں کے ناچنے کے لئے پاؤں میں گھنگرو باندھو۔ اور توحید الٰہی کے زمزمے زبان سے الاپو۔ اس طرح کے ناچ میں سر تال قایم رکھو۔ اللہ تعالےٰ کا خوف پھیری ہونا چاہیئے۔ اور اس کے نام کی ٹیک ہو۔ اٹھتے بیٹھتے۔ چلتے پھرتے ہر وقت اس کی حمد و ثنا کے گیت گاؤ۔ اور ایسی میٹھی سُر میں توحید کے زمزمے الاپو۔ حتیٰ کہ وجد آجائے۔ اس طرح سر اور تال کو قائیم رکھو۔ جب اسطرح کا ناچنا ناچوگے۔ تو دل کو شانت حاصل ہوگی۔ اور اُس پار برہم کا نام روم روم میں رچ جائیگا۔ نانک پکار پکار کر اس بات کا اعلان کر رہا ہے۔ کہ اس طرح کا ناچ قائیم رکھو۔

دُوسری دفعہ ہردوار میں جانا

حضرت باوا صاحب کرتارپور سے وادی کشمیر اور بہت سے دیگر پہاڑی

مقامات کی سیر کرتے ہوئے ہردوار کے "کمبھ" میلا پر آئے۔ آکر دیکھا۔ تو لوگ بکثرت جمع ہیں۔ بہت بھیڑ بھاڑ ہے۔ خلقت کا اژدہام ٹڈی دل سے کم نہیں۔ باواجی نے دیکھا۔ کہ تمام لوگ اپنے گناہ دور کرنے کے لئے گنگاجی کا اشنان کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد مشرق کی طرف منہ کرکے پانی اچھالتے ہیں۔ اگرچہ اُس وقت باواجی ضعیف العمر اور آپ کا جسم کمزور تھا۔ مگر آپ کے قلب میں مخلوق کی بھلائی کے لئے خاص تڑپ تھی۔ آپ بھلا اس عمدہ موقع کو کیوں ہاتھ سے جانے دیتے۔ یہ دیکھ کر آپ بھی فوراً دریا میں کود پڑے۔ اور بجائے مشرق کے مغرب کی طرف منہ کرکے پانی اچھالنا شروع کیا۔ لوگوں نے یہ اچنبے کی بات دیکھ کر تالیاں بجائیں قہقہے لگائے۔ اور آپس میں کہتے۔ کہ دیکھو یہ فقیر طرز عبادت سے بالکل ناواقف ہے۔ لوگوں کے لئے ایک تماشا بن گیا۔ اور بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور پوچھنے لگے۔ کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کو تبلیغ کا بہت عمدہ موقع ہاتھ آیا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ کرتارپور میں میری کھیتی ہے۔ وقت پر بارش نہیں ہوئی۔ اور مرجھا رہی ہے۔ میں اُسے پانی دے رہا ہوں۔ پھر ان لوگوں نے پوچھا۔ کہ کرتارپور کہاں ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ یہاں سے تین سو کوس کے فاصلے پر دریائے راوی کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ جواب سُن کر تمام لوگ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ اور کہا۔ کیسے یہ پانی اسقدر فاصلہ پر جا پہنچے گا؟ یہ تمہارا بھولاپن ہے۔ ورنہ اس کا نتیجہ کچھ نہیں۔

باوا صاحب نے کہا۔ میرے دوستو! سب سے بڑے احمق تو تم ہو۔ اگر میرا پانی میری کھیتی میں جو اسی دنیا میں ہے۔ نہیں پہنچ سکتا۔ تو بھلا تمہارا پانی پرلوک (دوسری دنیا) میں تمہارے فوت شدہ بزرگوں اور سورج دیوتا کو کسطرح جا پہنچے گا جن کی جائے وقوع سے بھی تم ناواقف ہو۔ اے لوگو! ان باطل عقیدوں کو چھوڑ دو۔

اور وحدہٗ لاشریک کی پُوجا کرو۔ جو تمہارا رازق اور خالق ہے۔ گنگا کا پانی تمہارے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سچی توبہ ہی گناہوں کی رستگاری کا موجب ہوگی۔ توبہ اور تضرع سے خداوند تعالےٰ کی رحمت کے دروازے کھلتے ہیں۔ اپنے میں تبدیلی پیدا کرو۔ نیک کاموں کو اپنا شعار بناؤ۔ اس معرفت کے گیان نے ان کے جلے ہوئے قلوب پر امرت جل کی برکھا کی۔ اور وہ آئیندہ کے لئے تائب ہوئے۔ قصص ہند میں اس قصہ کو اس طرح لکھا ہے۔ دیکھو قصص ہند ص۱۶۹۔

"ایک دفعہ بابا نانک ہردوار کے میلے میں پھر رہے تھے۔ چند برہمنوں کو دیکھا۔ کہ اپنی رسم مذہبی کے بموجب مشرق کی طرف منہ کرکے درختوں کو پانی دے رہے ہیں۔ کہ پتروں کو اس کا ثواب پہنچے۔ باوا جی ان کے سامنے جاکر کھڑے ہوئے۔ اور مغرب کو منہ کرکے اسی طرح پانی اُچھالنے لگے۔ وہ لوگ انہیں نہ پہچانتے تھے۔ سمجھے کہ یہ کوئی گنوار فقیر ہے۔ پوجا پاٹ کے طریقہ سے بالکل بے خبر ہے۔ چنانچہ ہنسکر کہا۔ کہ بابا یہ کیا کرتا ہے؟ انھوں نے کہا۔ کہ کرتارپور میں میری کھیتی ہے۔ اُسے پانی دیتا ہوں۔ انھوں نے کہا۔ بھلا یہ کیا عقل ہے یہاں سے وہاں تک صدہا کوس کا فاصلہ ہے۔ یہ پانی اتنی دُور کیونکر پہنچ سکتا ہے باباجی نے ہنسکر کہا۔ کہ اگر اتنی دُور بھی پانی نہیں پہنچ سکتا۔ تو بھلا کیونکر تمکو امید ہے۔ کہ یہ چار چلو پانی جو یہاں چھڑک رہے ہو۔ دُوسری دنیا میں تمہارے پتروں کو پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد چند دوہرے معرفت الٰہی کے ایسے پڑھے۔ کہ تمام سُننے والوں کے دل پانی پانی ہوگئے اور سب نے آکر قدم پکڑ لئے"۔

باوا صاحب کی آزمائش

جہاں وہ پاربرہم جوتی سروپ ربّ العالمین اپنے پیاروں کو معرفت تامہ

کے گیان سے سرشار اور پریم کے پیالہ سے مگن اور فیض روحانی سے مالامال کر دینا ہے۔ وہاں دوسری طرف وہ اپنے بھگتوں کا گاہے گاہے امتحان بھی کر لیتا ہے۔ انہیں آزمائش کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھتا ہے۔ کہ ان کا تعلق میرے ساتھ کہاں تک ہے۔ انہیں آزمائش کی بھٹی میں ڈالتا ہے۔ جس سے کھرے کھوٹے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ اگر وہ اس آزمائشی بھٹی کی طپش کو برداشت کر جاتے ہیں۔ تو اگر وہ پہلے لوہا ہوتے ہیں۔ تو پھر فولاد ہو جاتے ہیں۔ اگر سونا ہوتے ہیں۔ تو پھر کندن ہو جاتے ہیں۔ سو اس گیان کی کسوٹی اور آزمائش کی بھٹی میں باوا جی کو بھی ڈالا گیا یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ بلکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ جہاں وہ رب العالمین اپنے بھگتوں پر فضل اور انعام و انعام پر اکرام کرتا ہے۔ وہاں دوسری طرف امتحان میں بھی ضرور ڈالتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی قربانی راجہ رام چندر کو ۱۲ سال بنباس (جلاوطنی) پرہلاد بھگت کا دردناک قصہ اس کو وحدہٗ لاشریک کی پرستش سے باز رکھنے کے لئے طرح طرح کی تکالیف اور اذیتیں دینا اور ان کا طوفان میں چٹان کی طرح قائم رہنا۔ حضرت یوسفؑ کا رقت انگیز قصہ۔ یہ واقعات ایسے نہیں۔ جو آٹھ آٹھ آنسو رلائے بغیر رہ سکیں۔ مگر جب یہ خدا کے پیارے اپنے رب کے امتحان میں ثابت قدم نکلے۔ تو آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ ان پر کیسے کیسے انعام و اکرام نازل ہوئے۔ کیسے کیسے خوارق عادت معجزات ان سے ظہور پذیر ہوئے۔ باوا نانک جی کی آزمائش بھی اسی اصول کے ماتحت تھی۔ خاندان لودھی کے عہد میں بہلول لودھی اور اس کا بیٹا سکندر دونوں بڑے زبردست اور اقبال مند بادشاہ گذرے ہیں۔ بہلول لودھی نے بہت عرصہ تک سلطنت کی۔ یعنی ۱۴۵۰ء سے لیکر ۱۴۸۶ء تک۔ یہ بادشاہ نہایت متقی۔ پرہیزگار۔ اور تدابیر ملکی میں بڑا ہوشیار اور اہل علم سے بڑی محبت کرتا تھا۔

اس کے عہد میں ہندوستان بڑے اوج موج پر تہا۔ بادشاہ اور رعایا دونوں سکھ اور چین سے بسر کر رہے تھے۔ بادشاہ کے انصاف اور ہمدردی سے جنگل میں منگل تہا۔ سکندر کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم لودہی بڑا بے ہمت نکلا۔ اُس کے ظلم و ستم کے باعث سلطنت میں ابتری پھیل گئی۔ اس نے باوا نانک جی کو بھی قید کر لیا۔ باوا جی نے اس آزمائش میں ہر طرح سے صبر اور استقلال دکھایا۔ اور اس شلوک کو بار بار پڑھا "رائی ودھے نہ تل گھٹے جو لکھیا کرتار"۔ یعنی ایشور کے حکم کے بغیر تو ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ جو کچھ دکھ سکھ انسان کو پہنچتا ہے۔ یہ تمام اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہے۔ جیل میں جانے سے پہلے باوا جی نے ابراہیم لودہی سے مخاطب ہو کر یہ شبد پڑھا:

آسا دی وار محلا پہلا پوڑی ۱۴

کپڑا روپ سہاونا چھڈ دنیاں اندر جاونا
چنگا مندا اپنا آپ ہی کیتا پاونا
حکم کیئے من بھاوندے راہ بھیڑے اگے جاونا
ننگا دوزخ چالیا تاں دسے کھرا ڈراونا
کراوگن پچھوتاونا

مطلب:۔ یہ جو عمدہ مخمل اور نین سکھ کے لطیف اور نفیس لباس ہیں۔ آخر کار یہ تمام یہاں کے یہاں ہی رہ جائیں گے۔ ایک غریب اور بادشاہ کی قبر کو کھود کر دیکھ لو۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس گاڑھے کے کرتے اور نین سکھ کی قمیض میں کیا فرق آیا ہے۔ بغیر اعمال صالح کے اور کوئی چیز ساتھ نہیں جائیگی۔ جیسا تم اچھا یا بُرا کام کروگے۔ اُس کا پھل تمہیں ضرور ملیگا۔ بے شک یہاں تو تم من مانی کارروائیاں کر سکتے ہو۔ خود روی اور خود سری سے کام لے سکتے ہو

مگر آگے جس راستہ سے تمہیں گذرنا ہوگا۔ وہ نہایت ہی تنگ راستہ (پلصراط) ہے۔ جب تمہیں برہنہ کرکے اور تمہاری مشکیں باندھ کر جمدوت (فرشتے) دوزخ کی جلتی ہوئی بھٹی میں دھکیلیں گے۔ تو تم اسوقت مارے خوف کے توبہ توبہ کروگے مگر اس وقت تمہاری پکار کوئی نہیں سنے گا۔ روئی کی طرح دھنے جاؤگے۔ اس وقت بہت پچھتاؤگے۔ مگر اسوقت کا پچھتانا کچھ کام نہیں آئیگا۔ یہی وقت ہے جس نے سمجھنا ہے سمجھ لے۔ اگر رات ہے۔ تو دن کا انتظار نہ کرو۔ اگر دن ہے۔ تو رات کا انتظار نہ کرو۔ یہی وقت ہے جس میں تمام عاقبت کے لئے نیک کمائی کرسکتے ہو۔ یہ سن کر سلطان لودھی اور بھی مارے غصہ کے آتش ہوگیا۔ اس کے خشم اور سفاکی کی حد نہ رہی۔ آنکھیں سُرخ ہوگئیں۔ جیل کے دار وغہ کو حکم دیا۔ کہ اس فقیر کو فوراً جیلخانہ میں لے جاؤ۔ جیل کے داروغہ باواجی کو جیل خانہ میں لے گیا۔ جنم ساکھی میں لکھا ہے۔ کہ آپکے چہرہ پر کسی قسم کی اوداسی نہ تھی۔ بلکہ آپ کا چہرہ بشاش تہا۔ اور رہ رہ کر قرآن شریف کا یہ زریں اصول آپ کے قلب میں گونج رہا تہا۔ فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً۔ بیشک مشکل کے بعد آسانی ہے۔ غم کے بعد خوشی ہے۔ رنج کے بعد راحت ہے۔ جیلخانہ میں جاکر آپ کو کلمتہ اللہ کی تبلیغ کا بہت عمدہ موقع ملگیا۔ جیلخانہ میں تو جرائم پیشہ اور مہاپاپی قید تھے۔ آپ نے ان کو معرفت کے گیان کا پرچار کرنا شروع کیا۔ اور سمجھایا۔ کہ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ جو کچھ یہاں بوؤگے۔ وہی آگے جاکر کاٹوگے۔ اگر کسی کو زہر دوگے۔ تو آگے جاکر بھی تمہارے لئے زہر کا پیالہ تیار ہے۔ اگر امرت دوگے۔ تو آگے تمہارے لئے بھی امرت کا پریم پیالہ تیار ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ یقینی سمجھو۔ پاپ کا پھل پاپ ہے۔ خدا تعالےٰ سے روگردانی اختیار کرنے سے تمام دکھ اور بلائیں نازل ہوجاتی ہیں۔ یاد رکھو۔ جن رشتہ داروں کے لئے تم پاپ کمارہے ہو

یہ تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے۔ غرضیکہ آپ نے جیلخانہ کے جہا پاپ اور گند کو خدا کے پوتر نام کی قدسیت سے دہونا شروع کیا۔ باوا نانک جی کے پاک وعظ نے قیدیوں کے جلے ہوئے دل پر شانت کی برکہا کی۔ ان کے گیان کے موحدانہ نور نے بہتوں کے دلوں کو منور کردیا۔ بہت سے قیدی راہ راست پر آ گئے؀

اللہ اللہ خدا کے پیاروں کی قید بھی بہتوں کی مخلصی کا باعث ہوجاتی ہے؀

باواجی کی رہائی

ادہر جب سلطان ابراہیم لودہی کی سفاکی بیباکی حد سے گذر گئی۔ رعایا تنگ تھی۔ اور اہلکار نالاں تھے۔ بعض امراء جو اس سے بیزار تھے۔ بابر کو جو امیر تیمور کی چھٹی پشت میں وسط ایشیا کے مغلوں اور ترکوں کا ایک بڑا مشہور چغتائی سردار تھا۔ اور کابل میں حکمرانی کرتا تھا۔ اس کے ساتھ خفیہ پیغام رسانی شروع کی۔ یہ لکھا۔ کہ آپ ہندوستان پر فوج کشی کرکے اس ملک کو تسخیر کرلیویں۔ چنانچہ بابر نے ۱۵۲۴ء میں کابل سے آکر لاہور پر تسلط کیا۔ اور پھر دو سال بعد ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ایک مشہور معرکے میں سلطان ابراہیم لودہی کو شکست فاش دیکر دہلی پر قابض ہوگیا۔ اس وقت سے ہندوستان کی سلطنت سلاطین افغانیہ کے ہاتھ سے نکلکر سلاطین مغلیہ کے قبضہ میں چلی گئی جب قید کے عالم میں بھی باواجی کے موحدانہ کلاموں نے اپنے نور کا جلوہ دکہلایا تو لوگ باواجی کے گرویدہ ہوگئے۔ اور ان کو نئے بادشاہ کے سامنے لے گئے۔ بابر اُن سے اچھی طرح پیش آیا۔ اور ان کی موحدانہ کلام سن کر بہت محظوظ ہوا۔ کہتے ہیں۔ کہ اسوقت بابر بادشاہ اپنے مصاحبان خاص کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اور

شراب کا دور چل رہا تھا۔ شاہ مذکور نے کہا۔ کہ بابا کو بھی شراب دو۔ بابا نانک نے کہا۔ کہ اس کا نشہ عارضی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اتر جاتا ہے۔ مجھے ایک ایسا نشہ ہاتھ آگیا ہے۔ کہ کبھی اترتا ہی نہیں۔ مجھے اس سے معاف رکھیئے۔ بابر اس لطیفہ کو سن کر بہت خوش ہوا۔ اور باوا جی کو رہا کر دیا۔

بعض جنم ساکھیوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ بابر کو باوا نانک جی نے دنیا دی تھی۔ اور کہا تھا۔ کہ سات پشتوں تک میری بادشاہت اس ملک میں رہے گی بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اگر باوا جی مسلمان ہوتے۔ تو سلطان ابراہیم لودھی انہیں قید کیوں کرتا۔

مگر ان دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سلطان ابراہیم کے قید کرنے سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ آپ مسلمان نہ تھے۔ مسلمان بادشاہوں اور مسلمان حکومتوں کی طرف سے بعض وقت بڑے بڑے علمائے اسلامی کو دکھ پہنچتے رہے ہیں۔ اور بہت سے معزز علمائے اسلامی نے جنکا نام آج کل دنیا میں عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اپنا وقت قید خانوں میں گزارا۔ اور اس امر کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جنکا ذکر اس جگہ ضروری نہیں۔ عام طور سے لوگ بخوبی واقف ہیں۔ حضرت شیخ احمد سرہندی الف ثانی جن کے روضہ کی زیارت کے لئے ۱۹۰۷ء میں امیر حبیب اللہ خان والئے افغانستان تشریف لے گئے تھے۔ ان کو جہانگیر نے قید کر دیا تھا۔ بہت سے اولیاء مجدد مسلمانوں میں سے ایسے گذرے ہیں۔ جن کی اب تمام مسلمان عزت کرتے ہیں۔ اور ادب سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے زمانہ میں ان کے ساتھ ایسا ہی یا اس سے بھی بدتر سلوک کیا گیا۔ پس باوا نانک صاحب اگر قید ہو گئے۔ تو ان کا قید ہونا ہرگز اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ آپ مسلمان نہ تھے۔ بلکہ یہ امر کہ آپکے مسلمان پیر ؤں ایسے

کسی کو مرتد قرار دیکر سزائے موت نہیں دی گئی۔ اس امر کی ایک صاف گواہی ہے۔ کہ آپ کی تعلیم و تلقین اسلام کے خلاف نہ تھی ۞

بابا بڈھا

ایک روز باوا صاحب بھائی بالا کے ہمراہ جنگل میں اس حقیقی صانع کی مصنوع کے نکات معرفت کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اور تنہائی میں توحید الٰہی کے زمزمے آلاپ کر اپنے دل کو مطمئن کر رہے تھے۔ اس مرغزار میں باوا جی نہایت خوشی اور آنند کے ساتھ ایشور بھگتی میں مگن تھے۔ کہ ایک ہونہار لڑکا جس کی عمر قریباً بارہ سال کی ہوگی باوا جی کے پاس آیا۔ اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور عرض کی۔ کہ چند روز کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ ہماری کھیتی پٹھانوں نے تباہ کر دی۔ ہم واویلا کرتے اور روتے پیٹتے رہے۔ مگر زبردست کے ساتھ کچھ پیش نہ گئی۔ آخر رو دھو کر قہر درویش برجان درویش چپ ہو گئے۔ جب ہم انسانوں کے ساتھ جو ہماری طاقت سے کسی قدر زیادہ تھے۔ کچھ مقابلہ نہیں کر سکے۔ تو اُس احکم الحاکمین کے فرستادہ ملک الموت کے ساتھ کون زور چلا سکتا ہے۔ میں ہر وقت اس فکر میں لگا رہتا ہوں۔ کہ کسی طرح سے ان دکھوں سے نجات ملے میں نے سُنا ہے۔ کہ فقیر پرخ (قسمت) میں میخ لگاتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے حضور عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ از راہ لطف کوئی ایسا مجرب نسخہ بتلایئے۔ جس سے اگیان (جہالت دور ہو کر) گیان (علم الٰہی) کا ظہور ہو۔ حقیقی سُکھ اور دائمی راحت نصیب ہو۔ باوا صاحب نے فرمایا۔ کہ ابھی تم بچے ہو۔ یہ مجاہدات کٹھن ہیں۔ جب بڑے ہو گے۔ تو جس چیز کی تم تلاش میں ہو۔ اُسے پالو گے۔ تو بھائی بڈھے نے کہا کہ بڑی لکڑیوں کی نسبت چھوٹی لکڑیاں بہت جلد آگ قبول کرتی ہیں۔ اگر آپ مجھے کوئی ایسا گر بتلائیں گے۔ کہ جس سے حقیقی سکھ اور دائمی راحت نصیب ہو

تو مجھے امید ہے۔ کہ میں بسر و چشم عمل کروں گا۔ باوا صاحب نے فرمایا۔ اَے بھائی تم بڈھوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ تو باوا صاحب نے اُسے اپدیش (وعظ) کیا۔ کہ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھ کر تمام دنیاوی الائشوں سے پاک ہو کر محض اللہ تعالےٰ کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے نام کا سمرن کرو۔ باوا جی نے فرمایا۔ کہ بدوں اللہ تعالےٰ کی بندگی اور عبادت کے کبھی انسان کو حقیقی آرام نہیں مل سکتا۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت سے محبت اور لگاؤ کے لئے نیکوں کی صحبت ضروری ہے۔ بدوں نیکوں کی صحبت عبادت سے محبت اور اللہ تعالےٰ سے ملاپ مشکل ہے ؛

ایشور کے ملاپ کی یہی ایک راہ ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہیں۔ کہ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھ کر سادھ سنگت کی صحبت میں بیٹھو اور رام نام کا سمرن کرو۔ اس سے تمام دکھ دور ہو جائیں گے۔ حقیقی سکھ اور دائمی راحت نصیب ہو گی۔ یہ معرفت تامہ کا گیان سن کر بھائی بڈھا کے دل میں عشق الہٰی کے لئے ایک ولولہ پیدا ہؤا۔ گورو کے چرنوں پر گر پڑے۔ اور آئندہ کے لئے باوا صاحب کی صحبت میں رہنے کا عزم بالجزم کیا۔ اور بھائی بڈھا کے نام سے مشہور ہو کر کوئی سوا سو برس تک گورو کی خدمت میں رہ کر گورو ہرگوبند کے زمانہ میں انتقال کیا۔ سکھوں میں ان کی بڑی مانتا ہے۔ سکھ لوگ ان کا نام بڑی تعظیم سے لیتے ہیں۔ بلکہ دوسرے سے چھٹی بادشاہی تک یہی سب گوروؤں کو سجادہ نشین کرتے رہے۔ اور گوروؤں کو گدی تلک دیتے رہے ؛

گورو انگدجی

اس کے بعد بھائی لہنا جی جو دیوی پوجا کے بڑے معاون اور سرگرم لیڈر تھے۔ بھائی لہنا جی ہر سال چار پانچسو آدمیوں کی جماعت کو لیکر جوالا مکھی پر (کوہ آتش فشاں کانگڑہ) کی

پہاڑیاں) دیوی کے درشن کو جایا کرتے تھے۔ اور راستہ میں "جے لاٹاں والی تیری سدا ہی جے" کے آوازے کستے جاتے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ اپنی تمام جماعت کو لیکر جوالا مکھی پر دیوی کی پوجا کو جارہے تھے۔ تو آپ کو معلوم ہُوا۔ کہ راستہ میں ایک کامل فقیر باوا نانک صاحب براجمان (بیٹھے ہوئے) ہیں۔ چونکہ آپ کے دل میں سادھو مہاتموں کے ملنے کی ایک لگن تھی۔ اس لئے آپ تمام گروہ کو ایک علیحدہ جگہ میں چھوڑ کر خصوصیت سے باواجی کے درشنوں کو آئے۔ آگے باوا صاحب جنگل کی ایک کنج تنہا میں بیٹھے ہوئے ایشور کی لگن میں مگن تھے۔ میٹھی سر میں توحید کے زمزمے الاپ رہے تھے۔ بھائی لہنا نے آکر باواجی کی چرن بندنا (نمسکار) کی۔ اور عرض کی۔ کہ آپ مجھے اپدیش کریں۔ باوا صاحب نے توحید کا وعظ کیا۔ اور کہا۔ کہ اس پار برہم (محیط الکل) کی بندگی کرنی چاہیئے۔ جس کی حمد میں تمام دیوی دیوتا پیر پیغمبر رطب اللسان ہیں اور اللہ تعالےٰ کی بندگی سے ہی دیوی دیوتا کو یہ رتبہ ملا ہے۔ باوا صاحب نے ایک توحید کا دوہرہ فرمایا۔ گرنتھ صاحب سے ۔

دوسر کاہے سمریئے جمے تے مرجاء
ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سماء

یعنی کسی دوسرے کی پوجا نہیں کرنی چاہیئے۔ جو آج ہے اور کل نہیں۔ ایک وحدہٗ لاشریک کی پوجا کرنی چاہیئے۔ جو ہمیشہ دائم وقائم ہے۔ جس کا جلوہ جل وتھل اور بحر و بر میں ہے۔ جس کے نور سے یہ دنیا منور ہے۔ باواجی کے موحدانہ کلام کے نور سے بھائی لہنا کا سینہ منور ہوگیا۔ دل میں وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی گونج پیدا ہوئی۔ پھر باوا صاحب نے بھائی لہنا کو کہا۔ کہ آپ جس کام کو جاتے ہیں۔ جائیے۔ واپسی پر ہمیں ملنا۔ تو بھائی لہنا نے کہا۔

کہ بابا میرا آون جان رہیا۔ یعنے کہاں کا آنا اور کہاں کا جانا میں تو آپ کے در پر دھونی رماؤں گا۔ وہ امولک رتن جس کی تلاش میں میں نے در بدر کی خاک چھانی وہ گوہر نایاب جس کی تلاش میں میں کو بکو پھرا۔ شکر کہ آج میسر آیا ؎

آں چیز کہ شب ہا بدعا خواستہ ٭ صد شکر کہ امروز میسر گشتہ

اب آپ نے میرے سینہ پر معرفت کی لگن کی چنگاری سلگادی ہے۔ اب تو آپکے در پر رام نام کی لوٹ لوٹیں گے۔ پھر پچھتائے ہوت کیا جب پران جائیں گے چھوٹ۔ آپ نے گورو مہاراج کی وہ خدمت اور سخت سے سخت اور کڑے سے کڑے مجاہدات میں وہ ثابت قدمی اور مستقل مزاجی دکھلائی۔ کہ آخر گدی کی دستار آپ ہی کے سر پر بندھی ؎

باواجی کی حق شناسی

اس حق شناس نے اپنی اولاد میں سے کسی کو گدی پر نہ بٹھایا۔ بلکہ اپنے چیلوں میں سے بھائی لہنا کھتری کو اپنا جانشین کیا۔ اور اس کا نام گورو انگد رکھا۔ یعنے ذات اور جسم و جان یایک ان کی بی بی نے جب یہ حال دیکھا۔ تو انہیں بہت رنج ہوا۔ رام چندر کی سوتیلی ماں کیکئی کی طرح ان کے غصہ اور رنج کی کوئی حد نہ رہی۔ مگر وہاں تو دنیا کی ملاوٹ تھی۔ یہاں روحانیت کی لگن تھی وہاں بے انصافی تھی۔ یہاں حق شناسی تھی۔ ان کی بی بی نے بہت اصرار کیا۔ اور کہا۔ کہ آپ کے فرزندوں کے ہوتے غیر شخص کو جانشین کرنے سے کیا فائدہ دیکھا جو تم کہتے ہو۔ یہ تمہاری اطاعت کریں گے۔ اسی دن فرش پر چوہا بیجان پڑا تھا۔ انہوں نے بیٹوں سے کہا۔ کہ اسے اٹھا کر پھینک دو۔ بیٹوں میں سے کسی نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا۔ گورو صاحب نے لہنا کو اشارہ کیا۔ اس نے فوراً حکم کی

تعمیل کی۔ اور چوہے کو اٹھا کر پھینکدیا۔ گورو صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور اسے دعائیں دیں۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ میرا اصلی بیٹا یہی ہے۔ جس نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ اسی طرح ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ جنگل میں چلے جاتے تھے۔ دیکھا۔ کہ ایک مردہ کی لاش پڑی ہے۔ باباجی نے کہا۔ کہ جو میرا صدق دل سے چیلا ہے۔ وہ اس مردار کو کھالے۔ چنانچہ اور سب کو نفرت آگئی۔ مگر بھائی لہنا اُسی وقت جھک کر منہ مارنے لگے۔ پھر دیکھا۔ تو وہ فقط موہن بھوگ یعنی تر علوہ تھا۔ لاش مردار کچھ نہ تھا پھر باوا صاحب نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ تو سیوا کا میوہ ہے۔

باوا جی کا وصال

جب باوا صاحب اپنی حقیقی مشن کے پودے کی جڑھ کو زمین میں مضبوطی سے لگا چکے۔ تو آپ نے اپنے سکھوں اور مریدوں کی رہنمائی کے لئے اپنے مریدوں میں سے ایک قابل مرید بھائی انگد جی جس نے حقیقی گیان کے لئے اپنا تن من دھن ارپن کردیا تھا۔ منتخب کیا۔ سکھوں کی پستکوں میں لکھا ہے۔ کہ بھائی انگد جی روحانیت کے رنگ میں رنگین اور معرفت نامہ سے سرشار اور گیان کے بھنڈار سے لبریز اور پریم کے نور سے منور تھے۔ ان کو گوریائی کی گدی (سجادہ نشینی) دے کر آپ اسوج بدی دسمی ۱۶۹۶ سمہ بکرمی بدی مطابق ۱۵۳۹ء یا ۹۹۳ھ کو اپنے حقیقی محبوب سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؁

عمر باوا صاحب کی تاریخ ولادت اور وفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ۷۰ سال کی عمر پائی۔ اور باوجود اتنی عمر کے مرتے وقت تک آپ کے ہوش اور قوے درست تھے ؁

باواجی کے اوپدیش و تصنیف کا خلاصہ

باواجی کا کلام معرفت الٰہی سے پُر ہے۔ تصوف کا خزانہ ہے۔ اسکا مختصر بیان تو باواجی کے حالات میں آگیا۔ مگر پھر بھی یہاں کچھ علیحدہ افادۂ عام کے لئے گرنتھ وجنم ساکھی سے اقتباس کر کے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

اخلاق

جتنے نبی دنیا میں تشریف لائے۔ جسقدر بزرگ ہادی رہنما ہوئے۔ سارے خلیق سب کے سب ملنسار تھے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے مذہب جاری ہوگئے۔ اور لوگ آج تک ان کے ناموں کو بڑی عظمت اور تعظیم کے ساتھ لیتے ہیں۔ باوا صاحب بڑے پاکباز نیک شعار اور نیکوکار تھے آپ کریم الاخلاق تھے۔ جب کسی غیر مذہب والے کے ساتھ آپکا واسطہ پڑتا۔ خواہ وہ ناستک (دہریہ) ہی کیوں نہ ہو۔ آپ بڑی حلیمی اور پیار سے اس کے عقیدہ کا کھنڈن کرتے۔ آپکا طرز بیان دل کو لبھائے لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ سامعین کے دلوں پر وہ شیریں کلام نقش فی الحجر ہو جاتا تھا۔ آپکے اخلاق علوی کا دائرہ یہاں تک وسیع تھا۔ کہ جس کے ساتھ آپ کو دو چار منٹ بھی گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ وہ سو جان سے قربان ہوگیا۔ آپکے دست مبارک یتیموں اور مسکینوں کی ہمدردی میں ہمیشہ لگے رہتے تھے۔ آپکے کلام میں ایک خاص قسم کی حلاوت تھی۔ اور لامذہب اور ناستک بھی آپکے کلام کو بڑی چاہت سے سنتے۔ اور مستفید ہوتے۔ آپنے ہندوؤں کے بڑے بڑے تیرتھوں پر جاکر مورتی پوجا اور دیگر پاکھنڈوں کا اس طرز سے رد کیا۔ کہ پانڈے باوجود اس بات کو سخت برا ماننے کے بھی آپ کی شان میں کوئی سخت کلامی

نہ کر سکے۔

توحید کے زمزمے

حمد اوصاف الٰہی میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

ایک اونکار ست نام کرتا پرکھ نربہو نرویر اکال مورت اجونی
سے بھنگ گور پرشاد جپ آد سچ جگاد سچ ہے بھی سچ نانک
ہوسی بھی سچ
جپ جی صاحب

مطلب ۱۔ ایشور وحدہٗ لا شریک ہے۔ کوئی اس کا ثانی نہیں۔ کل کائنات کے پیدا کرنے والا اور پھر عالم کو نابود کرنے والا وہی ایک ہے۔ ایشور ازلی ابدی ہے۔ عدم اور نیست سے بری ہے۔ وہ خالق کل ہے۔ پرمیشور بیم وخوف سے بری ہے۔ کسی دوسرے سے اس کو خوف نہیں۔ وہ لاثانی اور لاشریک ہے تو پھر خوف کس سے ہو۔ چونکہ ایشور لاشریک ہے۔ اس لئے اس کو کسی سے عداوت نہیں۔ عداوت تو ہمسر اور دوسرے سے ہوا کرتی ہے۔ وہ قائم بالذات ہے۔ کسی سے اس کو احتیاج نہیں۔ پھر عداوت کہاں سے پیدا ہو۔ وہ موت سے پاک ہے یعنے ذات حی لایموت ہے۔ مرتا وہ ہے جو پیدا ہوتا ہے۔ نہ وہ کبھی پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ مرتا ہے۔ ہمیشہ ہی قائم ودائم ہے۔ چنانچہ لایموت ہونے کی علت کہ گورو جی نے آگے صراحت سے بیان فرمادیا ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ پرمیشور لایموت یعنی موت سے پاک ہے۔ آپ اس کا بیان فرماتے ہیں کہ وہ فنا سے بھی پاک ہے۔ باوا صاحب کے ان بچنوں سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ایشور جون میں نہیں آتا۔ پس ان لوگوں کا عقیدہ غلط ہے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ پرمیشور "اوتار" یعنے انسانی قالب میں حلول کرکے دنیا کا بیڑا پار کرتا ہے۔ ان لوگوں کو باوا جی کے اس شلوک سے سند پکڑنی چاہیئے۔ تمام صفات کاملہ کا منبع

ایشور جو سراپا مہربان ہے۔ اسی کا ورد کرتا چلا ہیئے۔ وہ ظہور عالم سے پیشتر حق اور ظہور کے وقت میں بھی حق تھا۔ جس طرح وہ زمانہ ماضی میں حق تہا۔ اسی طرح زمانہ حال میں بھی حق ہے۔ اے نانک! آئیندہ بھی وہ حق رہے گا۔ آگے اور ملاحظہ فرمایئے۔

بہے وِچ پون وسے سد واؤ ۔ بہے وِچ چلے لکھ دریاؤ۔
بہے وِچ اگن کڈھے وے گاہ ۔ بہے وِچ دہرتی دسے بیاہ
بہے وِچ سورج بہے وِچ چند ۔ کوہ کروڑی چلت نہ انت

مطلب۔ یعنی اس خدا کے حکم کے ماتحت مختلف اقسام کی ہوائیں چلتی ہیں۔ اس کے حکم کے اندر لکہو کہا دریا بہ رہے ہیں۔ اور اسی کے حکم میں اگنی چلتی ہے۔ اور اس کے حکم کے ماتحت زمین میں طرح طرح کی نباتات پیدا ہوتی ہے۔ اسی کے حکم کے اندر سورج چاند کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اس کے حکم کے ماتحت ہی کروڑوں میل اپنی محور پر گشت کرتے ہیں۔ تمام چیزوں کا خالق خدا ہے۔

راگ آسا محلا پہلا شلوک ۲

پون اپائے دھری جن دھرتی جل اگنی کا بند کیا
اندہے دہسر موند کٹایا ۔ راون مار کیا وڈ بھیا
کیا اوپما تیری آکھے جائے توں سرب ہیں رہیا لو لائے
جہاں اپائے جگت ہری کیتی کالی ناتھ کیا وڈ بھیا
کس توں پورکھ جور کیوں کہیئے سرب نرنتر رو رہیا

ہے پرمیشور تو دھن ہے۔ تونے اپنی رحمانیت میں ہوا اور پانی اور آگ پیدا کر کے اس دنیا کو قایم کیا۔ اگرچہ رامچندر نے دہسر جیسے مغلوب الشہوت اور گری ہوئی خواہشات کے غلام کو مار ڈالا۔ تو اس میں کونسی بہادری ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ رامچندر پرمیشور نہ تھا۔ اے رب العالمین ہم تیری

حمد و ثنا نہیں کر سکتے۔ جل وتھل اور بحر و بر میں آپ کا ہی جلوہ ہے۔ خلقت آپ کے ہی نور سے منوّر ہے۔ ہے پرماتما ہم تیری کیا تعریف کریں۔ تو نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ ہے پرمیشور کیا ہم آپ کو پُرکھ (آدمی) کہیں یا ناری (عورت)۔ تُو تو جنم مرن سے الگ ہے۔ جونوں سے نیارہ ہے۔ تُو تو "لم یلد ولم یولد" ہے۔ تو نے اپنے نور سے تمام جہان کو منوّر کیا ہے۔

اوتار کی تردید

روو ے رام نکالا بھیا ست لچھمن بچھڑ گیا

جب رامچندر اور لچھمن سے سیتا بچھڑ گئی۔ تو رامچندر نے سیتا کی جدائی میں آہ و زاری اور ہا ہا کار کرنا شروع کیا۔ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ بھلا کبھی خدا بھی رویا کرتا ہے۔ رام چندر سیتا کی جدائی میں روتے تھے۔ اس لئے وہ پرمیشور نہ تھے۔ آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔

برہما بشن مہیش دوارے ✤ اوہ بھی سیویں لکھ اپار

مطلب:۔ برہما۔ وشن اور شیو اس سروشکتی مان کے ہی بھکشاری ہیں۔ جو بھکشا پاتر (کاسۂ گدائی) لیکر اُس کے (خدا) کے در پر بھکشا مانگ رہے ہیں۔

بُت پرستی کی تردید

باوا صاحب نے ہندوؤں کے تیرتھوں پر جگہ بہ جگہ پھر کر بڑے زور سے مورتی کھنڈن یعنے بت پرستی کا رد کیا۔ سو بت پرستی کی تردید کے متعلق حضرت باوا صاحب کے چند شلوک ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

سالگرام بت پوجا جناؤ سکت تلسی مالا ۔ رام نام جپ بیڑا باندھیو دیا کرو دیالا
کاہے کلرا پجو جنم گوادؤ ۔ کاچی ڈھکت دیوال کا ہی پچ لاؤ

ترجمہ :- اے لوگو! تم بتوں کی پرستش کیوں کرتے ہو۔ اس خدا لاشریک کی پوجا سے ہی بیڑا پار ہو گا، وہ دیالو اسی وقت دیا کرے گا۔ وہ رحمٰن اسی وقت اپنی رحمانیت کی بارش برسائے گا۔ جب تم تمام کمندوں کو توڑ کر اس کے ہو جاؤ گے۔ بتوں کی پوجا کر کے کیوں تم بنجر زمین میں بیج بو رہے ہو۔ یہ تمہاری ریت کی دیوار دریا کے کنارہ پر ہے۔ پہلے تزکیہ نفس کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ملاپ ہو جائیگا ۔ آگے اور ملاحظہ فرمایئے۔

(بھیروں محلا) گھر نارائن سبہا نال ۔ پوج کرے نہ رکھے وال
کنگو چندن پھل چڑہائے ۔ پیریں پیرے بہت منائے
منواں منگ منگ پہنے کہائے ۔ اندھی کمیں اندھ سزائے
بھکہیا دے نہ مرد یاں رکھے ۔ اندھا جھگڑا اندھی سہتے

ہندوؤں نے خدا سے منہ پھیر لیا۔ اور ہر ایک اپنے گھر میں بتوں کی پوجا کرتا ہے۔ بت کے آگے کیسر اور چندن اور پھولوں کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور ان کے آگے ماتھا رگڑتے ہیں۔ اور پھر اس کے بہلنے پجاری لوگ لوگوں سے پیسے بٹور بٹور کر کہاتے ہیں۔ ہمیشہ اندہوں کے کام اندھے ہی ہوتے ہیں یہ مٹی کا مادہو (بت) نہ تو بھوک کے وقت کچھ مدد دے سکتا ہے۔ اور نہ ہی مرنے سے بچا سکتا ہے۔ بتوں کی پوجا کرنے والے تمام کے تمام اندھے اول درجہ کے ناعاقبت اندیش ہو گئے ہیں۔ پھر آگے باوا صاحب فرماتے ہیں۔

(راگ بہاگڑا محلا پہلا)
گھر میں ٹھاکر نظر نہ آوے ۔ گل میں پاہن لے لٹکاوے
بھرمے بھولا ساکت پھرتا ۔ نیر بِرولے کھپ کھپ مرتا۔

جس پاہن کو ٹھاکر کہتا	وہ پاہن لے اس کہوں ڈوبتا
گنہگار لون حرامی	پاہن ناوَن نہ پار گرامی
گرمل نانک ہٹھا کر جانا	جل تھل مہی آل پورن بدھانا

ترجمہ:- ٹھاکر یعنے جوتی سروپ پاربرہم تو شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ مگر وہ جو اللہ تعالےٰ سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ انہیں نظر نہیں آتا۔ اور پتھر کی مورتی کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ لوگ اوہام پرستی میں پڑ کر حقیقی راہ کو چھوڑ کر شیطان کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اور ان کی مثال بعینہٖ اس نادان کی سی ہے۔ جو دودھ جیسے امولک رتن کو چھوڑ کر پانی کو بلو رہا ہے۔ پانی کے بلونے سے کیا فائدہ۔ جس پتھر کو انھوں نے ٹھاکر کا خطاب دیا ہے۔ وہ تو خود ہی پانی میں ڈوب جاتا ہے۔ دوسروں کے لئے وہ کیسے مکتی اور نجات کا موجب ہو سکتا ہے۔ دراصل یہ لوگ بالکل کفران نعمت کر رہے ہیں۔ وہ ذوالجلال قادر جس نے محض اپنے فضل وکرم سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ پھر جس نے چمن عالم کو گلہائے مخلوقات کو گوناگوں اور موالید بوقلموں سے سجایا لطف اور احسان اسکا عالم وعالمیان پر ہزاروں ہزار فضل وکرم اس کا جہان وجہانیاں پر بیشمار اس نے محض اپنے فضل وکرم سے افضل سے افضل اور الطف سے الطف نعمتیں عطا فرمائیں۔ پھر لطف یہ ہے۔ کہ منکران غفلت شعار بھی اس کے خوانِ نعمت کے وظیفہ خوار اور گنہگار اس کے فضل ورحمت کے امیدوار وہ باوجود گناہوں کے دیکھنے کے اپنے بندوں پہ اپنی بخششیں سے رحمت کی بارش برساتا ہے۔ اور سب کو رزق پہنچاتا ہے۔ مثنوی

کریں بندے عصیان عیب وخطاء	کرے پردہ پوشی بعفو عطاء
وہ منکر ہیں اس کے افضال سے	وہ نازل کرے ان پہ جود وسخا

قطعہ

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمناں نظر داری

وہ غفور ہے۔ رحیم ہے۔ یہ اس کے رحم و فضل کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ستار ہے۔ اگر وہ قادر مطلق پانچ منٹ کے لئے ہوا بند کر دے۔ تو قیامت آجائے۔ اے لوگو! نمک حرامی نہ کرو۔ بغیر اللہ تعالےٰ کی بندگی کے اور کسی صورت سے نجات نہ ملے گی۔ مگر یہ صراط مستقیم پیر و مرشد کی مہربانی سے ملتا ہے۔ جب یہ اس راہ ہدایت کو پالیتا ہے۔ تو اُس کی جل وتھل بحر و بر میں ہی پورن براہما کا ظہور ہی نظر آتا ہے۔ پھر یہ شلوک بھی تو گرنتھ میں آیا ہی ہے۔ بھیروں محلہ

حضرت باوا صاحب اور الہام

جو پاتھر کو کہتے دیوا	تا کی برتھا ہووے سیوا
جو پاتھر کو پانی پائیں	تا کی گھال اجائیں جائے
ٹھاکر ہمارا سدا بولنتا	سرب جیاں کو پربھ دان دیتا
نہ پاتر بولے نہ کچھ دے	پھوکٹ کرم نہپھل ہے سیو

ترجمہ:۔ جو پتھر کو خدا کر کے پوجتے ہیں۔ ان کی تمام امیدیں رائیگاں جاتی ہیں۔ اور جو پتھر کو پانی دیتے ہیں۔ ان کی یہ خدمتیں اور تکالیف بالکل بے فائدہ ہیں۔ کیونکہ وہ تو پتھر کا ٹکڑا ہے۔ وہ تو بات نہیں کرتا۔ اور نہ انہیں رہنمائی کر سکتا ہے۔ اسے پانی دینے سے کیا فائدہ۔ ریت میں گھی ڈالنا بالکل بے فائدہ ہے۔ کیا کوئی بنجر زمین میں بیج بو کر یہ توقع رکھ سکتا ہے۔ کہ اس کھیتی سے نہال ہو جاؤں گا۔

باوا نانک صاحب اس شلوک میں بیّن طور پر ضرورت الہام کو نہ صرف ظاہر ہی کرتے ہیں۔ بلکہ اس کے مدعی بھی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اے لوگو! ہمارا ٹھاکر یعنی خدا ہمیشہ سے بولتا ہے۔ اگر غور کیا جائے۔ تو درحقیقت الہام روحانی غذا ہے معرفت تامہ کے حصول کا ذریعہ ہے۔ گیان کے بھنڈار کا وسیلہ ہے۔ شانتی کا منبع ہے۔ اور یقینی طور پر نجات کی امید اسی پر ہے۔ اور نجات یا موکش کے حصول کا ذریعہ اس بات پر مبنی ہے۔ کہ انسان اپنے مولیٰ کریم کی رضا کو تمام دنیا اور اس کے عیش و عشرت اور مال و متاع اور تمام تعلقات پر یہاں تک کہ اپنے نفس پر بھی مقدم سمجھے۔ اور یہ بدوں خدا کی پرستش کے کیسے ہو سکتا ہے بتوں کی پوجا بے فائدہ ہے ؞

تیرتھ یاترا سے بیزاری

ہندوؤں میں جہاں اور اوہام پرستی کی کثرت ہے۔ وہاں تیرتھ یاترا بھی ہے۔ ہندوؤں کے تعداد میں ۶۸ تیرتھ (مقدس مقامات) ہیں اور ہندو لوگوں کا اعتقاد ہے۔ کہ تیرتھ یاترا سے ہمارے گناہوں کا پراشچت (کفارہ) ہو جاتا ہے۔ سو باوا صاحب بڑے زور سے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ شبد ملاحظہ ہو ؞

(جپ جی صاحب)

بھریئے ہتھ پیر تن دہ ؞ پانی دھوتیاں اترس کھے
موت پلیتی کپڑ ہوئے ؞ دیہ سبون لئیے اوہ دھوئے
بھریئے مت پاپاں کے سنگ ؞ اوہ دھوپے ناواں کے رنگ
پنی پاپی آکھن ناہیں ؞ کر کر کرنا لکھ لے جائیں

آپے بیجے آپے ہی کھائے ❊ نانک حکمی آوے جائے

مطلب:- اگر ہاتھ پاؤں کو میل لگ جائے۔ تو پانی کے ساتھ دھونے سے اُتر جاتی ہے۔ اگر کپڑہ وغیرہ بول براز سے ناپاک ہو جاوے۔ تو وہ صابون سے پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر انسانی دل طرح طرح کے پاپوں اور گناہوں میں آلود ہو جائے۔ تو وہ ایشور کے گیان سے صاف ہو جاتا ہے۔ تیرتھ یاترا سے ہرگز ہرگز تزکیہ نفس نہیں ہوتا۔ بلکہ سچی توبہ ہی گناہوں سے رستگاری کا موجب ہے۔ معرفت کی لگن سے ناپاک دل بھی الٰہی نور سے منوّر ہو جاتا ہے۔ جو کچھ یہاں بوگے۔ وہی آگے کاٹو گے۔ اے نانک ایشور کے حکم کے ماتحت ہی پیدا ہونا اور مرنا ہے۔ آگے اور ملاحظہ فرمائیے ❊

تیرتھ تپ دیا دت دان ❊ جے کو پاوے تل کا مان
سنیاں منیاں من کیتا بھاؤ ❊ امرت گت تیرتھ مل ناؤ

ترجمہ:- حقیقی تیرتھ تو عبادت الٰہی اور ہر ایک سے محبت کے ساتھ پیش آنا ہے۔ خیرات کرنی یتیموں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنی ہی افضل تیرتھ ہے۔ مبارک ہے وہ جسم جو ایسے مبارک تیرتھ کی یاترا کرتا ہے۔ ایشور کی حمد سنو۔ اور اس پر یقین کرو۔ اور اس قدوس کے نام کے ورد کے ساتھ خوب مل کر نہاؤ۔ حتیٰ کہ روم روم کی میل دور ہو جائے ❊

جے کارن توں تیرتھ جائیں ❊ رتن پدارتھ گھٹ ہی ماہیں

جس چیز کی خاطر تم تیرتھوں کی خاک چھانتے پھرتے ہو۔ وہ گوہر نایاب تو تمہارے اندر ہی ہے۔ جو تلاش کرتا ہے۔ وہ پا لیتا ہے۔ پھر آگے اور ملاحظہ ہو:-

گنگ بنارس صفت تمہاری نہاوے آتم راؤ
سچا نہاون تاں تھیئے جاں انہیں لاگے بھاؤ

اے جوتی سروپ تیرا نام قدوس ہے۔ تو ہی جمیع جامع صفات ہے گنگا اور بنارس میرے نام کی تعریف ہے۔ آگے اور لیجئے ؛

من مندر تن ویس قلندر گھٹ ہی تیرتھ ناواں
ایک شبد میرے پران بست ہے بہوڑ جنم نہ آواں

ترجمہ ا۔ یہ جسم کا سروپ تو میرا مندر ہے۔ جس میں اس قدوس کے نام کے ورد سے خوب مل مل کر نہا رہا ہوں۔ اونکار (وحدہٗ لاشریک) کا نام میرے روم روم میں رچ گیا ہے۔ آگے ایک اور شلوک ملاحظہ فرمائیے ؛

ایک ان نہ کھاویں ؛ تیرتھ نہاویں
اگ اگنی جلاویں ؛ دیہہ کھپاویں
رام نام بن مکت نہ ہوئے ؛ کت بدھ پار لنگھائیں

ایک گروہ تو تیرتھ یاترا کو ہی مکتی کا موجب خیال کرتا ہے۔ دوسرا گروہ اناج سے پرہیز کرنے میں اور بنوں کے قندمول (جنگلی پھل) کھا کر گذارہ کرنے کو ہی نجات کا باعث سمجھتا ہے۔ تیسرا گروہ آگ کی دھونی تاپنے کو ہی اپنی نجات خیال کرتا ہے۔ مگر باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔ اے لوگو! کانوں کے پردے کھول کر سنو۔ اس وحدہٗ لاشریک کے نام کے بغیر ہرگز ہرگز نجات نہیں ہوگی۔ اس دنیا روپی سمندر سے پار ہونے کے لئے اس وحدہٗ لاشریک کے نام کے جہاز پر سوار ہونا پڑے گا ؛

جنئو اور باوا صاحب

زنار بندی ہندؤں میں ایک ایسی رسم ہے۔ جسکا پہننا آریوں اور سناتنیوں میں ایک ضروری فرض ہے۔ اسوقت باوا صاحب کی عمر

گیارہ سال کی تھی۔ جب پنڈت ہردیال کو باواصاحب کے یگیوپویت (زنار بندی) کے لئے بلایا گیا۔ باواصاحب نے پنڈت سے پوچھا۔ کہ اس زنار بندی سے کیا فائدہ؟ تو پنڈت نے جوابدیا۔ کہ اس سے آپ میں پاکیزگی آجائے گی۔ اور جو آدمی جنئو نہیں پہنتا۔ وہ اعلیٰ ہندو نہیں رہ سکتا۔ یہ دہرم شاستر کا حکم ہے اس پر باواجی نے یہ شبد کہا:

چونکڑ ل آئیناں بہو چوں کے پایا۔
سکہال کن چڑھیاں گور برہمن تھیا
اوہ مویا اوہ جہڑ پیا دے تگے گیا۔
لکھہ چوریا لکھہ جاریاں لکھہ کوڑیاں لکھہ گھال۔
لکھہ ٹھگیاں پہنیاں لیاں راتدن جیاں نال
کہو بکراران کھایا سب کو آ کھے پائے
ہوئے پرانا سٹیے بھی پھر پایئے ہور

ترجمہ:۔ دھاگا کات کر اور بٹ دیکر برہمن کہتا ہے۔ کہ یہ جنئو ہے۔ اور اس سے دہرم شکتی حاصل ہوتی ہے۔ یہ جنئو کی اصلیت ہے۔ پاپ کمانے سے کس طرح اطمینان قلب ہو سکتا ہے۔ دیا دہرم کا مول ہے نہ کہ جنئو یعنی رحم ہی دہرم کی جڑھ ہے۔ جنئو نہیں۔ اس رسمی جنئو کو تو ہمارا دور سے ہی سلام ہے۔ اور ہمیں تو کوئی ایسا جنئو درکار ہے۔ جس میں مہربانی کی کپاس ہو۔ اور صبر کا سوتر ہو۔ تقوٰی کی گرہیں ہوں۔ اور طہارت کا بٹ ہو۔ ہم تو ایسے جنئو کے خواہشمند ہیں۔ ایسے جنئو کے پہننے سے ہی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

وید سمرتی پران اور حضرت باوا صاحب

اُسے وید کی راہ نہ آئی پسند ✤ جو دیکھا بہت اس کی باتوں میں گند
جو دیکھا کہ یہ ہیں سڑے اور گلے ✤ لگا ہونے دل اس کا اُوپر تلے
سناتنی و آریہ صاحبان ویدوں کو اکاش بانی یعنی الہامی کتب سمجھتے ہیں اس کے متعلق باوا نانک جی کے شلوک گرنتھ و جنم ساکھی سے اقتباس کر کے آپ صاحبان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ آپ اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکیں۔ کہ باوا نانک جی کے دل میں ویدوں کی کیسی عظمت تھی جس پر سناتنی اور آریہ صاحبان اس قدر نازاں ہیں۔ اور ساتھ ہی انصاف کے حامیوں اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ جو باوا نانک جی کو ہندو ہندو کہکر پکارتے ہیں۔ وہ باوا نانک جی کے شلوکوں سے ان کے مذہب کا اندازہ کرلیں۔ بہرحال وہ شلوک یہ ہیں ✤

شلوک گرنتھ صاحب سے۔ سورٹھ محلا پہلا۔

شاستر بید سبکے کھڑو بہائی کرم کرہو سنساری
پاکھنڈ میل نہ چوک آئی انتر میل وکاری۔

ترجمہ:۔ شاستر اور ویدوں کی لغو تعلیم سے دل دنیاوی کدورتوں سے پاک نہیں ہوتا۔ مگر اس صورت میں جبکہ تصرف الٰہی اپنا ساتھ ہے۔ واقعی باوا جی کا یہ شلوک سند پکڑنے کے قابل ہے۔

شلوک گرنتھ صاحب سے شلوک محلہ۔

پنڈت میل نہ چوکئی جے وید پڑھے جگ چار

ترجمہ۔ تمام ہندوؤں میں یہ بات متفق علیہ اور یہ امر مسلم ہے۔ کہ از ابتدائے آفرینش تا قیامت اس طول طویل زمانہ کو چار حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے جن کو علیحدہ علیحدہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اول ست جگ۔ دوم ترتیا سوم دواپر۔ چہارم کلجگ۔ چاروں کو ملا کر چار جگ کہتے ہیں۔ سو باوا نانک جی پنڈت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ اگر از ابتدائے آفرینش تا قیامت ویدوں کا جاپ کرو۔ تو بھی حیات جاودانی حاصل نہیں ہونے کی ؛

مارو محلا گرنتھ صاحب۔

سمرت شاستر پُن پاپ ویچارتے تتے سار نہ جانی

ترجمہ۔ شاستر ثواب اور گناہ کے تفرقہ سے ہی عاجز ہے۔ یہ لوگوں کو ہدایت کی طرف کیسے رہنمائی کر سکتے ہیں ؛

گرنتھ صاحب سے ؛ دھناسری محلا۔

پڑھ رہے سگلے وید ناچو کے من بھید

ترجمہ۔ باوا نانک جی فرماتے ہیں۔ کہ ویدوں کے پڑھنے سے اطمینان قلب اور شانتی حاصل نہیں ہوتی ؛

ملار محلہ گرنتھ صاحب سے ؛

وید بانی جگ ورتتا ترے گن کرے ویچار

بن ناویں جم ڈنڈ ہے مر جنمے وار وار

ترجمہ۔ وید بانی نے جو دنیا کو معجزہ یا کرامات دکھلائی۔ جس پر برہما۔ بشن مہیش نے بڑے غور و خوض سے کام لیا ہے۔ وہ تناسخ (آواگون) ہے۔ جائے غور ہے۔ کہ اس جگہ باوا جی نے تناسخ سے صریحاً آزردگی و کشیدگی ظاہر فرمائی ہے۔ اور تناسخ کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ سناتنی و آریہ باوا جی

کو تناسخ کا قائل مانتے ہیں۔ میں مودبانہ طور پر التماس کرتا ہوں۔ کہ جس کی آنکھیں ہیں۔ وہ دیکھے۔ اور جس کے کان ہیں۔ وہ سنے۔ اور باوا جی کے اس شلوک سے سند پکڑے۔ کہ باوا جی نے برملا تناسخ سے نفرت ظاہر فرمائی ہے۔ یہ فرماتے ہیں۔

ملار محلہ گرنتھ صاحب سے۔

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس

ہرنام چت نہ آوئی ہنہ نج گہر ہوئے باس

ترجمہ۔ رشی اور منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کے مر گئے۔ اور حیات جاودانی حاصل نہ کی۔ وید سراسر کہانی اور محض یاوہ گو ہیں۔ جن میں کچھ بھی ودیا نہیں۔ اور وہ اکشت مہما (حمد و ثناء) مہا پرمیشر کی جو عارف لوگ بیان کیا کرتے ہیں۔ اور وہ خوبیاں ایشور کی جو اہل صدق کو معلوم ہؤا کرتی ہیں۔ ویدوں کو ان کی کچھ بھی خبر نہیں۔ اب آپ اس سے اندازہ لگا لیں۔ کہ باوا صاحب ویدوں کو کیا سمجھتے تھے۔

اب ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اسی سے اندازہ لگا لو۔ کہ حضرت باوا صاحب ویدوں کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ برخلاف اس کے قرآن شریف کے متعلق حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔

تیئے حرف قرآن دے تیئے سپارے کیں۔ تس وچ پند نصیحتاں سن کر کرو یقیں

جنم ساکھی بھائی بالا کلام باوا نانک صفحہ ۲۲۲۔ یعنے قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی پارے ہیں۔ اور اس میں لاانتہا نصیحتیں ہیں۔ اے سننے والو! نہ صرف ان قرآن کریم کے پند و نصائح کو سنو ہی بلکہ اس پر ایمان لاؤ۔ اب آپ اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت باوا صاحب کا عقیدہ ویدوں اور قرآن شریف کے متعلق کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

ایڈیٹر خالصہ سماچار کا چیلنج منظور

حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ ہندو تھے یا مسلمان؟

آپ کی مذہبی پوزیشن ضرور صاف ہونی چاہیئے

اگرچہ فی الحال ہمارا ارادہ اس موضوع پر کچھ لکھنے کا نہ تھا۔ گذشتہ سال ۱۹۴۰ء ستمبر کے اِشوز میں خالصہ سماچار نے ہمیں مخاطب کر کے بہت کچھ کوسا۔ مگر ہم نے اس "تو تو میں میں" میں پڑنے سے کنارہ کشی کی۔ جسکا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ خالصہ سماچار کا ایڈیٹر دلیر اور دلیر ہوتا گیا۔ اور ہماری اس کنارہ کشی کو ہار سے منسوب کر کے طرح طرح کے حاشیہ وغیرہ چڑھاتا رہا۔ اور اپنے گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں "نور کافور ہو گیا" کا دلخراش ہیڈنگ دے کر ایک دل دکھانے والا نوٹ لکھا۔ جس میں بڑے طمطراق سے یہ ظاہر کیا گیا -کہ نور کا ایڈیٹر خالصہ سماچار کے مقابلہ میں میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ خالصہ سماچار کے اس بار بار لکھنے نے ہمیں یہ طویل مضمون لکھنے پر مجبور کیا۔ ہمارے اکثر سکھ دوست اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ ہمارے دل میں شری گورو نانک رحمتہ اللہ علیہ (دیو جی مہاراج) کی خاص عزت ہے۔ ان کا کلام موحدانہ چاشنی سے لبریز ہے۔ اور اسلامی عقائد کی توصیف میں آپ

رطب اللسان تھے۔ لاریب آپ اپنے وقت کے اولیاء اور بزرگ تھے۔ ہم حضرت باوا صاحب کی شان اسلامی مراتب میں بہت بلندی پر پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا قلب شری گورونانک دیوجی مہاراج کی عزت اور تکریم سے لبریز ہے۔ اور بلحاظ اُن کے زہد و تقوے اور ولی پاکیزگی کے ہمارا رؤم رؤم آپ کا مداح ہے۔ خدا کرے ہم سب لوگوں کے قلوب میں ہندوستان کے اس مایہ ناز بزرگ کے لئے خاص عزت کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ جو خدا کے برگزیدوں کی عزت کرتا ہے۔ وہ درحقیقت خدا کی عظمت کرتا ہے۔ ہم اور ہمارے سکھ دوستوں کے درمیان شری گورونانک دیوجی مہاراج کی پوزیشن میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ ہم انہیں زمرہ اولیاء اسلام میں پاتے ہوئے کل روئے زمین کی مخلوق اللہ کا رہبر سمجھتے ہیں۔ مگر ہمارے سکھ دوست اس میں اتفاق نہیں کرتے۔ مگر ہم اپنے دعوےٰ کے ساتھ گرنتھ۔ جنم ساکھی تاریخ گورو خالصہ واران بھائی گورو داس وغیرہ سے مسلم اثبات پیش کرتے ہوئے اپنے بھائیوں سے متدعی ہیں۔ کہ ازراہ انصاف وہ خود ہی غور فرمائیں۔ کہ ان اثبات کی موجودگی میں اگر ہم حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو زمرۂ اولیاء اسلام میں شمار نہ کریں۔ تو پھر اور کیا سمجھیں۔ امید کہ ہمارے بزرگ سکھ بھائی بھی دل سے اس پر غور کریں گے +

ایڈیٹر صاحب خالصہ سماچار نے اپنے شروع ستمبر کے پرچے میں اس امر کا تو بصراحت اعتراف کر لیا ہے۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہندو نہ تھے۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق خامہ فرسائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی ایک پہلو رہ جاتا ہے جب ہمارے اور سکھ صاحبان کے نزدیک یہ امر مسلم اور طے شدہ ہے۔ کہ باوا صاحب ہندو نہ تھے۔ تو اب رہا یہ سوال۔ کہ اگر آپ ہندو نہ تھے۔ تو پھر آپ کی پوزیشن کیا تھی۔ آپ کس مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ اگر آپ کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ تو پھر

آپ نے کسی نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اگر ہے۔ تو اس کے ضوابط اور قواعد ہمیں کسی کتاب میں مل سکتے ہیں۔ آیا شری گرنتھ صاحب میں یا جنم ساکھی میں؟ ہم اپنے پیارے بھائی ایڈیٹر خالصہ سماچار کی خدمت میں اس امر کے تصفیہ کے لئے بھی وہی اصول اور کسوٹی پیش کرتے ہیں۔ جس پر انہوں نے باوا صاحب کا ہندو مت سے انکار ظاہر کیا۔ وہ کیا کہ جسقدر ہندوؤں کے مسلمہ عقائد ہیں۔ مثلاً وید سمرتی پران۔ جنئو۔ چوٹی تیرتھ۔ یاترا۔ یگ۔ ہون۔ شرادھ۔ مردہ کا جلانا۔ گئو پوجا۔ وغیرہ وغیرہ کا حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کے ان مسلمہ عقائد کا دھڑلے سے کھنڈن کیا ہے۔ تو اب ایک آدمی ہندوؤں کے ان مایہ ناز اصولوں کی تردید اور کھنڈن کرتا ہوا ہندو ہرگز نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح سے اب ہم حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا فتوے اور رائے اسلام کے مسلمہ اصولوں کی نسبت ڈھونڈتے ہیں۔ اگر باوا صاحب ہندوؤں کے اصولوں کی طرح اسلام کے اصولوں کا بھی رد کریں۔ تو پھر ہر ایک محقق یہ کہنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔ کہ باوا صاحب نہ ہندو اور نہ مسلمان۔ اگر بخلاف اس کے حضرت باوا صاحب اپنے اقوال میں توحید کے حامی۔ قرآن شریف کے محب۔ نماز کے شیدا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائی۔ حج کعبہ کے دلدادہ۔ تو بتلایئے۔ جب گرنتھ اور جنم ساکھی کے حوالجات کی بناء پر اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمہ اقوال سے یہ ثابت ہو جائے۔ تو پھر زید یا بکر کو باوا صاحب کے اسلام پر ایمان لانے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ اس وقت میرا روئے سخن خالصہ سماچار کے ایڈیٹر جیسے محقق سچائی کے دلدادہ اور راستی کے جویاں کی طرف ہے۔ نہ ان لوگوں کی جانب جو نہ گرنتھ صاحب کو پڑھ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی سکھہ دھرم کے اصولوں سے واقف۔ مگر بدیں ہمہ دعویٰ فرعونیت۔ جو بجائے اس کے کہ از روئے اقعات اور مسلمات کے ایڈیٹر نور کے پیش کردہ باوا صاحب کے اقوال اور شلوک متعلقہ اسلام کے

تردید کر سکیں۔ ایک راستی پسند اور حق کے جویاں انسان کی طرح گرنتھ اور جنم ساکھی سے دکھلاویں۔ کہ یہ اقوال جسے ایڈیٹر نور باوا صاحب کیطرف منسوب کرتا ہے گرنتھ اور جنم ساکھی میں نہیں ہیں۔ ان لوگوں میں یہ ہمت اور طاقت نہیں ہے۔ کہ وہ ایڈیٹر نور کے پیش کردہ اثبات کو جھٹلا سکیں۔ مگر... عورتوں کی طرح ایڈیٹر نور کی شخصیت پر حملہ کر رہے ہیں۔ کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے۔ تو کیا وہ عورتوں کی طرح طعن و تشنیع سے باوا صاحب کے اقوال کی تردید کر سکتے ہیں۔ حاشا و کلا۔ بلکہ وہ لوگ خود اپنے پول کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم ایڈیٹر نور کے ناممکن الجرح اثبات اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کی تردید کرنے سے قطعی عاجز ہیں۔ اور سوائے اس کے کہ ہم عورتوں کی طرح "سٹھنیوں" پر اتر آئیں۔ اور ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ بتلایئے اب ایسے بااصول لوگوں کا ایڈیٹر نور کیا جواب دے۔

ہاں اگر ان کے ہاتھ میں صداقت ہے۔ تو میں انہیں للکارتا ہوں۔ کہ وہ میرے پیش کردہ اثبات کی تردید کریں۔ اور از روئے واقعات لوگوں کو بتلا دیں۔ کہ ایڈیٹر نور کے حوالجات جعلی ہیں۔ گرنتھ اور جنم ساکھی میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ آیئے۔ اب ہم ایک محقق کی طرح گرنتھ اور جنم ساکھی سے شری گورو نانک دیوجی مہاراج کے متعلق فتوے ڈھونڈتے ہیں۔ کہ از روئے واقعات حقہ باوا صاحب کس مذہب اور ملت سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی ہندو دھرم سے بیزاری یہ امر مسلمہ فریقین ہے۔ اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب رہا یہ امر کہ باوا صاحب کس مذہب سے تعلق رکھتے تھے تو اس کے لیے بھی ہم وہی کسوٹی استعمال میں لائیں گے۔ جس بناء پر ہمارے سکھ دوستوں نے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو ہندو مذہب سے کنارہ کشی ظاہر کی۔ یعنی اسلام

کے مسلمہ اصول اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ لے اگر باوا صاحب ہندوؤں کے مسلمہ اصولوں کی طرح اسلام کے مسلمہ اصولوں کی بھی تردید کریں۔ تو پھر نہ وہ ہندو۔ اور نہ وہ مسلمان۔ اور اگر وہ اسلام کے اصولوں کی تائید فرما دیں۔ تو پھر لاریب وہ مسلمان۔ باوا صاحب کے مذہب کی پڑتال کرنے کے لیئے یہ ایک ایسا معقول اور ناممکن الجرح فیصلہ ہے۔ جس کے سامنے سوائے ان لوگوں کے جو اصول کو چھوڑ کر عورتوں کی طرح سٹھنیاں دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اور کوئی ذریعہ دم مارنے کا نہیں۔ اسلام کا پہلا اصول توحید ہے۔ اس لیئے توحید کے متعلق حضرت باوا صاحب کا فتویٰ گرنتھ صاحب سے ڈھونڈیں۔ حضرت باوا صاحب جپ جی میں فرماتے ہیں *

توحید اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

اونکار ست نام۔ کرتا پرکھ نربھو۔ نرویر۔ اکال مورت اجونی سے بھنگ۔ گور پرشاد۔ جپ آد۔ جگاد سچ۔ ہے بھی سچ۔ نانک ہوسی بھی سچ *

مطلب یہ واحد یا مظہر ذات ثلاثہ یا مخصوص یا فاعل کل وہی ذات پاک ہے۔ جو خوف وعداوت۔ موت اور حدوث سے پاک اور جنم اور مرن سے آزاد۔ مظہر رحمت تامہ ہے۔ اس کا ورد کرنا چاہیئے۔ جو ازل میں بھی حق تھا۔ اور عالم سفلی سے پہلے بھی حق تھا۔ اور اب بھی وہ حق ہے۔ اور اے نانک آئندہ بھی وہی حق ہوگا *

پھر حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں ؎

دُوسر کاہے سمریئے جمے سئے مر جائے

اکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم ایسی ہستی کی پوجا نہیں کرسکتے۔ جو پیدا ہوتی اور مر جاتی ہے۔ اسی کی پوجا کریں گے۔ جس کا جلوہ بحر و بر میں ہے۔ اور جو نہ پیدا ہوتا اور نہ مرتا ہے ؛

آیئے اب دوسرے عقیدہ کلمہ طیبہ کے متعلق حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ڈھونڈیں ؛

کلمہ طیبہ اور حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ

کہ آپ اس ہادی برحق کلمہ طیبہ کے لانے والے اور کلمہ طیبہ کی نسبت حضرت اقدس باوا صاحب کیا فرماتے ہیں۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷۲۔

کلمہ اک پکاریا دوجا ناہیں کوئی

پھر جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷۲

جو کہن ناپاک ہے دوزخ جاون سوئی

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرے لئے تو ایک کلمہ ہی بس ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی شبد مجھے پیارا معلوم نہیں ہوتا۔ اور وہ لوگ جو اس کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا حشر قابل رحم ہوگا۔ پھر آگے چلکر صفحہ ۱۸۱ پر حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؛

پاک پڑھیو کلمہ ربدا محمد نال ملائے

ہویا معشوق خدائیدا ہویا تل الٰہیہ

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا پاک کلمہ زبان سے کہو۔ اور وہ کلمہ جس کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے۔ یعنے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ کیونکہ اس

کلمہ کا لانے والا اللہ تعالےٰ کا پیارا تھا۔ جس نے اپنے آپ کو سب سے زیادہ پیار کرنے والے پر قربان کر دیا۔ کیا کوئی صاحب حضرت اقدس باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد مبارک سے انکار کر سکتا ہے۔ پیارو! جب سورج عین نصف النہار پر چمک رہا ہو۔ کون مبصر انسان سورج کے وجود سے انکار کر سکتا ہے۔ ہماری یہ دل وجان سے دعا اور تمنا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ ہم سب کو حضرت اقدس باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۰۔

کلمہ اک یاد کر اور نہ بھاکھو بات
نفس ہوائی رکن الدین تس سبھ ہو گے مات

مطلب:۔ باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا ہی ورد کرو۔ کیونکہ جسقدر نفسانی خواہشات ہیں۔ وہ اس کلمہ طیب کے کہنے سے دور ہو جاتی ہیں۔ پیارو! غور کرو۔ اس جگہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج نے دنیوی آلائیشوں اور نفسانی خواہشات سے پاک اور دور رہنے کی کیسی اعلیٰ اور افضل راہ پیش کی ہے۔ اگر شری گورو نانک دیو جی مہاراج ویدک دھرم سے لگاؤ رکھتے۔ تو آپ یہ فرماتے۔ سندھیا۔ گایتری اور ہون سے نفسانی خواہشات دور ہو جاتی ہیں۔ شری گورو نانک دیو جی مہاراج کا مذکورہ بالا ارشاد حضور کے منشاء اور عقیدہ پر کافی سے بڑھ کر روشنی ڈالتا ہے۔ مولیٰ کریم ہم سب کو اس راہ پر قدم مارنے کی توفیق عطا فرماوے ؛

حج کعبہ اور حضرت باوا نانک صاحب

اسلام میں ہر ایک ذی استطاعت

مسلمان کے لئے حج کعبہ فرض ہے۔ اور حضرت باوا صاحب کے زمانہ میں سفر حج کو طے کرنا سخت مشکلات اور دشواریوں کا سامنا تھا۔ راستے کٹھن زمانہ پُر آشوب مگر جب باوا صاحب کو الہام ہوتا ہے۔ کہ

"اَے نانک! حضرت مکہ مدینہ کا حج کر"

صفحہ ۱۳۶ جنم ساکھی بھائی بالا۔ اب اس حکم کو پا کر حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ان تمام مشکلات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے عازم حج ہوتے ہیں۔ اور بڑے خلوص نیت اور صدق قلب کے ساتھ حج کعبہ شریف کرتے ہیں۔ اس امر واقعہ سے کون انکار کر سکتا ہے۔ پیارو! حقیقت اور راستی کبھی چھپائے نہیں چھپتی۔ اگر حضرت باوا صاحب ہندو مذہب سے لگاؤ رکھتے۔ تو آپ بجائے حج کعبہ کے ہردوار اور کانشی کی یاترا سے مستفیض ہوتے۔ غور کرنے کی بات ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب کے عہد میں راستے کسقدر کٹھن اور دشوار تھے۔ ایسی نازک حالت میں بال بچہ کے پیار اور محبت۔ رشتہ داروں کے تعلقات کی پرواہ نہ کر کے مکہ شریف میں جانا۔ اور تقریباً ایک سال تک وہاں اقامت پذیر رہنا۔ یہ امر بدوں محبت اور اخلاص کے کیسے ہو سکتا ہے؟

حضرت باوا صاحب کے نزدیک اسلام کیسا دین ہے؟

حضرت اقدس باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ جنکا قلب صافی مطلق کے صاف نمونہ مظاہر کہدیا تھا۔ آپ جنم ساکھی بھائی بالا کے صفحہ ۱۳۹ سطر ۲۹ پر فرماتے ہیں:

ہوئے مسلم دین جہانے
مرن جیون کا بھرم چکانے

حضرت باوا صاحب لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ اے لوگو! اگر تم مرن اور جیون کے بھرم سے دور رہنا چاہتے ہو۔ اگر تم تناسخ کے چکر سے نجات حاصل کرنی چاہتے ہو۔ اگر تم نجات ابدی کے خواہشمند ہو۔ تو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہتے ہوئے دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اور کوئی راہ نجات کی نہیں ہے۔ اللہ اللہ خداوند تعالےٰ نے آپ کے دل کو کیسا مصفےٰ بنا دیا تہا۔ اور کس طرح معرفت تامہ کے رنگ میں رنگین کر دیا تھا۔ ایک شخص ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ ہندوؤں کی کتابیں پڑھتا ہے۔ مگر دیکھیے منشاء ایزدی کیسا زبردست ہے۔ جو انہیں یوسف کی طرح کنوئیں سے نکالتا اور معرفت کی اٹاری پر کھڑا کرتا ہے۔ اس بلندی پر متمکن ہو کر وہ خدا کا پیارا مخلوق اللہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ اے لوگو! اگر تم نجات ابدی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو سوائے اسلام کے تمہیں کہیں بھی نہیں ملے گی۔ اللہ اللہ کیسا پاکیزہ دل۔ کیسا مصفےٰ قلب۔

حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں کلمہ طیبہ۔ نماز۔ روزہ کی عزت

پھر آگے جا کر حضرت باوا صاحب جنم ساکھی کلاں جو سب سے پرانی جنم ساکھی اور سکھوں میں معتبر کتاب سمجھی جاتی ہے۔ کے صفحہ ۱۴۳ پر فرماتے ہیں:۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب
صاحب دا فرمایا لکھیا وچہ کتاب
دنیا دوزخ اوہ چڑھے جو کہے نہ کلمہ پاک
مکروہ تریجے روز جڑے پنج نماز طلاق
لقمہ کھائے حرام دا سر تے چڑھے عذاب
جو راہ شیطان گم تھئے سے کیونکر کرین نماز

آتش دوزخ نادیہ پایا تنہاں نصیب
بہشت حلال کہاوناں کیتا تنہاں پلید
مسلمان مسلمی جو جسے وِچ مرن
قائم ہوئے قیامتی پھر نہ جنم دھرن
نانک آکھے رکن دین کلمہ سچ پچھان
اک روح ایمان دی جو ثابت رکھے ایمان

صفحہ ۱۴۳ سطر ۱۰۔

حضرت باوا صاحب لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ نانک (رحمۃ اللہ علیہ) یہ کہتا ہے۔ صرف نانک ہی یہ نہیں کہتا۔ بلکہ احکم الحاکمین قادر مطلق بھی اپنی کتاب (قرآن کریم) میں یہ فرماتا ہے۔ اس دنیا میں وہی لوگ دوزخی ہوں گے۔ جو کلمہ طیبہ نہیں کہتے۔ اور نہ تیس روزے رکھتے ہیں۔ اور نہ پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا کھانا پینا طیب نہیں ہے۔ اور سر پر عذاب لے رہے ہیں۔ جن لوگوں نے صراط مستقیم کو چھوڑ کر فیج اعوج کی طرف رُخ کیا۔ وہ بھلا کیسے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو اس حالت میں پہنچایا۔ کلمہ طیبہ کے کہنے۔ تیس روزے رکھنے پانچ وقت کی نماز پڑھنے سے بہشت نصیب ہوتا ہے جس میں طیب رزق دیا جاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ یعنے کلمہ طیبہ۔ نماز۔ روزہ سے منہ پھیرا۔ گویا انہوں نے بہشت کا طیب رزق اپنے پر حرام کر لیا۔ جو لوگ مسلمان ہو کر مریں گے۔ قیامت کے روز جب حساب کتاب کا دن ہوگا۔ وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ بلکہ ان کے لئے بہشت بریں کے دروازے وا ہو جائیں گے۔ اور بہشت بریں کے حاصل کرنے کی چابی کلمہ طیبہ ہے۔ جو ایمان کی روح اور ثبوت ایمان کا شاہد ہے ؎

کیا ایسے زبردست اثبات کی موجودگی میں بھی ہم حضرت باوا صاحب کے اسلام سے انکار کر سکتے ہیں۔ پیارو ہم صداقت کو کسطرح دبا سکتے ہیں۔ صداقت ضرور بضرور ایک نہ ایک دن ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ اللہ اللہ یہ کیسا زبردست معجزہ ہے۔ کہ یہ کل باتیں شری گرنتھ اور جنم ساکھی میں موجود ہیں۔ بیشک قدرت ربی کا یہ ایک زبردست کرشمہ ہے۔

دوستو! خیال کرو۔ اس جگہ باوا صاحب نے کیسی صراحت اور تائید و تاکید کے ساتھ کلمہ طیبہ کے فوائد۔ نماز۔ روزہ کی پابندی کے نتیجہ کو آشکارہ فرمایا ہے۔ اور پھر اس کی عدولی اور انکار کا جو نتیجہ ظاہر فرماتے ہیں۔ ان دونوں پر نظر دوڑاؤ۔ تو حضرت اقدس باوا صاحب کا مذہب خود بخود ظاہر ہو جائیگا۔ اللہ اللہ اس خدا کے پیارے کا سینہ کیسا صاف اور دل کیسا پاکیزہ تھا۔ جو اپنے رشتہ داروں دوستوں اور اپنے ہم مذہب لوگوں کی پرواہ نہ کرتا ہوا مخلوق اللہ کی بہتری اور بہبودی کے لئے برملا کلمہ طیبہ کے فوائد۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ کے فوائد لوگوں پر آشکارہ فرماتا ہے۔ یہ شخص کیسا دلیر کیسا بہادر۔ کیسا مخلوق کا خیرخواہ تھا۔ پیارو میری یہ دل و جان سے دعا اور دلی خواہش ہے۔ کہ مولی کریم ہم سب کو شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے فرمان پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ بزرگوں کی باتیں حقیقت اور صداقت سے لبریز ہوتی ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے سے دین و دنیا کے حسنات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالے ہمیں بزرگوں کے کلمات طیبات پڑھنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ تاکہ ہم دین و دنیا میں مظفر اور منصور بن جائیں۔

جنم ساکھی کے علاوہ شری گرنتھ صاحب میں روزہ اور نماز کی تاکید

اسی پر اکتفا نہیں ہے پھر باوا صاحب شری گرنتھ میں نماز روزہ کی :-

کے متعلق بڑی سختی سے تائید فرماتے ہیں۔ شری راگ محلا پہلا شلوک ۲۷ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور سمت ۱۹۴۴ سری نانک شاہی چھوٹا سائز صفحہ ۳۱ شبد باداساجب

عمل کرد ہرتی بیج شبد کر سچ کی اب نت دیہ پانی
ہو کرساں ایمان جمائے بہشت دوزخ موڑ ایہہ جانی
مت جاں شاہ گلی پائیا ال کے مانے
روپ کی سوبھا ات بد جنم گوایا اک رتا نؤ
عیب تن چکڑ و یہہ من مینڈکو کمل کی سار نہیں
مول پائی بھنور استاو نت بہا کھیا بولے
کیوں بوجھے جاں ناں ۰ بجھائی
آکھن سننا پون کی بانی ایہہ من رتا مایا
خصم کی ندریں دلیں پسندی جنہیں اک کر دھایا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناوں شیطان مت کٹ جائے
نانک آکھے راہ پر چلنا مال دھن کس کو سنجاہی

ترجمہ :۔ اعمال کی زمین کو صاف کر۔ اور حق نام کا بیج بو۔ اور سچائی کا پانی دے۔ ایمان کو مضبوط کر کے کاشتکار ہو۔ بہشت اور دوزخ کو جان لے اپنے اعمال کا نتیجہ۔ یہ کبھی بھی یقین نہ کر۔ کہ خداوند تعالےٰ صرف باتوں پر ہی مل جائیگا۔ حصول باری کے لئے اعمال حسنہ کی ضرورت ہے۔ اگر تو اپنی خوبصورتی اور دولت زر پر غرور کرتا ہے۔ تو گویا تو اپنی زندگی کو برباد کر رہا ہے۔ خوبصورتی اور مال وغیرہ بھی آخر اسی کے دیئے ہوئے ہیں ÷

تیرے بدن میں کیچڑ کیا ہے۔ تیرے عیب۔ اس میں مینڈک کیا ہے۔ تیرا ہی دل۔ ہائے تو نے جان بوجھ کر بھی اس گل نیلوفر کی قدر نہیں پہچانی۔ جو تیرے

سینہ میں شگفتہ ہو رہا ہے۔ اس پھول پر بھنور کون ہے۔ تیرا استاد جو ہمیشہ تجھے مفید مفید ہدائیتیں دیتا ہے۔ تو کبھی نہ سمجھتا۔ اگر اسقدر بھی وہ تجھے نہ سمجھاتا۔ نام حق کے بدوں کہنا اور سننا گویا اپنی عمر کو لہو ولعب میں ضائع کرنا ہے۔ ہائے یہ دل لذات محسوسات میں پھنس رہا ہے۔ وہی لوگ سچے اور خداوند تعالےٰ کے منظور نظر ہیں جو اس وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے۔ تیس روزے رکھتے اور پانچوں وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اس نیت سے کہ شیطانی وساوس سے اللہ محفوظ رکھے۔ حضرت باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم تو راہ چلتے مسافر ہیں۔ ہمیں کب فرصت ہے کہ ایسے اعمال پامال وہ من کا حساب کسی کو بتھا سکیں +

حضرت باوا صاحب کی قرآن سے محبت کا ثبوت

پھر باوا نانک صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۲ سطر ۴ میں فرماتے ہیں +

تورِیت انجیل۔ زبور ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہی فرقان کتاب کلجگ میں پروار

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ توریت انجیل اور زبور ان ہر سہ کتب کو ہم نے پڑھا۔ مگر اس زمانہ میں اگر کوئی کتاب لوگوں کو نجات دلا سکتی ہے۔ تو وہ صرف قرآن کریم ہی ہے۔ خداوند تعالےٰ نے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ کو کسطرح صاف کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنی خداداد فراست سے یہ دیکھ لیا۔ توریت اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں۔ زبور کا بھی تراجم سے کچھ کا کچھ بن گیا۔ ویدوں کو کوئی پڑھ نہیں سکتا۔ اگر کوئی اکّا دکّا ویدوں کے پڑھنے والا مل بھی جاتا ہے۔ تو وہ سوائے آگ۔ وایو۔ سورج اور چاند وغیرہ کی پرستش کے اور کچھ نہیں بتلا سکتا۔ صرف قرآن کریم ہے۔ جس کو آج بھی لوگ۔ ویسی ہی آسانی سے پڑھ سکتے ہیں

جیساکہ آج سے ۱۳ سو سال پہلے پڑھ سکتے تھے۔ جگہ بہ جگہ قرآن کریم کے حافظ موجود ہیں۔ یہ فخر سوائے قرآن کریم کے اور کسی مذہبی کتاب کو حاصل نہیں ہے۔ قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کے لفظ لفظ سے توحید کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اس لئے باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آج کل کے پُرآشوب زمانہ اور ربیع اعوج میں اگر کوئی کتاب ہماری نجات کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ تو وہ صرف قرآن کریم ہی ہے۔ پھر آگے چلکر جنم ساکھی بھائی بالا صفہ ۱۴۹ سطر ۱۲ میں حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔

کھاون قسم قرآن دی کارن دنی حرام
آتش اندر سڑسن آکھے نبی کلام

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایسی بے نظیر کتاب جس کے حرف حرف سے توحید کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ جو اس اطہر کتاب کی محض دنیا کی خاطر جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ بلاشبہ وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ میں ہی نہیں کہتا۔ بلکہ نبی کی کلام یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے بھی یہی ظاہر ہے۔ اللہ اللہ اس خدا کے پیارے کے دل میں اس پیارے کلام کی کیسی عزت تھی۔ اب فرمائیے دوستو! ایسے شخص کو مسلمان کہیں یا ہندو؟ یا ان ہر دو سے الگ۔ انصاف آپ پر۔ آپ ہی منصف بنکر اس کا جواب عطا فرماویں۔

پھر آگے چلکر جنم ساکھی بھائی بالا صفہ ۲۲۰ میں حضرت باوا صاحب قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں۔

تیئے حرف قرآن دے تیئے سیپارے کین
تسو رچ پند نصیحتاں سن سن کرو یقین

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی پارے کئے گئے ہیں۔ اور اس اکمل اور اتم کتاب میں لا انتہا معرفت کے نکات بھرے پڑے ہیں۔ اے سننے والو! تم نہ صرف سنو ہی۔ بلکہ اس پر ایمان لاؤ"۔ پیارے دوستو" اب آپ ہی انصاف سے جواب دو۔ کہ ہم ایسے خدا کے پیارے کو جسے قرآن کریم سے کہ ساتھ ایسی محبت اور نماز کے ساتھ ایسا لگاؤ اور حج کعبہ شریف کا ایسا دلدادہ ہو۔ کہ ایسے پُر آشوب وقت میں جبکہ راستے نہایت کٹھن اور دشوار تھے۔ حج کعبہ کے لئے جائے۔ اور مکہ میں تقریباً ایک سال اقامت گزیں رہے۔ ایسے خدا کے پیارے اور ولی اللہ کو ہم مسلمان کہیں یا ہندو؟

پھر آگے چلکر باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۰ سطر ۵ پر فرماتے ہیں ؛

بدعت کو دور کر قدم شرعیت راکھ
نیوں چل اگے سب دے مندا کسے نہ آکھ

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ شرعیت پر قدم مارنے سے انسان بدیوں سے دور ہوجاتا ہے۔ سب سے پیار اور محبت سے پیش آؤ۔ شرعیت کی پابندی ضروری ہے ؛

دوستو! بتلاؤ۔ اس جگہ اس شرعیت سے کونسی شرعیت مراد ہے ہندوؤں کی شرعیت؟ اسکے متعلق تو حضرت باوا صاحب اپنے مطاہر اقوال ہیں۔ وید مقدس۔ جنیؤ۔ چوٹی تیرتھ وغیرہ ہندوؤں کے کل مسلمہ عقائد سے بر ملا کنارہ کشی ظاہر فرماتے ہیں۔ اور ہمارے سکھ دوست بھی اس کو مانتے ہیں۔ گویا یہ سکھوں اور ہمارے درمیان ایک مشترکہ مسئلہ ہے ؛

جب ہندو ازم سے آپ کا کچھ تعلق ہی نہیں ہے۔ تو پھر حضرت باوا صاحب کو ہندو شرعیت سے کیا واسطہ۔ اگر کہو خالصہ دھرم کی شرعیت۔ تو میں نہایت ادب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ گرنتھ سے جنم ساکھی سے دکھلاؤ۔ کہاں شرعیت کو بیان کیا گیا ہے۔ کہاں یہ لکھا گیا ہے۔ کہ فلاں سے شادی کرنا جائز ہے۔ اور فلاں سے ناجائز بادشاہ کے رعایا پر یہ حقوق اور رعایا کے بادشاہ پر یہ حقوق۔ اپنوں سے یہ برتاؤ۔ اور غیروں سے یہ سلوک۔ عبادت الہیہ کے یہ ضوابط۔ اور قوانین شرعیت۔ فلاں چیز حلال اور فلاں حرام"۔

آیئے گرنتھ صاحب سے شرعیت کے ان چند موٹے مسائل کو ہی بتلا دیجئے اگر آپ بتلا دیں گے۔ میں فوراً مان جاؤنگا۔ مگر مجھے یقین ہے۔ آپ شری گرنتھ صاحب سے ہرگز ہرگز شرعیت کے ان مسائل کو نہیں بتلا سکتے۔ کیونکہ باوا صاحب کسی نئے مذہب کی بنیاد رکھنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ جو نئی شرعیت وضع فرماتے۔ رہا یہ سوال۔ کہ پھر شرعیت سے تعلق رکھتے۔ اور آپ کس کتاب کے پیرو تھے۔ اس کے لئے دیکھو آپ اپنی سب سے پرانی کتاب جنم ساکھی کلاں بھائی بالا صفحہ ۲۲۰ سطر ۲۹ قول باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔

تیہے حرف قرآن دے تیہے سیپارے کین
تسو چہ پند نصیحتاں سن کر کرو یقین

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی سیپارے ہیں۔ اس میں لاانتہا نصیحتیں اور علوم اللہ کے خزائن ہیں۔ جو بلحاظ روحانیت اور شرعیت کے ہر طرح اتم اور اکمل ہیں۔ اس میں مدفون ہیں۔ اے سننے والو! تم اس کتاب کو نہ صرف سنو۔ بلکہ اس پر یقین لاؤ۔ تاکہ روحانیت اور شرعیت کے ہر پہلو سے نجات حاصل کرو۔ اب ان کھلے کھلے صاف صاف اور

واضح واضح حوالجات اور بینات کے سامنے کسی حق جو انسان کو کیسے اورکسطرح چوں وچرا کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ پھر اور لیجئے۔

کلمہ طیبہ کے متعلق باوا صاحب کی شہادت

حضرت باوا صاحب کلمہ طیبہ کے متعلق جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۲ سطر ۲۷ میں فرماتے ہیں ؛

کلمہ اک یاد کر اور نہ کہو بار کھو بات

نفس ہوائی رکن دین نس سین ہوئیں مات

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک کلمہ طیبہ یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کا ورد اور جاپ کرنا چاہیئے۔ جس کے ورد اور جاپ سے نفسانی خواہشات دور ہو کر اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ فرمائیے اب اس کے سامنے کسی راست جو اور حق کے تلاش کنندہ کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ پیارو! شری گرنتھ اور جنم ساکھی کلاں میں حضرت باوا صاحب کے اقوال موجود ہیں جس کا دل چاہے۔ دیکھ لے۔ ہم نے صفحہ چھوڑ سطر تک کا حوالہ دیدیا۔ دوستو! حق اور راستی کسی طرح چھپ نہیں سکتی ؛ پیارے بھائیو! اب شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے وچنوں اور پاکیزہ اقوال پر عمل پیرا ہونے سے کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے۔ دوستو یہ کل دنیا اور اس کے اسباب یہاں کے یہاں ہی دھرے رہ جائیں گے۔ بال بچہ خویش واقارب ہرگز ساتھ نہیں دیں گے۔ پیارو! گورو کی خوشی سے بڑھ کر چیلے کی اور کونسی خوش قسمتی ہوگی ؛

گورو جس کے ہوں جس راہ پر فدا

وہ چیلا نہیں جو نہ دے سر جھکا

بے نمازوں کے متعلق حضرت باوا صاحب کا فتویٰ

حضرت اقدس باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے روم روم میں اسلام اسقدر سرائت کر چکا تھا۔ کہ سوائے تلاوت قرآن کریم آدائیگی نماز وغیرہ کے آپ کو کوئی اور چیز نہ بھاتی تھی۔ چنانچہ آپ جنم ساکھی کلاں جو سکھوں میں سب سے پرانی اور قدیم جنم ساکھی کے نام سے مشہور ہے۔ کے صفحہ ۲۲۱ سطر ۲۹ پر آپ فرماتے ہیں؛

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں
تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھو ہتھ گویں

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ان لوگوں پر لعنت ہے۔ جو نمازوں کے تارک ہو گئے۔ جو تھوڑا بہت کمایا تہا۔ گویا اس کو بھی دست بدست ضائع کر رہے ہیں؛

اللہ اللہ اس شخص میں خداوند تعالےٰ نے کسطرح اسلام کی تعلیم کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ اور نور ایمان سے آپکا سینہ کیسا منور ہو چکا تھا۔ پیارو یہ کیسی کھلی کھلی اور واضح واضح باتیں ہیں۔ ہمارے وہ دوست جو یہ فرماتے ہیں۔ کہ باوا صاحب ہندو تھے۔ میں ان دوستوں کی خدمت میں کمال عزت و احترام سے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ ازراہ کرم شری گرنتھ یا جنم ساکھی سے یہ دکھلادیں۔ کہ شری گورو نانک دیوجی مہاراج نے گائتری کی۔ اور سندھیا وغیرہ کی نسبت یہ فرمایا ہو۔ کہ جو لوگ سندھیا اور گائتری کے تارک ہیں۔ وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ بلکہ سندھیا اور گائتری کے متعلق گرنتھ صاحب میں لکھا ہے۔

منوا استر سندھیا کرے دی چار
نانک سندھیا کرے من کہی

جیون مکے مرے جنمی وار و وار
سندھیا ترپن کرے گائتری بن بوجھو دکھہ پایا
وار بہاگرا
(سورٹھ)

(مطلب) گرنتھ میں لکھا ہے۔ کہ انسان بیفائدہ سندھیا وغیرہ کرتا ہے۔ کیونکہ سندھیا کرنے سے تسلی اور اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا۔ مگر تناسخ کے وہم میں پڑا بھٹک رہا ہے۔ ایسی گائتری سے کیا فائدہ۔ جس میں سوائے دکھہ اور تکالیف کے اور کچھہ حاصل نہیں ہوتا ؛

نماز کے متعلق حضرت باوا صاحب کا فتوے ملاحظہ فرمایئے۔ **لعنت برسر تنہاں جو ترک نماز کریں۔** جنم ساکھی صفحہ ۲۲۔ سطر ۲۹ یعنی جو لوگ نماز کے تارک ہیں۔ وہ لعنتی ہیں۔ مگر دوسری طرف گائتری کے متعلق باوا صاحب کا فتوے ملاحظہ کیجئے۔ کہ اس کے کرنے سے انسان دکھوں اور تکلیفوں میں پڑتا ہے ؛

ایک چیز کے نہ کرنے سے دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور دوسری کے کرنے سے مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے ؛

بتلایئے! اب ہم باوا صاحب کو مسلمان کہیں یا ہندو؟ اگر ہمارے حوالے جعلی ہیں۔ تو ظاہر کرو۔ ہم ہر وقت بناوٹی حوالوں پر پریشانی ظاہر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پیارو۔ اب آپ خود ہی انصاف فرماؤ۔ کہ ہم ایسے شخص کو ہندو کہیں یا مسلمان؟ ان حوالوں کی موجودگی میں کوئی حق جو اور راستی پسند انسان ایک طرفۃ العین کے لئے بھی حضرت باوا صاحب کے اسلام سے انکار نہیں کر سکتا۔ باقی رہی ضد سو میرے دوستو! تعصب و ضد کا میرے پاس کیا علاج ہے؟

از روئے واقعات صحیحہ اور سکھہ صاحبان کی مسلمہ کتب کے حوالجات

سے باوا صاحب سے باوا صاحب کا اسلام اسطرح ظاہر ہے۔ جسطرح روز روشن میں سورج۔ پیارو! زندگی کے دن بہت تھوڑے ہیں۔ اس ورلی زندگی کی امیدوں کا کبھی انقطاع نہیں ہوگا۔ جو چیز ہمیشہ کے لئے کام آنے والی ہے۔ وہ آخرت ہے۔ سوائے باوا صاحب سے پیار کرنے والو! آؤ ہم سب باوا صاحب کے بتلائے ہوئے راستہ پر قدم مار کر اس کی روح کو خوش کریں۔ عاقبت کا توشہ اپنے ساتھ لیں۔ جو ابد الآباد تک ہمارے کام آوے۔ خدا ہم سب کو توفیق دے ؛

باوا صاحب کا اذان دینا

صرف یہی نہیں۔ کہ حضرت باوا صاحب دوسروں کو ہی اسلام کی تلقین فرماتے۔ بلکہ خود اسلام کے حرف حرف پر عامل اور عالم باعمل تھے۔ چنانچہ جنم ساکھی کلاں جو سب سے پرانی جنم ساکھی ہے۔ کے صفحہ ۲۰۳ سطر ۲۵ میں لکھا ہے :

"کن وچہ انگلیاں پائیکے تب نانک دتی بانگ"

یعنے باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان دی" ؛

فرمایئے ہم کس کس حوالہ سے انکار کرسکتے ہیں۔ دوست آپ ہی انصاف سے جواب دیں۔ کہ ان حوالجات کی موجودگی میں حضرت باوا صاحب کو ہندو کہیں۔ یا مسلمان؟ میرے دوستو! جن کتب کے حوالجات میں دے رہا ہوں۔ وہ آپ ہی کے مطبع کے چھپے ہوئے اور مسلمات سے ہیں :

واران بھائی گوروداس جی اور جنم ساکھی کلاں سے باوا صاحب کے اسلام کا بیّن ثبوت

پھر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۷ سطر ۲۵

اور واران بھائی گورداس جی میں لکھا ہے۔

پھر نیلا جبا پہن کے بیٹھا کے آن
اکو اک خدا ہے آکہے موہوں کلام
نیلا بانا پہنکر دھریا مصلے سیس
آسا کوزہ پاس رکھہ پوری کی حدیث

ترجمہ:۔ باوا صاحب نیلے کپڑے پہنکر مکہ شریف میں وارد ہوئے۔ واحدہٗ لاشریک کی آواز باوا صاحب کے منہ سے نکل رہی تھی۔ نیلے کپڑے پہنکر ادائے نماز کے لئے باوا صاحب نے سجدہ کے واسطے مصلے پر اپنا سر رکھا۔ عصا اور وضو کے لئے کوزہ پاس رکھتے ہوئے حدیث کو پورا کیا"۔

اب اس سے بڑھ کر باوا صاحب کے اسلام کے گواہ اور کیا ہو سکتے ہیں۔ ہم نے گرنتھ سے واران بھائی گورداس سے باوا صاحب کے عقیدہ کے متعلق ایک محقق کے رنگ میں چھان بین کی۔ آخر ہم از روئے مسلمات اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ حضرت باوا صاحب ہندو ازم سے کنارہ کش اور اسلام سے وابستہ ہیں۔ ہم گرنتھ جنم ساکھی واران بھائی گورداس جی کے مسلمہ حوالجات سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ ہم ہی کیا بلکہ ہر ایک محقق انسان جو خالی الذہن ہو کر حضرت باوا صاحب کے عقیدہ کے متعلق گرنتھ اور جنم ساکھی وغیرہ سے چھان بین کرے گا۔ وہ ضرور اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ بفضل ایزدی حوالجات سکھوں کی معتبر کتب سے ہیں۔ کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ حوالجات جعلی دیئے گئے ہیں۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ اگر کوئی دوست ان حوالجات میں سے ایک حوالہ بھی جعلی پاوے

تو وہ اعلان کر دے۔ کہ "ایڈیٹر نور" نے فلاں فلاں حوالہ غلط دیا ہے۔ ایسی حالت میں نہ صرف یہی کہ آئیندہ کے لئے وہ حوالہ ترک کر دیں گے۔ بلکہ ہم ایسی غلطی نکالنے والے کو کچھ انعام بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ واران بھائی گورداس جی سکھوں میں ایک نہایت ہی معتبر کتاب ہے اور اس پستک کی سکھوں میں اس قدر عظمت اور قدر ہے۔ کہ سکھ اسے شری گرنتھ صاحب کی چابی کہتے ہیں۔ دیکھئے اس میں بھی بھائی گورداس جی باوا صاحب کے اسلام پر مہر لگاتے ہیں۔ غرض کہ ہم کہاں تک گنتے جائیں۔ سکھوں کی کتب سے بڑھ کر سکھ صاحبان کے لئے باوا صاحب کے اسلام پر اور کونسا معتبر گواہ ہو سکتا ہے ؟

سکھوں کی نہایت ہی معتبر کتاب تاریخ گورو خالصہ سے باوا صاحب کے اسلام پر شہادت

سکھوں کی نہایت ہی معتبر

کتاب گورو خالصہ مؤلفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی حصہ اول صفحہ ۵ پر گورو صاحب کا یہ شلوک درج ہے۔

جمع کر نامدی پنج نماز گذار !

باجھوں نام خدائیدے ہوسیں بہت خوار

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ عاقبت کے لئے خدا کے نام کا توشہ جمع کرو۔ مگر وہ خدا کے نام کا توشہ بدوں پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی کے ہرگز ہرگز جمع نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس معرفت کے گیان اور عاقبت کے توشہ کے حصول کے لئے پانچو قت کی نمازیں پابندی سے ادا کرو۔ تاکہ روز محشر خجالت اور سبکی سے نجات پاکر سرخروئی حاصل کرو ؟

فرمایئے اب سکھوں کی اپنی ہی کتابوں سے بڑھ کر باوا صاحب کے اسلام کا اور کون معتبر گواہ ہو سکتا ہے۔ دوستو! سچائی کبھی چھپ نہیں سکتی۔ لاریب گرنتھ اور جنم ساکھی کے یہ اقوال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسلام پر فدا ہو چکے تھے۔ اور ان کا ذرّہ ذرّہ اسلام پر قربان ہو چکا تہا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ باوا صاحب جب مسلمانوں کے پاس جاتے تھے۔ تو ان کو ان کے مذہب کی نصیحتیں کیا کرتے تھے ہندوں کے ہاں آتے تو ان کو ان کے مذہب کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ دوستو! اول تو یہ صریح غلط ہے۔ آپ باوا صاحب کے کلام میں سے یہ ہرگز ہرگز کہیں بھی نہیں دکھلا سکو گے۔ کہ باوا صاحب نے کہیں سندھیا اور گایتری کا پاٹھ کیا ہو یا اس کے متعلق ہندوؤں سے کہا ہو۔ تمام گرنتھ کو ٹٹولو۔ کہیں بھی ویدوں شاستروں۔ اوتاروں۔ تیرتہوں۔ جنئو وغیرہ کی تائید میں باوا صاحب کا کوئی شلوک نہیں پاؤ گے۔ برخلاف اس کے قرآن کریم کی صداقت اور عظمت اور تائید۔ نماز کی خوبیوں۔ حج کی ادائگی روزوں کی تاکید کے لئے سکھوں کی مسلمہ کتب میں بے شمار اثبات اور حوالجات پائے جاتے ہیں مہاپرشوں کے جو باطن میں ہوتا ہے۔ وہی ظاہر ہیں۔ ان کی شان گنگا گئے تو گنگا رام اور جمنا گئے تو جمنی داس۔ بامسلمان اللہ اللہ بابراہمن رام رام سے ورا ہوتی ہے ؛

داراں بھائی گورداس	سکھوں کی نہایت معتبر کتاب واراں بھائی گورداس جی سے حضرت باوا صاحب کا اسلام

جی جو سکھوں میں ایک نہایت ہی معتبر کتاب ہے۔ سکھ صاحبان نے اسے دوسری گرنتھ

صاحب کی کلید کہتے ہیں۔ اس نہایت ہی معتبر کتاب کے صلا کی ۳۰ سطر میں یہ عبارت لکھی ہے ؛

بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھارے بن والی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلیٰ وناری
بیٹھا جائے مسیت وچہ جتھے حاجی حج گذاری

ترجمہ :۔ سکھوں کی نہایت ہی معتبر کتاب واران بھائی گورداس جی کے واجب الاحترام مصنف بھائی گورداس جی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ حج کعبہ کے عازم ہوئے۔ نیلے بستر پہنے ہوئے عصا ہاتھ میں قرآن بغل میں کوزہ اور مصلےٰ لئے ہوئے اور مکہ شریف میں اس مسجد میں جا کر بیٹھے۔ جہاں حاجی لوگ حج کے لئے جمع تھے" اب صاف ظاہر ہے۔ کہ نیلے کپڑے پہننا مسلمان صوفیاء کا وطیرہ ہے۔ عصا قرآن کریم کوزہ برائے وضو۔ مصلےٰ برائے ادائگی نماز اور اذان دینا نیک بخت مسلمانوں کا شعار ہے ؛

باوا صاحبؒ نے اذان دی۔ اور نماز پڑھی

پھر سکھوں کی اس معتبر کتاب یعنی واراں بھائی گورداس جی کے صفحہ ۱۴ سطرہ میں لکھا ہے ؎

بابا گیا بغداد نوں باہر جا کیا استھاناں
اِک بابا اکال رُوپ دوجا ربابی مرداناں
دتی بانگ نماز کر سن سمان ہویا جہاناں

ترجمہ :۔ واراں بھائی گورداس جی جو سکھوں کی نہایت معتبر کتاب ہے

کے مصنف لکھتے ہیں۔ بابا جی نے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ بغداد گئے اور بغداد کے باہر اپنا ڈیرا لگایا۔ ایک حضرت باوا نانک اور دوسرا ان کے ساتھ بھائی مردانہ تھا۔ وہاں جاکر نہایت ہی میری لی اور پیاری آواز کے ساتھ اذان دی۔ اور نماز پڑھی۔ اذان اور نماز کی وقت کی آواز ایسی رسیلی اور دلربا تھی۔ کہ لوگ سنکر حیران و پریشان رہ گئے ؏

پیارو! اب اس سے بڑھ کر حضرت باوا صاحب کے اسلام کے لئے اور کونسی معتبر گواہی ہو سکتی ہے؟ گرنتھ۔ جنم ساکھی۔ تاریخ گورو خالصہ۔ واراں گورداس جی۔ غرضیکہ جسقدر سکھوں کی مسلمہ اور معتبر کتب ہیں۔ وہ کل کی کل حضرت باوا صاحب کے اسلام پر اپنی مواہیر ثبت کرتی ہیں۔ جہاں تک حقانیت کا تعلق ہے۔ وہاں تک تو باوا صاحب کا اسلام اظہر من الشمس ہے۔ باقی رہا ضد اور ہٹ کا سوال سو اس کا علاج تو کسی کے پاس بھی نہیں ہے ؏

سکھوں کی نہایت ہی معتبر کتاب تاریخ گورو خالصہ سے باوا صاحب کے اسلام کا ثبوت

پھر سکھوں کی نہایت ہی معتبر کتاب تاریخ گورو خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی جو حال ہی کی تصنیف ہے۔ اور سکھوں کے ہاں نہایت ہی معتبر کتاب شمار کی جاتی ہے۔ کے حصہ اول صفحہ ۲۶۲ سطر ۳ میں لکھا ہے:۔

"بابا جی جدے جا اُترے۔ ایتھے مائی حوا دی قبر توں پورب دے رخ دریا دے کنارے بابے دا مکان ہے۔ لسے نوں نانک قلندر یا ولی ہند دا دائرہ آکھدے ہیں۔ عرب وچہ باوا جی عصائے استاوہ (کوزہ) مصلےٰ (جائے نماز) کتاب (قرآن کریم) ہانیلے رنگ

دلق دی ٹوپی (پشمینے کی ٹوپی جو اکثر صوفیاء لوگ پہنتے ہیں)
رکھدے سن۔ تے اپنے ساتھیاں پاسوں بھی رکھاندے
سن"

یہ کوئی دقیق عبارت نہیں ہے۔ جسے ہر ایک سمجھ نہ سکے۔ صاف اور واضح پنجابی ہے۔ جسے بچہ بچہ بھی نہایت عمدگی سے سمجھ سکتا ہے۔ خالصہ تواریخ کا مصنّف بھائی گیان سنگھ جی گیانی اپنی مسلمہ کتب کے معتبر حوالجات کی بناء پر لکھتا ہے۔ کہ باوا صاحب عرب میں استاوہ یعنی وضو کرنے کے لئے کوزہ۔ مصلے جائے نماز۔ کتاب قرآن کریم! نیلے رنگ کے کپڑے۔ اور دلق کی ٹوپی جو مسلمان صوفیاء کا لباس ہے، کو رکھتے اور پہنتے تھے نہ صرف خود ہی قرآن کریم اور مصلے رکھتے تھے۔ بلکہ اپنے ہمراہیوں سے بھی رکھاتے تھے آخر ہمارے دوست کہاں تک حضرت باوا صاحب کے اسلام سے انکار کرتے جائیں گے۔

باوا صاحب کے دل میں حج کی عظمت

پھر آگے جا کر خالصہ تواریخ مؤلفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی حصہ اول صفحہ ۲۶۴ سطر ۱ پر باوا صاحب کا یہ قول درج ہے:۔

"بابے جی نے اپنے ساتھیاں نوں آکھیا تسیں سچے حاجی نہیں
اس رستے وچ مہر اور محبت اور خیرات کر دے جائیے۔ تاں فیض
پائیدا ہے۔ جے حجت بازی اور مسخری کردے جائیے۔ تاں حاجی
نہیں ہوندا"

حضرت باوا صاحب اپنے ہمسفر حاجیوں کو یہ نصیحت فرماتے ہیں۔ کہ تم لوگ سچے حاجی نہیں ہو۔ جو سچے حاجی ہوتے ہیں۔ وہ کعبہ شریف کو جاتے ہوئے راستہ میں مہر و محبت اور خیرات کرتے جاتے ہیں۔ اس نیت سے کہ اللہ تعالٰے ان کا حج قبول فرمائے

اور اگر کوئی عازم حج راستہ میں باہمی تمسخر ہنسی ٹھٹھا وغیرہ کرے۔ تو اس کے حج کا ثواب زائل ہو جاتا ہے"۔ سبحان اللہ حضرت باوا صاحب کے دل میں اسلام کے تعلیم کسطرح گھر کر چکی تھی۔ اور کسطرح ان کے رُوم رُوم میں اسلام کی اکمل اور اطہر تعلیم کا اثر ہو چکا تھا۔ اب فرمائے۔ کہ جو شخص حج کو جاتا ہو انیلے کپڑے پہنے۔ دلق کی ٹوپی پہنے۔ ہاتھ میں کوزہ اور مصلےٰ بغل میں قرآن کریم اور اپنے ساتھیوں کو یہ نصیحت کرتا جائے۔ کہ اس راستہ میں مہر محبت اور خیرات کرتے جاؤ۔ تاکہ مولیٰ کریم تمہارا حج قبول فرمائے۔ اور اگر تم باہمی تمسخر وغیرہ کرو گے۔ تو تمہارا حج زائل ہو جائیگا۔ کیونکہ اس راستہ میں تو تضرع۔ عاجزی۔ توبہ اور خشیۃ اللہ چاہیئے۔ تاکہ مولےٰ کریم کے حضور ہمارا حج مقبول ہو۔ اب ہمارے سکھ بھائی ہی فرماویں۔ کہ ہم شری گورو نانک دیوجی کو ہندو کہیں یا مسلمان کہیں۔ یا ان ہر دو سے الگ؟

ہندوؤں اور مسلمانوں کے مسلمہ عقائد پر حضرت باوا صاحب کا فتوےٰ

ایک آدمی ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ہندوؤں کے مذہب کا وقعت کار ہو کر اس مذہب سے انکار کرتا ہے۔ تو یہ تصریح اس مذہب سے بیزاری کی علامت ہے۔ اس سے بڑھ کر اس مذہب سے تارک ہونے کا اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ویدوں اور شاستروں کے متعلق فرماتے ہیں۔ (سورٹھ محلہ پہلا)

شاستر وید بکے کہڑو بھائی کرم کرو سنساری
پاکھنڈ میل نہ چوکئی بھائی انتر میل وکاری

مطلب۔ شاستروں اور ویدوں کی تعلیم کے پڑھنے سے کبھی انسان کو دلی پاکیزگی اور تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ اور جس کتاب کے پڑھنے سے انسان کے دل سے خواہشات نفسانی کی حس کم نہیں ہوتی۔ اور اس کے دل کو روحانی پاکیزگی

اور خشیت اللہ اور تذکیہ نفس نہیں ہوتا۔ ایسی کتاب کے پڑھنے سے کیا فائدہ؟ آیئے اب لگتے ہاتھ یہ بھی دیکھئے حضرت باوا صاحب قرآن کریم کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ اگر باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کے متعلق بھی نعوذ باللہ ویدوں جیسا ہی فتوے دیتے۔ یا اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ تو لاریب وہ نہ ہندو اور نہ مسلمان اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے۔ اور برخلاف اس کے قرآن کریم کی تعریف بیان فرماتے ہیں۔ تو فرمایئے۔ مجھے یا میرے دوستوں کو باوا صاحب کے اسلام میں کیا شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۱ سطر ۲۹ میں فرماتے ہیں۔

تیہیئے حرف قرآن دے تیہیے سیپارے کیں
تس وچ پند نصیحتاں سُن سُن کرو یقین

قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی پارے ہیں۔ اس میں لا انتہا نصیحتیں ہیں۔ اے سننے والو! سنو اور اس پر یقین لاؤ۔ ویدوں کے متعلق گورو صاحب کی رائے ملاحظہ فرمایئے۔ اور پھر قرآن کریم کے متعلق گورو صاحب کا عقیدہ دیکھئے میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان کھلے کھلے نشانات کے باوجود ایک حق جو اور راستی پسند انسان کو باوا صاحب کے اسلام سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔

نماز اور گائیتری کے متعلق فتویٰ

گائیتری ہندوؤں کا ایک مسلم اصول ہے۔ مگر باوا صاحب اس کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔ اگ سورٹھ

"سندھیا ترپن کرے گائیتری بن بوجھے دکھ پایا"

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ سندھیا۔ گائیتری وغیرہ کرنی بالکل بیفائدہ ہے کیونکہ اس سے تزکیہ نفس اور وصال باری نہیں ہوتا۔ اور جب تک تذکیہ نفس نہ ہو تب تک نفسانی خواہشات سے آزادی محال ہے۔ آیئے اب گائیتری کے مقابلہ پر نماز کے

باواصاحب کا فتویٰ تلاش کیجئے۔ جنم ساکھی کلاں کے صفحہ ۲۲۱ سطر ۲۹ پر باواصاحب فرماتے ہیں۔

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں
تھوڑ بہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گویں

باواصاحب فرماتے ہیں۔ کہ ان لوگوں پر لعنت ہے۔ جو نماز کو ترک کرتے ہیں۔ گویا جو کچھ تھوڑا بہت انھوں نے کمایا۔ اسے بھی ہاتھوں ہاتھ ضائع کر رہے ہیں۔ پھر آگے لیجئے۔ (شلوک آدگرنتھ سری راگ محلا پہلا شلوک ۲۷)

خصم کی نذریں دلیں پسندی جنھیں اک کر دھایا
تریجے کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی

باواصاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہی لوگ اللہ تعالےٰ کے مقبول ہیں۔ جو ایک کی عبادت کرتے ہیں۔ تیس روزے رکھتے ہیں۔ اور پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ایسا نہ ہو۔ کہ ان کا نام شیطان راسنبازوں کی فہرست سے کاٹ دے۔ برخلاف اسکے ہندوؤں کے مسلمہ عقائد اوتار کے متعلق باواصاحب فرماتے ہیں۔

اوتار نہ جانے انت ✦ پرمیشور پار برہم بے انت

باواصاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو کہتے ہیں۔ کہ ایشور نے اوتار لیا۔ یعنی وہ انسانی قالب میں حلول کر آیا۔ سو باواصاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ ناوان لوگوں کا خیال ہے۔ اوتار تو ایک انسان ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ ورا الورائے ہستی ہے۔ اس کی کنہ کو کہاں پہنچ سکتا ہے۔ ایشور تو ورئی الورلے محیط الکل ہے۔ کہاں انسان۔ کہاں خدا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

دیوی دیوتا کا عقیدہ اور باواصاحب	اوتار کا عقیدہ ہندوؤں کے ناں

عام طور سے پایا جاتا ہے۔ مگر اس عقیدہ کے متعلق باوا صاحب فرماتے ہیں۔

"دیوی دیوتا پوجے بھائی کیا مانگے کیا دے" (سورٹھ محلا پہلا)

برہما وشن مہیش نہ کوئی اور نہ دیسے اکو سوئی"۔ (مارو محلا پہلا)

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ دیوی دیوتا کے پوجنے سے کیا فائدہ۔ تم اس سے کیا مانگو گے۔ اور وہ تمہیں کیا دیگا۔ صرف ایک ایشور ہی کی پوجا سے نفسانی خواہشات دور ہو سکتی ہیں۔ برہما اور وشن مہیش وغیرہ کا عقیدہ محض لغو ہے صرف ایک خدا ہی خدا ہے۔ جس کی ذات واجب العبادۃ ہے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کا ہے۔ کہ ایک خدا کی پوجا کرو۔ سوائے اس کے اور کوئی قابل پرستش نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ یاایھا الذین اعبدوا ربکم الذی خلقکم الایۃ الی فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون (پ ۱)

مورتی پوجا اور باوا صاحب

مورتی پوجا جو ہندوؤں کے ہاں ایک ضروری عقیدہ مانا گیا ہے۔ اس کے متعلق باوا صاحب فرماتے ہیں۔

ہندو موے بھولے اکھئی جائیں
نارد کہیا سے پوچ کرائیں
اندھے گونگے اندھ اندھار
پاتھر لے پوجے مگدھ گوار
اوہ جے آپ ڈبے تم کہاں تارن ہار
پاتھر پوجے مگدھ گوار
اوہ جو آپ ڈبے تم کہاں تارن ہار

(وار بھاگڑا محلا پہلا)

باوا صاحب فرماتے ہیں ان لوگوں نے صراط مستقیم کو چھوڑ دیا اور شیطان کی پیروی کی۔ لوگ اندھے ہیں۔ گونگے ہیں۔ بہرے ہیں۔ اور روشنی سے دور ہیں۔ جو لوگ پتھر کی پوجا کرتے ہیں۔ بھلا وہ چیز جو خود تیر نہیں سکتی۔ وہ تمہیں کسطرح پار اتاریگی۔ وہ جو خود بول نہیں سکتی۔ وہ بھلا وصال باری کا ذریعہ یا واسطہ کیسے ہوسکتی ہے۔ وہ جو ساکن چیز ہے۔ وہ اس امر کی بھی محتاج ہے۔ کہ کوئی اسے ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پر رکھے۔ وہ بھلا کل کائنات کی محرک ہستی اور طاقت سے کیا نسبت رکھتی ہے۔ پتھر جس کے ایک بچہ بھی ریزے ریزے کر سکتا ہے۔ اس میں مقابلہ کی طاقت تو الگ رہی وہ اپنی منشاء کو بھی ظاہر نہیں کر سکتا۔ تو بھلا وہ تمہارے منشاء کے برآنے کا ذریعہ اور واسطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تعلیم قرآن کریم کی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے۔ یایہا الناس ضرب مثل فاستمعوالہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ قوی عزیز۔

اس جگہ آپ خیال فرماویں۔ قرآن شریف میں بت پرستوں کے حشر اور بت پرستی جیسی رسم کو کن نتائج سے آشکارہ فرمایا ہے۔ اور حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا شلوک میں اس آیت شریفہ کا ترجمہ کر دیا ہے۔ کہ دیکھو بتوں کی پوجا سے کچھ فائدہ نہیں۔ جو ایک لامدرک چیز ہے۔ جو اپنے پر سے مکھی اڑانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ تمہارے مصائب کو کیسے دور کر سکتے ہیں ؎

غرضکہ ہندؤں کے جسقدر مسلمہ عقائد ہیں۔ حضرت باوا صاحب ان سب کا نہایت دھڑے سے رد فرماتے ہیں۔ اور یہ امور پکار پکار کر اس امر کا اعلان

کر رہے ہیں۔ کہ حضرت باوا صاحب باوجود ہندؤں کے گھر پیدا ہونے کے اور ہندؤں کے ہاں تربیت اور تعلیم پانے کے ہندو مذہب سے کچھ بھی تعلق اور واسطہ نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ کمال جرأت کے ساتھ نہایت دھڑے سے ہندؤں کے مذہب کا کھنڈن فرماتے۔ جیساکہ گرنتھ اور جنم ساکھی کے حوالجات اور باوا صاحب کے اپنے اقوال سے ہم ہندو دھرم کا کھنڈن دکھلا چکے ہیں۔ اور برخلاف اس کے اسلام کی تائید میں بیسیوں حوالجات اور معتبر اقوال حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کرائے ہیں۔ جن سے ایک چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اس نتیجہ پر نہائیت آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ کہ باوا صاحب ہندو دھرم سے بیزار اور مذہب اسلام کے عاشق زار تھے۔ ہم نے ایسا محققانہ طریقہ لوگوں کے سامنے رکھا ہے۔ جس کے ماننے سے کسی بھی محقق کو چون وچرا کی گنجائیش نہیں ہو سکتی۔ اور ایک راستی پسند انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب ہندو دھرم کے تارک اور اسلام کے گرویدہ تھے ٭

حضرت باوا صاحب اور مردہ کا جلانا

آخر پر خالصہ سماچار کے ایڈیٹر نے اسبات پر زور دیا ہے۔ کہ مسلمان مردہ کو دفناتے ہیں۔ اور ہندو جلاتے ہیں۔ اور باوا صاحب جلانے کے حامی تھے۔ اس لئے وہ مسلمان ثابت نہیں ہو سکتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے معزز دوست ایڈیٹر صاحب خالصہ سماچار کو گرنتھ وغیرہ پڑھنے کا بہت ہی کم اتفاق ہوا ہے۔ اور اگر پڑھتے ہیں۔ تو اس اصول پر غور کرنے کا بہت ہی کم موقعہ ملا ہے۔ باوا صاحب گرنتھ میں فرماتے ہیں ٭

دُنیا مقام فانی تحقیق دل دانی
مم سرمو عزرائیل گرفتہ دل ہیچ ندانی

زن پسر پدر برادران کس نیست دست گیر
آخر بفتم کس ندارد چوں شود تکبیر

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ دنیا فناہ کا مقام ہے۔ یہ تحقیق امر ہے۔ اس کو دل سے سمجھو۔ میرے سر کے بال عزرائیل کے ہاتھ میں ہیں۔ اے دل تجھے کچھ بھی خبر نہیں۔ عورت۔ لڑکا۔ باپ۔ بھائی کوئی دستگیری نہیں کر سکتا۔ آخر جب نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔ تو میں بیکس ہوں گا۔ اور بیکس ہو کر گرا ہوا ہوں گا ؛

اب تکبیر کا لفظ صاف اور واضح ہے۔ ہر ایک جانتا ہے۔ کہ تکبیر انہیں پر پڑھی جاتی ہے۔ جن کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ اور جنازہ اس کا پڑھتے ہیں۔ جو دفنایا جاتا ہے۔" ابھی بس نہیں۔ اور لیجئے۔ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۶

داغ پوتر دھرتری جو دھرتی ہوئے سمائے
تاں نکٹ نہ آوسی دوزخ سندی بھائے

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ داغ سے پاک ہو کر قبر میں جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک دوزخ کی ہوا تک نہیں پھٹکتی ؛

اب بتلائیے! ان واضح اور بیّن اثبات کی موجودگی میں کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ باوا صاحب مردہ کے دفنانے کے حامی نہ تھے۔ خود باوا صاحب کا اسوہ حسنہ اس امر کا بیّن شاہد ہے۔ کہ آپ کی نعش جلائی نہیں گئی ؛

ایک الگ مذہب کے لئے شریعت اور روحانیت دونوں کی ضرورت

بعض ناواقف لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ باوا صاحب نہ ہندو تھے۔ نہ مسلمان۔ بلکہ انہوں نے ایک الگ تھلگ تیسرا مذہب جاری کیا۔ سو ایسے دوستوں کی خدمت میں ہماری یہ عرض ہے۔ کہ

ایک علیحدہ مذہب کے لئے جس طرح روحانیت کی ضرورت ہے۔ اسی طرح شریعت کے مسائل کی بھی حاجت ہے۔ اس لئے باوا صاحب نے شریعت کے مسائل کو کہاں درج فرمایا؟ کہاں لکھا ہے۔ کہ فلاں کے ساتھ شادی کرنا جائز اور فلاں کے ساتھ ناجائز؟ فلاں چیز حلال اور فلاں حرام؟ رعایا کے بادشاہ پر یہ حقوق۔ اور بادشاہ کے رعایا پر یہ حقوق۔ عبادت کے یہ قواعد اور ضوابط۔ اپنوں کے ساتھ یہ سلوک۔ غیروں کے ساتھ یہ برتاؤ۔ میرے دوست بتلائیں کہ یہ کہاں لکھا ہے میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ آپ گرنتھ یا کسی اور معتبر کتاب سے ہرگز نہیں بتلا سکو گے۔ کہ فلاں کتاب میں شریعت کے یہ مسائل ضروریہ درج ہیں۔ حالانکہ باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۱ سطرہ ۵ میں فرماتے ہیں۔

بدعت کو دُور کر قدم شریعت راکھ
نیوں چل اگے سب وے مندا کسے نہ آکھ

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ بدعتوں کو دُور کر کے یعنی مورتی پوجا جنیئو۔ تیرتھ۔ یاترا۔ دیوی۔ دیوتا۔ وید۔ سمرتی۔ پران۔ سوتک پاتک۔ چھوت چھات وغیرہ کو ترک کر کے شریعت پر قدم مارو۔ اور سب سے پیار اور محبت کرو۔ اور کسی کو خواہ مخواہ بُرا نہیں کہنا چاہیئے۔

قابل غور نکتہ اس جگہ باوا صاحب شریعت پر قدم مارنے کا حکم دیتے ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس جگہ باوا صاحب کس شریعت کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ اگر کہو ویدوں کی شریعت کے متعلق تو اس کے بارے میں تو حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔

پڑھ پڑھ پنڈت مُنی تھکے ویدوں کا ابھیاس

ہرنام چت نہ آوے نہ ہنچ گھر ہووے واس (ماگ ملار)

باواصاحب فرماتے ہیں۔ بڑے بڑے پنڈت اور رشی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر رہ گئے۔ وہ خدا کے نام کی بھی شناخت نہ کر سکے۔ حیات جاودانی کا حاصل کرنا تو الگ رہا۔ اب اس سے صاف ظاہر اور واضح ہے۔ کہ اس جگہ شریعت سے باواصاحب کی ویدوں کی شریعت مراد نہیں ہے۔ کیونکہ ویدوں کا تو باواصاحب کمال دلیری اور جرأت اور دھڑے سے رد فرماتے ہیں۔ اب ہم باواصاحب کے اپنے ہی اقوال سے اس امر کا پتہ لگاتے ہیں۔ کہ اس شلوک سے باواصاحب کی کونسی شریعت مراد ہے۔ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۱ سطر ۵ پر باواصاحب فرماتے ہیں۔ کہ:۔

بدعت کو دُور کر قدم شریعت راکھ
نیوں چل اگے سب دے مندا کسے نہ آکھ

اسی باب اور اسی صفحہ کی اول سطر میں باواصاحب فرماتے ہیں۔

تیئے حرف قرآن دے تیئے سپارے کیں
تس وچ پند نصیحتاں سن سن کرو یقین

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ قرآن کریم کے تئیس حروف اور تیس ہی پارے ہیں۔ اس میں لا انتہا معرفت کے نکاۃ اور نصیحتیں ہیں۔ اے سننے والو! تم ان نصیحتوں کو سنو۔ اور پھر نہ صرف سنو ہی۔ بلکہ ان پر ایمان لاؤ۔ ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے۔ باواصاحب ویدوں سے بیزار اور قرآن کریم کے گرویدہ اس لئے یہاں شریعت سے باواصاحب کی قرآن کریم کی شریعت مراد ہے جس پر قدم مارنے کی آپ اپنے پیروؤں کو ہدایت فرماتے ہیں۔ خدا ہم سب کو باواصاحب کی اس بتلائی ہوئی شریعت پر چلنے کی توفیق دے۔

امید کہ خالصہ سماچار کے ایڈیٹر صاحب یا دوسرے سکھ صاحبان جنہیں ایک یا دوسری وجہ سے باوا صاحب کے اسلام پر ایمان لانے سے شک ہے۔ وہ خالی الذہن ہو کر اس پر ضرور ہی غور فرماویں گے۔ کہ جس شخص کی کلام میں قرآن کریم۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ وغیرہ کے لئے اسقدر تعریف اور تاکید ہے۔ وہ شخص ہندو ہے۔ یا مسلمان؟ پیارو! دنیا چندروزہ ہے۔ باوا صاحب کی ہدایات پر عمل کرنے کا ہمیں بار بار موقع نہیں ملیگا۔ وقت کو غنیمت سمجھو۔ اور گورو صاحب کی ہدایات کی قدر کرو ؀

گرو جس کے ہوں جس راہ پر فدا
وہ چیلا نہیں جو نہ دے سر جھکا

باوا نانک کے اسلام کے متعلق نئے اثبات کا انکشاف

(اگر کوئی ایک حوالہ بھی غلط ثابت کر دے۔ تو فی حوالہ پانچ روپیہ انعام)

اگرچہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کے متعلق اس سے پیشتر بفضل ایزدی سکھوں کی متعدد کتابوں سے بہت کچھ حوالجات دیئے جا چکے ہیں۔ مگر ہمارے بعض سکھ دوست اس امر کے شاکی ہیں۔ کہ ایڈیٹر نور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کے متعلق بار بار وہی حوالجات پیش کرتا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں لاتا۔ اگرچہ نظر تحقیق پر ہمارے دوستوں کا یہ سوال کوئی خاص وزن اور اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ کسی حوالہ کا بار بار ذکر کرنے سے اُس کی صداقت میں شمہ بھر بھی فرق نہیں آ سکتا۔ سورج ہمیشہ

وہی نکلتا ہے۔ چاند ہمیشہ وہی آتا ہے۔ وہی رات ہے۔ وہی دن ہے۔ وہی موسموں کا ہیرپھیر۔ انسان بار بار کھاتا کھاتا ہے۔ تو کیا کسی چیز کے اعادہ سے اس کی اہمیت میں کوئی فرق آجائیگا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک راستی اور سچائی کا جتنی دفعہ بھی اظہار کیا جائے۔ اتنا ہی کم ہے۔ مگر ہمیں اپنے دوستوں سے محبت ہے۔ اور ہم اپنے معزز دوستوں کی خاطر نہایت خوشی سے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کے متعلق آج وہ حوالجات پیش کریں گے۔ جو آج تک ہم نے کبھی پیش نہیں کئے جو بالکل نئے اور اچھوتے ہیں۔ امید کہ انہیں پڑھ کر ہمارے دوست بہت خوش ہوں گے ؛

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں کہ شیطان کے راندے ہوئے کبھی بہشت میں نہیں جائیں گے

مسلمانوں کے ہاں شیطان سے جسقدر پناہ مانگی گئی ہے۔ وہ اس امر سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ مسلمان ہر ایک کام کرنے سے پہلے" اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" ضرور کہہ لیتے ہیں ؛

اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ شیطان کے متعلق کیا ہے۔ کیا آپ بھی مسلمانوں کی طرح شیطانی وساوس سے پناہ مانگتے ہیں۔ یا ہمارے ہندو دوستوں کی طرح شیطان کی ذات سے منکر ہیں۔ یہ بہت عمدہ راہ ہے۔ حضرت باوا صاحب کے خیال کا اندازہ لگانے کی ؛

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷۹ سطر ۱۱

سچی سنت رب دی موئے لے آیا نال
جو رکھے موئے امانتی سو خاصا بندا بھال

پھر گیا درگاہ وچ اگے رکھ نیسان
اوہ درگاہ ڈھوئی نالہن جو راندے شیطان

وہی اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے ہیں۔ جو اُس کی بتلائی ہوئی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ بیشک درگاہ باری میں ان کے لئے عزت ہے۔ البتہ جنہوں نے اس پر عمل نہ کیا۔ سمجھو کہ ان پر شیطان کا غلبہ ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے قرب سے دُور رہیں گے۔

یہ شلوک بالکل واضح اور بیّن ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں۔ کہ حضرت باوانانک رحمۃ اللہ علیہ شیطان کے غلبہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے تھے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے از روئے اصول مسلم ہوسکتا ہے یا غیر مسلم ÷

شیخ فرید سے گفتگو اور مسلمانوں سے ملکر کھانا پینا

ایک تو حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ گذرے ہیں۔ جن کا مزار مبارک پاکپٹن میں واقعہ ہے اور یہ بزرگ حضرت باواصاحب سے تقریباً چار صد سال پیشتر ہو گذرے ہیں۔ جنم ساکھی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک اہل صفا ولی اللہ حضرت شیخ فرید کے ساتھ حضرت باوا صاحب کی ملاقات ہوئی۔ ہوسکتا ہے۔ کہ یہ حضرت شیخ فرید کوئی دوسرے بزرگ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حضرت باواصاحب نے کشفی ملاقات کی ہو۔ بہرحال جنم ساکھی میں حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت باوانانک رحمۃ اللہ علیہ کے باہمی سلوک اور برتاؤ کو ان الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۶۲ سطر ۲۹ میں یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت باواصاحب اور شیخ فرید باہمی ملکر بہت ہی خوش ہوئے ÷

" تاں بابا نانک جی تے شیخ فرید ساری رات باہر جنگل وچ اکٹھے ہی رہے۔ تاں اک بندا خدا ئیدا آئے نکلیا۔ اتنے دوہاں نوں اکٹھا دیکھ کر اپنے گھر نوں اُٹھ گیا۔ جائیکر اک تبلباج دودہ دا بھر کے لے آیا۔ اور اس تبلباج وچ چار پہراں بھی پائے لے آیا۔ پچھلی رات تاں شیخ فرید ہوراں اپنا حصّہ پی لیا۔ تے گورو نانک جی دا حصّہ رہن دتا " ۔

اب اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شیخ فرید اور حضرت باوا نانک ؒ کی باہمی اسقدر محبت اور الفت تھی۔ کہ دونوں نے جنگل میں ہی تمام رات گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے گذار دی۔ اور ایک شخص نے دو خدا کے پیاروں کو اس طرح گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر اپنے گھر سے ایک دودھ کا کٹورا لے آیا۔ اور شیخ فرید صاحب نے خوشی سے اس دودھ سے اپنا حصّہ لے کر تو پی لیا۔ اور حضرت باوا صاحب کا حصّہ رہنے دیا۔

اس سے دو امر اظہر ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت باوا صاحب کی شیخ فرید ؒ سے بڑی محبت تھی۔ حالانکہ ہم حضرت باوا صاحب کی تمام زندگی پر نظر ڈالتے ہیں اور نہیں کہیں بھی یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ حضرت باوا صاحب نے کسی ہندو پنڈت یا پوجاری سے بھی محبت کی ہو۔ بلکہ جنم ساکھی اور گرنتھ صاحب سے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس تیرتھ وغیرہ پر حضرت باوا صاحب جاتے۔ وہاں پانڈوں وغیرہ کے کاموں کا ردّ کرتے۔ اور پانڈے اس بات کو بہت ہی بُرا مناتے۔ حتےٰ کہ باوا صاحب کو اس جگہ سے زبردستی نکال دیتے۔ مگر دوسری طرف شیخ فرید سے باوا صاحب اور باوا صاحب سے شیخ فرید ایسی محبت کرتے ہیں۔ کہ گویا دونوں عارف اور زاہد ایک ہی ہیں۔ اور پھر جس کٹورہ کو باوا فرید ہاتھ لگاتے ہیں۔ حضرت باوا نانک صاحب خوشی سے اس کٹورہ سے دُودہ پی لیتے ہیں۔ آج کل کے

ہندوؤں کی طرح کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ اب اس سے ہی سمجھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب ہندو اور مسلمانوں میں سے کس کے ساتھ زیادہ محبت اور پیار کرتے تھے ؛

شیخ فرید اور باوا صاحب کا مل کر ایک لمبا سفر کرنا

پھر لکھا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب نے اور شیخ فرید صاحب نے اکٹھے آسام ویش کا لمبا سفر کیا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ شیخ فرید کے ساتھ باوا صاحب کا ایک لمبا سفر کرنا اور دونوں نے ملکر اپنی معرفت اور گیان سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت شیخ فرید رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ کا مشن ایک ہی تھا۔ ورنہ تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ پنڈت اور مولوی اکٹھے ملکر سفر کریں۔ اور اکٹھے مل کر لوگوں کو خدا کی معرفت سے آگاہ کریں۔ یہ ناممکن ہے۔ ہمیں کہیں یہ دکھائی نہیں دیتا۔ کہ حضرت باوا صاحب نے پنڈت کشن چند یا ہر دیال سے ملکر بھی کوئی سفر کیا ہو اور دونوں کی متفقہ کوشش سے لوگوں کی اصلاح ہوئی ہو۔ اب شیخ فرید صاحب کے ساتھ ملکر حضرت باوا صاحب کا سفر کرنا اس سے سمجھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب پنڈت ہردیال کی روش کو پسند کرتے تھے۔ یا شیخ فرید رح کی طرز کو ؛

باوا نانک نے کہا۔ اے فرید! آپ میں خدا کا نور ہے۔

پھر آگے چلکر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۳۶۵ سطر ۹ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ فرید کو مخاطب کر کے کہا ؎

تاں سری بابے جی آکھیا۔ شیخ فرید جی تساں وچ خدا صحیح ہے۔

تاں شیخ فرید نے ودیا منگی جیتوں شیخ فرید چلدے وقت گل وچہ باہاں پائیکے لے تاں گورو جی نے اک شبد وچاریا۔

سری راگ محلا پہلا

آؤ بہنو گل ملو انگ سہیلڑیاں
مل کرو کہانیاں سمرتھ کنت کی آہ
ساچے صاحب سب گن اوگن سب اساہ

کرتار سب کو تیرے جور۔ اک شبد وچاریئے جاتوں تاں کیا ہو
باوا صاحب نے شیخ فرید کو کہا۔ کہ آپ میں یقینی خدا ہے۔ اور شیخ فرید نے باوا صاحب سے جانے کے لئے اجازت چاہی۔ اور پھر شیخ فرید رخصت ہوئے۔ اور رخصت ہوتے وقت باوا صاحب اور شیخ فرید بغل گیر ہوئے۔ اور گورو جی نے ایک شبد کہا۔

سری راگ محلا پہلا

مطلب:۔ بہنو آؤ۔ گلے سے لگ کر ملیں۔ کیونکہ ہم دونوں کا پیار قدیم سے ہے۔ آؤ ہم ملکر اس قادر مطلق کی حمد و ثنا کریں۔ کیونکہ تمام تعریف اسی کے لئے ہے۔ اگر اور کسی چیز میں تعریف کی کوئی جھلک پائی بھی جاتی ہے۔ تو وہ صرف اس خداوند کی ہی دی ہوئی نعمت ہے۔ بیشک تمام تعریف اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ اب گورو صاحب کا شیخ فرید سے اس پیار و محبت کے ساتھ پیش آنا۔ اسقدر رفاقت اور لگاؤ کا اظہار کرنا یہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات کا صاف و شفاف آئینہ ہے۔ پھر باوا صاحب کا شیخ فرید سے یہ کہنا کہ آپ میں خدا کا نور ہے۔ اب جس شخص کی پیروی سے شیخ فرید نے یہ نور حاصل کیا۔ وہ تو

سبحان اللہ نورٌ علی نور ہو گا۔ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی قوت کی گواہی۔ (فداہ روحی)

آنحضرت کا قلب شفاف ہے اس لئے اس سے خدا کی صورت نظر آتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض اور صفائی قلب کے متعلق حضرت باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۳۰ سطر ۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔

تاں پھر پیغمبر نوں جبرائیل لے گیا۔ اور اوہناں نال پڑدے وچہ پیغمبر نال خداوند تعالےٰ دیاں گلاں ہویاں۔ اور پڑدے وچہ خدا دی شبیہ وسدی سی۔ تاں آواز ہوئی۔ اے پیغمبر میری تیری شبیہ ناہیں۔ توں میری شبیہ ہیں۔ تاں تے اپنے روپ دی صورت سب جگہ ہے تے صاف شیشے وچہ نظر آوندی ہے۔ اسی طرح میں سب جگہ ہاں۔ اور تیرا آئینہ صاف شفاف ہے۔ اور تیرے وچہ میری شبیہ نظر آوندی ہے۔

خیال فرمایئے۔ اس جگہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کسطرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسیت اور طہارت اور صفائی کو آشکارا کیا ہے عبارت بالکل صاف ہے۔ جسکا لفظی ترجمہ بدوں کسی کھینچ تان کے یہ ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل لے گیا۔ پردہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خداوند تعالےٰ سے کلام ہوا۔ اور پھر پردہ میں خداوند تعالےٰ کی صورت نظر آرہی تھی۔ تو پھر آواز ہوئی اے پیغمبر میں تیری صورت نہیں۔ بلکہ تو میری صورت ہے۔ یعنی تو میری محبت کے رنگ میں رنگین ہے۔ جسطرح آگ اور لوہا ایک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ میری

صورت تو سب جگہ ہے۔ مگر آپ کا قلب بالکل صاف وشفاف اور مطاہر ہے۔ اس لئے میری صورت آپ کے آئینہ سے ہی صاف اور عمدہ نظر آ رہی ہے۔

جائے غور ہے۔ باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی) کی صورت خدا کی صورت گویا اس کو ماننا خدا کو ماننا ہے۔ اس کے درشن خدا کے درشن اگرچہ اللہ تعالےٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ صاف وشفاف اور مطاہر ہے۔ اس لئے اس میں خداوند تعالیٰ کی صورت صاف دکھائی دے رہی ہے۔ اور جو شخص خدا کے درشن کرنا چاہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف وشفاف آئینہ سے ہی خدا کے درشن کر سکتا ہے۔

گورو جی نے مٹھی آواز میں بانگ دی

پھر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵۶۲ سطر ۴ میں لکھا ہے۔ کہ تاں سری گورو جی نے اونچی سرنال بانگ دتی۔ آپ خیال فرمائیے۔ کہ اونچی آواز سے اذان کہنا یہ کن لوگوں کا کام ہے۔ آپ ہرگز یہ کہیں نہیں پاؤ گے۔ کہ حضرت باوا صاحب نے اونچی اونچی آواز سے سندھیا گائیتری کا پاٹ کیا ہو۔ اب خیال کیجئے۔ جو شخص اونچی اور مٹھی آواز سے اذان دیتا ہے۔ اور جس کی میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری آواز کو سن کر لوگ مدہوش ہو جاتے ہیں۔ خدا را آپ خود ہی غور فرماویں۔ کہ ہم ایسے شخص کو ہندو کہیں۔ یا مسلمان۔ خدا ہم سب لوگوں کو حضرت باوا نانک کی طرح اونچی آواز سے اذان دینے کی توفیق دے۔ آمین

مسلمان گیانی ہوتا ہے

پھر حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵۶۴ سطر ۴ میں فرماتے ہیں۔ کہ مسلمان

سو ہی ہوتا ہے۔ جو گیان اگن کرن جپت ہوتا ہے۔ یعنی مسلمان وہی ہے۔ جو خداوند تعالےٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ اور اس کی معرفت اور گیان کی اگنی نے اس کے دل کو پختہ کر دیا ہو۔ یعنی جو شخص پختگی سے اسلام پر قدم زن ہو۔ پھر اور کسی مذہب یا طریقہ کا اس پر اثر نہیں ہو سکتا۔ اور جو گیان اور معرفت سے مسلمان ہے۔ وہی گیانی ہے۔ اس جگہ آپ خیال فرمایئے۔ کہ حضرت باوا نانک صاحب نے راسخ الاعتقاد مومن کو گیانی کے نام سے نامزد فرمایا ہے۔ ایک جگہ باوا صاحب ایک شلوک فرماتے ہیں۔

ہندو انان۔ ترکو کاناں۔ دوہاں وچوں گیانی سیانا۔

مطلب :- کہ ہندو تو خدا کی معرفت کی آنکھیں نہیں رکھتا۔ ترک (مراد شاہان مغل سے ہے) کی ایک آنکھ ہے۔ اور ان ہر دو سے گیانی خردمند اور دونوں آنکھوں والا ہے۔ ہمیں اس کے اظہار میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا کہ حضرت باوا صاحب کے عہد میں شاہان مغلیہ دین کی طرف سے بہت کچھ لاپرواہ تھے۔ اور اپنے عیش و آرام میں مست تھے۔ چونکہ آخرکار وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ کے نام لیوا تھے۔ جس کے متعلق باوا صاحب یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ آنحضرت فداہ روحی کا دل بالکل صاف اور مطاہر ہے۔ جس کے ذریعہ خدا کے درشن اور خدا کا کلام نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے شاہان مغلیہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہونے کے باعث انہیں ایک آنکھ والا کہا ہے۔ اگر وہ اپنے مذہب پر راسخ الاعتقاد ہوتے۔ تو لاریب حضرت باوا صاحب انہیں دو آنکھ والوں میں شمار کرتے۔ اگرچہ بھی ہندو کو خدا کی معرفت سے اندھا اور اسوقت کے شاہان اسلام کو ایک آنکھ والا کہا کیا اندھوں میں کانا راجہ نہیں ہوا کرتا؟

اب اس جگہ باوا صاحب نے گیانی کو دو آنکھ والا بتلایا ہے۔ اور جنم ساکھی سے یہ بھی طے ہو گیا ٭ کہ مسلمان وہی ہوتا ہے۔ جو گیان اگن کرن چیت ہے۔ یعنی مسلمان وہی ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کی معرفت سے مستفیض ہو کر راسخ الاعتقاد ہو۔ اس جگہ غور فرمائیے۔ کہ حضرت باوا صاحب کے دل میں مسلمان کی کیسی عزت اور کیسی شان تھی۔ خدا ہم سب کو ایسا ہی راسخ الاعتقاد مومن بنا دے۔

مسلمان اعتقاد میں بڑھ گئے

پھر آگے چلکر حضرت باوا صاحب جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۳۔ سطر اول میں فرماتے ہیں ٭

عمل ہندوؤاں واہٹ گیا ودھ گئے مسلمان

یعنی مسلمان اعمال میں بڑھ گئے۔ اس جگہ دیکھئے۔ کہ حضرت باوا صاحب نے کیسے بے لاگ گواہی دی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ مسلمانوں نے محض اخلاق اور اعمال صالح سے ہی لوگوں کے دلوں کو تسخیر کیا۔ اگر واقعی ہم سچے مسلمان بن جائیں۔ تو پھر دنیا ہمارے سامنے لونڈی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی رہے۔ مسلمان ہزار نمونوں کا ایک نمونہ ہے۔ ایک مسلمان کی شان اور اس کا اخلاق اسقدر بلند ہے۔ کہ بس راہ چلتا مسافر بھی حلقہ بگوش ہونے کے لئے تیار ہے۔ خدا ہمیں بھی ایسا مسلمان بنا دے ٭

مسلمانوں نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا

پھر حضرت باوا صاحب جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۲ سطر ۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں ٭

آئے ہندوستان وچہ تب لاگے کرن وچار
اِک رہیا اجمیر وچہ اک رہیا سکن پور جائے
کرکے ناٹک چیٹکا ہندو لے ملائے
رہے ہندوستان وچہ فقر اللہ دے ہوئے
زوری ہندنہ جتیا کر زوری رہے کھلوئے
اگے ہوئے اچے پال وسدی سی اجمیر
ناٹک چیٹک کرموں دی کیتا جوگی چیر
ناٹک چیٹک کرموں دی بیٹھا پیر کہائے
راجہ پرجہ چیندوا سبھو نویاں آئے

اس جگہ باوا صاحب حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کا فقیر بن کر ہندوستان میں رہا۔ مسلمانوں نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ بلکہ یہ حضرت معین الدین چشتی کے یمن کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ ہندوستان کے لوگ گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں شامل ہونے لگے۔ اگرچہ راجہ جیپال والئے اجمیر نے بہت مخالفت کی۔ مگر حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا پودا دن بدن بڑھنے اور پھلنے پھولنے لگا۔ حتیٰ کہ تمام اہل ہند حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سرخمیدہ ہوا۔ اس جگہ حضرت باوا صاحب نے صاف اور واضح طور سے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ مسلمانوں نے کبھی کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ بلکہ یہ مسلمان فقراء کی برکت اور یمن کا نتیجہ ہے۔ جس کے سامنے سب خورد و کلاں نے اپنے سروں کو نیچا کیا ؎

انسان کا ہر ایک اعضائے گواہی دے گا

پھر حضرت باوا صاحب قیامت کے دن کو ان الفاظ میں آشکارا کرتے ہیں۔ دیکھو جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۵۴ سطر ۲ ؎

دنیا اندر آئے کے عمر گوائی یار
کوڑی مجلس بہ کے کیتی سو گور اپار
بہن چلایا عزرائیل ساتھی سنگ نہ کوئی
لے سزائیں انگلیاں کسے سنائیں روئے
ملن سزائیں بہتیاں ملک الموت حضور
لیکھا منگن چتر گپت جو چھپ کماوے دور
تاساں لوئن مکر کے توبہ کرن پکار
دیون کن گواہیاں اندہ نار وچ پکار
آلت جیبیا مکرے چکھ چکھ ساد پکار
ہتھاں پیراں چا کری حکم کماون کار
پنج حواس سنگ توبہ کرن پکار

اس جگہ باوا صاحب نے قیامت کا نقشہ دکھلایا ہے۔ کہ جب عزرائیل انسان کی جان نکالے گا۔ تو پھر اسے اپنے کیئے کی سزائیں ملیں گی۔ وہ پکاریگا کوئی انسان اس کی فریاد نہیں سنے گا۔ اس جگہ خدا حساب و کتاب طلب کرے گا۔ وہاں انکار کی کوئی گنجائش نہ ہو گی۔ انگلیاں۔ کان۔ ہاتھ پاؤں۔ غرضیکہ ہر ایک عضو اپنے کیئے ہوئے گناہوں کی گواہی دے گا۔ اور وہ اس وقت توبہ کریں گے۔ مگر اُس وقت کی توبہ سے کیا فائدہ؟

جائے غور ہے۔ کہ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ قیامت کے دن انسان کا عضو عضو گواہی دے گا۔ ایک تناسخ کے ماننے والا ایک منٹ کے لئے بھی اس عقیدہ کو نہیں مانے گا۔ وہ اس شخص کے ساتھ سزا ملنے کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ تو جونوں کا عقیدت مند ہے۔ اب اس سے ہی اندازہ لگا لو۔ کہ حضرت باوا صاحب کا عقیدہ کیا تھا۔ اور اس جگہ حضرت باوا صاحب تناسخ کی کس طرح تردید فرماتے ہیں ؂

آگ میں جلانا ٹھیک نہیں

پھر حضرت باوا صاحب اسی صفحہ کی ۱۸ سطر پر فرماتے ہیں۔

مرے وچارا ہندڑ و وچہ اگے دین جلائے
جلبل ہو گئی بھسمڑی پلونا کھڑے اوڈلائے
پڑھ کے ویکھ قرآن نوں کس نوں ودھی سزائے
سو . . . . جو بہتا کھاندا تائے

اس جگہ ہم خود کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ حضرت باوا صاحب کا جلانے اور دفنانے کے متعلق فتوٰے صاف ہے۔ سب سے بڑھ کر حضرت باوا صاحب کی نعش مبارک جلائی نہیں گئی۔ اسی سے حضرت باوا صاحب کا مذہب سمجھ لو ؂

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں برہما۔ وشن مہیش ان سب کی طاقتیں جمع تھیں

ہندوؤں کے نزدیک تمام دیوتاؤں سے بڑا دیوتا برہما ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ اسوقت زمین پر کچھ نہ تھا۔ مگر برہما تمام دنیا سے پہلے پیدا ہوا چار وں

ویدوں کا گیان سب سے پہلے برہما پر اُترا۔ تمام پُران اور شاستر اس امر پر متفق علیہ ہیں۔ کہ سرشٹی میں سب سے اول برہما کا ظہور رہوا۔ برہما تمام دیوتاؤں کا مہا دیوتا۔ تمام رشیوں کا مہا رشی تمام سوامیوں کا مہا سوامی تمام گیانیوں کا مہا گیانی تھا۔ اس کے چار منہ تھے۔ ایک سے رگ۔ دوسرے سے یجر۔ تیسرے سے سام۔ چوتھے سے اتھر وید کا ظہور رہوا۔ اور اسی نے رشیوں کو ویدوں کا گیان دیا۔ گویا ہندوؤں کے نزدیک مخلوقات میں سب سے بلند درجہ برہما کا ہے۔ اور حضرت باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برہما کے رُوپ تھے۔ چنانچہ جنم ساکھی بجائی بالا شلوک صفحہ ۲۰۶ سطر ۲۳ میں لکھا ہے ؛

اوّل خود خدا سی قدرت نور کہائے
برہما۔ وشن مہیش تنین پھر قدرت لئے بنائے
راجس۔ سہاسک تامسی ایہا گن اَت کیں
تینوں غلیظ ہوئے تا نتے بھی زمین
اوّل آدم مہیش ہوئے دُوجا برہما ہوئے
تیجا آدم مہادیو محمد کہے سب کوئے

اس جگہ حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ برہما۔ وشن۔ مہیش اور مہادیو جو ہندو صاحبان کے نہایت مہا گرو اور نہایت عظیم الشان انسان ہو گذرے ہیں۔ حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ان تمام مہا پرشوں مہاتماؤں مہا گیانیوں کے صفات جمع تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جامع جمیع صفات کاملہ تھے ؛

اس سے آپ اندازہ کرلیں۔ کہ حضرت باوا صاحب کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ روحی پر کیسا عقیدہ اور زبردست وشواس تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نہ صرف بنی اسرائیل کے انبیاء کی کل صفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جمع تھیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا کے مہاپرشوں مہارشیوں اور مہاگیانیوں کے صفات اپنے اندر لئے ہوئے تھے۔

حُسنِ یُوسف دمِ عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند۔ تو تنہا داری

حضرت باوا صاحب کی اصطلاح میں کافر کون ہے

حضرت باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۱۰ سطر ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں ؛

پرستش کرے آفتاب دی ولی جانے یہ خدائے
اِہ بھی اپنے مذہب وچہ ہوئے او گمراہے
ہندو ہوئے بت پرست جانت ہت خدائے
تس کر کافر اکھیں ہوئے رہے گمراہے

اب اس پر ہم اپنا حاشیہ کچھ نہیں چڑھانا چاہتے۔ حتیٰ کہ ترجمہ تک بھی نہیں کرتے۔ ناظرین خود سمجھ لیں۔ کہ حضرت باوا صاحب کا عقیدہ بت پرستی کے متعلق کیا تھا۔ اور اُن کی نظر میں کافر کون تھے ؛

اپنے وقت میں فرید سب سے بڑا بھگت تھا

پھر جنم ساکھی صفحہ ۲۱۲ میں حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ باوا فرید اپنے وقت کا سب سے بڑا خدا کا بھگت تھا۔ آپ لوگ جانتے ہیں۔

کہ حضرت باوا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے وقت میں سب سے بڑا بھگت ہونا اس سے آپ اندازہ لگالیں۔ کہ باوا فرید جس خدا کے بھگت کا نام لیوا تھا۔ اس کی شان کسقدر بلند اور ورا ہوگی؟

سید پور گاؤں میں حضرت باوا صاحب کا نماز پڑھنا

پھر جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۷۶ میں یہ لکھا ہے۔ کہ باوا صاحب نواب کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گئے۔ اب دیکھو۔ کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جانا یہ کن لوگوں کا کام ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اس واقعہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے یہ بھی لکھدیا ہے۔ کہ پہلے تو باوا صاحب نماز پڑھنے نواب صاحب کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ اور قاضی امام بنا۔ پھر باوا صاحب نماز کی نیت توڑ کر الگ کھڑے ہوگئے۔ تو قاضی اور نواب صاحب نے بعد میں دریافت کیا۔ کہ آپ نے نیت نماز کیوں توڑی۔ تو لکھا ہے۔ کہ باوا صاحب نے یہ کہا۔ کہ میں نماز کس کے پیچھے پڑھتا۔ قاضی صاحب کا دھیان تو گھر میں تھا۔ کہ جو گھوڑی نے بچہ دیا ہے۔ وہ کہیں صحن کے کنوئیں میں نہ پڑ جائے۔ یہ قصہ صرف حضرت باوا صاحب کے نماز پڑھنے کے چھپانے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ مگر اس سے بھی ہمارے دوستوں کا مطلب سدھ نہیں ہوتا کیونکہ ان دوستوں کے کہنے کے مطابق بھی حضرت باوا صاحب کو نماز سے انکار نہ تھا۔ اگر انکار تھا۔ تو ان لوگوں پر جو نماز کے وقت عدم حضور تھے۔ اور جن کا خیال خدا کی ذات میں نہ تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب نماز کے دل و جان سے گرویدہ تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ نماز میں سوائے خدا کی ذات کے اور کسی

طرف خیال نہ ہونا چاہیئے۔ حضوری قلب کا ہونا ضروری ہے۔ اور حضرت باوا صاحب نے نماز کی تعریف میں بہت سے شلوک اور اقوال تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً تاریخ گورو خالصہ حصہ اول صفحہ ۵۵ پر یہ باوا صاحب کا شلوک درج ہے۔

جمع کر نامدی پنج نماز گذار
باجھوں نام خدائیدے ہوسیں بہت خوار

یعنی خدا کے نام کا توشہ جمع کر۔ جے سینا رام سے نہیں بلکہ پانچوں وقت کی باقاعدہ نمازوں کی ادائگی سے۔ بدوں اس کے خواری ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں۔ کہ حضرت باوا صاحب کے دل میں نمازوں کی کیسی قدر و عظمت تھی۔

باوا صاحب کے نزدیک حج کعبہ کیلئے ازحد تڑپ اور باوا صاحب کے نزدیک کن لوگوں کا حج قبول ہوتا ہے

حج نیکبخت مومنوں کا ایک شعار ہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کسی کو توفیق دے۔ تو اس پر حج فرض ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا حج کے متعلق کیا خیال تھا۔ اور حج کعبہ کے لئے آپ کے دل میں کسقدر عظمت اور قدر تھی۔ جب باوا صاحب حج کے لئے روانہ ہوئے۔ تو آپ کا ساتھ ایسے گروہ سے ہوا۔ جن میں بعض آدمی راستہ میں ہنسی اور تمسخر کرتے جاتے تھے۔ سو ایسے ساتھیوں کا ساتھ مردانے سے ترک کرنے کی ہدایت کرکے مردانہ کو حسب ذیل الفاظ میں نصیحت فرماتے ہیں۔ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۳۰ سطر ۴ میں فرماتے ہیں:

" مردانیاں ایہناں حاجیاں نال ئیں جان دے۔ جے ساڈے نصیب حج

حج کعبہ دا ہے۔ تاں اہیں بھی جاں گے۔ مردانیاں ایہ راہ ایسی ہے جے مہر محبت خدمت کردیاں جایئے۔ تاں فیض پائیدا ہے۔ انے جے ہاسا مسکری کردیاں جایئے تاں حاجی نہیں ہوندا"۔

اس سے آپ اندازہ لگالیں۔ کہ حضرت باوا صاحب کے دل میں حج کی کیسی زبردست خواہش تھی۔ اور دوم حج کے لئے آپ کے دل میں کیسی عزت اور عظمت تھی۔ حضرت باوا صاحب کا یہ کہنا کہ حج کعبہ کا راستہ ہنسی اور تمسخر کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایسا راستہ ہے۔ کہ اس میں مہر اور محبت اور خیرات اور خشیت اللہ کے ساتھ جانا چاہیئے۔ تاکہ خداوند تعالیٰ حج قبول فرمائے۔

کیا کبھی ہردوار کی یا تراجگن ناتھ کے درشنوں کے لئے بھی حضرت باوا صاحب کے دل میں ایسی لگن اور اخلاص پیدا ہوا۔ حاشا وکلا۔ پھر آپ ہی فرماویں۔ کہ ہم ایسے خدا کے پیارے کو ہندو کہیں یا مسلمان؟

حضرت باوا صاحب اور روز قیامت پر ایمان

قیامت پر ایمان لانا مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ ہندو دوست قیامت سے انکار کرتے ہیں۔ اور تناسخ کو ماننے والا ایک طرفۃ العین کے لئے بھی قیامت کا خیال اپنے دل میں نہیں لاسکتا۔ کیونکہ قیامت اور تناسخ دو ضدیں ہیں۔ قیامت کے ایمان لانے کے متعلق جس قدر تاکید قرآن شریف میں پائی جاتی ہے۔ شائد ہی کسی دوسری مذہبی کتاب میں اس کی نظیر ملتی ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ قیامت کے متعلق کیا ہے سو مسلمانوں کے اس ضروری اور لازمی عقیدہ کے متعلق حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۹ پر فرماتے ہیں:-

چھڈو سبھے نحا منتاں قیامت نوں کر یاد
جسا او ڈسی روں جیوں جے پلیا ٹھے سواد
کھادا پنیا نکل جیوں تل گھانی تیل
رس کس کھادے بھوگنے سنگ کینسگے میل
اونہاں کوئی ناں جیو ندیاں مار مار
دنیا کھوٹی راسٹری منوں چیت وسار
سکھاں نوں ڈھونڈیاں وکھڑے ہڈ پئے
دوکھے دکھ وہاندیاں سکھڑے سن گلے

مطلب:۔ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں۔ تمام دنیا کی خواہشات اور نعمتیں جو دنیا کی طرف انسان کو مائل رکھتی ہیں کو ترک کر کے قیامت کو یاد کرو۔ آہ! وہ قیامت کا وقت نہایت نازک وقت ہے۔ قیامت کو ہر وقت یاد رکھو۔ تو تمہارا دل کبھی بدی کی طرف نہیں جائے گا۔ قیامت کے دن گنہگاروں کے جسم کی بوٹیاں اس طرح اڑیں گی۔ جس طرح دُھنا روئی کو دھنتا ہے۔ گنہگاروں کا کمایا ہوا مال اور ان کا کھایا ہوا اناج اس طرح ان کے جسم سے نکالیں گے۔ جس طرح کولہو کے ذریعہ تلوں کا تیل نکالا جاتا ہے۔

اور جو اچھے اچھے بھوجن اور کھانے ناجائز ذریعہ اور بد صحبت سے کھائے وہ کل کے کل اس کے لئے دکھوں کا ذریعہ ہوں گے۔

آہ! آرام کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے دکھ ان کے پیچھے پڑ گیا۔ اور دکھوں میں اس قدر ترقی ہوئی۔ کہ سکھ اور آرام جاتا رہا۔ حقیقی سکھ تو مولا کریم کے بتلائے ہوئے صراط مستقیم پر قدم زن ہونے سے ہی ملتا ہے۔

قیامت کو ہر وقت یاد رکھو۔ تاکہ تم صراط مستقیم سے ادہر ادہر نہ سرکنے پاؤ ✤

اس جگہ حضرت باوا صاحب نے قیامت پر ایمان لانے کی کیسی زبردست تاکید فرمائی ہے۔ اور پھر قیامت کا کیسا درد انگیز نقشہ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ کیا کوئی تناسخ کا قائل بھی قیامت کا قائل ہو سکتا ہے۔ حاشا و کلاّ۔ پس اسی سے سمجھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب کا عقیدہ کیا تھا۔

پیر جلال الدین اور حضرت باوا صاحب کی السلام علیکم ہوئی

جنم ساکھی بھائی بالا کے صفحہ ۲۵۵ پر پیر جلال الدین کی ساکھی یا حال ہے۔ اس میں پیر جلال الدین صاحب کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔ بھائی بالا بتلاتا اور سکھوں کے دوسرے گورو شری گورو انگد جی مہاراج اس حال کو قلمبند کرتے ہیں۔ کہ پیر جلال الدین صاحب نے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کہا ✤

"السلام علیکم یا درویش! تو باوا نانک نے جواب
میں کہا۔ وعلیکم السلام پیر جلال الدین قریشی! اتاں
سری گورو جی نال دست پنجہ (مصافحہ) لے کر بیٹھ گئے"
جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۵۵ سطر ۲۲

اب اس جگہ دیکھو۔ کہ پیر جلال الدین صاحب نے باوا نانک کو دیکھ کر کہا۔ السلام علیکم یا درویش! یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ کبھی مسلمان نے ہندو کو السلام علیکم نہیں کہا ہوگا۔ ہندو اور مسلمان کی صورت بھی چھپی نہیں رہتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب

نہ صرف باطن سے ہی مسلمان تھے۔ بلکہ اپنا ظاہری رہن سہن بھی ایسا رکھا ہوا تھا۔ کہ ایک انسان بادی النظر میں ہی معلوم کر جاتا تھا۔ کہ یہ کوئی خدا کا پیارا حاجی درویش ہے۔ تبھی تو پیر جلال الدین صاحب نے باوا صاحب کو دیکھ کر یہ کہا۔ کہ السّلام علیکم یا درویش! آج تک ہم نے کبھی نہیں سنا۔ کہ کسی مسلمان نے ہندو کو السلام علیکم کہا ہو۔ اور پھر حضرت باوا صاحب بھی یہ نہیں۔ کہ السّلام علیکم سن کر خاموش ہو جاتے۔ بلکہ بڑی خوشی اور آنند اور بشاشت اور راحت کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ وعلیکم السّلام یا پیر جلال الدین قریشی!"

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت باوا صاحب کے دل میں السلاعلیکم کی کسقدر عظمت اور قدر تھی۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت باوا صاحب اس سے پہلے پیر جلال الدین قریشی سے واقف تھے اور پیر جلال الدین باوا صاحب سے راہ و رسم رکھتے تھے۔ تبھی تو ایک نے دوسرے کا نام لے کر پکارا۔ اور السّلام علیکم و علیکم السّلام کہا۔ آپ نے کبھی نہیں پڑھا ہوگا۔ کہ کبھی حضرت باوا صاحب نے متھرا یا ہردوار یا جگن ناتھ وغیرہ پر جا کر پنڈتوں کو جے سیتا رام یا نمستے وغیرہ کہا ہو۔ اس سے اندازہ لگا لو۔ کہ حضرت باوا صاحب کس عقیدہ کو پسند فرماتے تھے السّلام علیکم یا جے سیتا رام کو +

پیر جلال الدّین کی دُعا سے جہاز غرق ہونیسے بچ رہا

اور جس پیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے ساتھ حضرت باوا صاحب کی السّلام علیکم اور وعلیکم السّلام ہوئی۔ اس پیر کے مستجاب الدعوات ہونے کے متعلق حضرت گورو انگد رحمۃ اللہ علیہ جنم ساکھی کلاں

میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"جاں پیر جلال الدین سمندر دے کنڈے اوپر آیا۔ تاں اک جہاز ڈبن لگا۔ تاں پیر جلال الدین نے خدا کے حضور دعا کی۔ تا پھر اوہ جہاز ڈبا ناہیں" جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵۶۴ سطر ۸

اب اس سے اندازہ لگالیں۔ کہ حضرت باوا صاحب کی ایسے مقرب بارگاہ ایزدی سے رفاقت کیا ظاہر کرتی ہے۔ تمام جنم ساکھی تمام گرنتھ صاحب سے ہمیں کہیں یہ دکہلا یا جاوے کہ کسی جگہ کسی پنڈت نے بھی اپنی پرارتھنا کے ذریعہ ایک ڈوبتی کشتی کو بھی بچالیا۔ اور اس کا تذکرہ گرنتھ یا جنم ساکھی میں موجود ہو۔ جیسا کہ پیر جلال الدین صاحب کی دعا سے ڈوبتے جہاز کا بال بال بچنا اور پیر جلال الدین کا حضرت باوا نانک کو السلام علیکم کہنا اور پیر جلال الدین کا حضرت باوا نانک کو وعلیکم السلام کہنا وغیرہ +

سکھ گرنتھ میں وید اور قرآن میں سے کس کو عظمت ہے

اگر یہ کہا جاوے۔ کہ ہندو دہرم میں ویدوں کا ماننا ایک اصول اعظم ہے۔ تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ جسقدر سناتنی ہیں۔ وہ کل ویدوں کے قائل۔ جسقدر آریہ بھائی ہیں۔ وہ بھی شب و روز ویدوں کی پکار میں مصروف ہیں۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ وید ہندو دہرم میں ایک اصول اعظم کے طور پر تسلیم کئے گئے ہیں۔ جسطرح مسلمانوں میں قرآن شریف کی قدر ہے۔ سناتنی اور آریہ دوستوں میں وہی قدر وید کی ہے۔ ہمارے سناتنی اور آریہ دوست یہ کہتے ہیں۔ کہ سکھ ہندو ہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں ویدوں کی قدر ہے۔ آؤ اب ہم ذرا تعصب اور ضد کو بالائے طاق رکھ کر شری گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کریں کہ گرنتھ صاحب میں وید مقدس کو کن الفاظ میں یاد کیا گیا ہے۔ اگر گرنتھ صاحب وید مقدس کو عزت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تو چشم ما روشن دل ماشاد۔ اگر نہیں تو ہمارے آریہ دوستوں کو اپنے خیالات کو ضرور تبدیل کرنا پڑے گا۔ ہم اپنی طرف

سے کچھ بھی نہیں کہتے۔ جو کچھ بھی پیش کریں گے۔ وہ گرنتھ اور جنم ساکھی سے۔ یہ ایک احسن اور بے لاگ راہ ہے۔ اس امر کے کافی اندازہ لگانے کے لئے سکھ دھرم میں وید مقدس کی کیا قدر ہے۔ یہ خیال لیکر اب ہم گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔

ساست بید بکے کہڑو بھائی کرم کرو سنساری
پاکھنڈ میل نہ چوکی بھائی انتر میل ویکاری

(سورٹھ محلا پہلا)

مطلب:۔ اگر اس کا میں لفظی ترجمہ کروں۔ تو بہت ہی سخت ہو جاویگا۔ اس لئے میں اس کے مفہوم کو نہایت ہی نرم الفاظ میں آشکارہ کئے دیتا ہوں۔ ناظرین خود اندازہ لگالیں۔ کہ گرنتھ کے نزدیک وید کی کیا قدر ہے۔ بہر حال اس شلوک کا مفہوم جو نہایت ہی نرم سے نرم الفاظ میں کیا جاسکتا ہے۔ یہ ہے۔ شاستر اور وید بڑے زور و شور کے ساتھ جو لوگوں کے سامنے اعمال بجا لانے کا طریقہ پیش کرتے ہیں۔ وہ ایسا ہے۔ کہ دلی پاکیزگی اور قلبی طہارت اور گناہونکی آلودگی اور آلائش سے ہرگز اُس سے نجات نہیں مل سکتی۔ پیارو! میں نے مذکورہ بالا شلوک کا مفہوم نہایت ہی نرم اور سادہ الفاظ میں آپ لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اس سے آپ خود اندازہ لگالیں۔ کہ گرنتھ صاحب میں وید مقدس کو کن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے ؟

آؤ اب ذرا ہم اور گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کریں۔ سورٹھ محلا پہلا میں وید مقدس کے متعلق ارشاد ہے ؟

پنڈت میل نہ چوکے جو وید پڑھے جگ چار

(سورٹھ محلا)

اگر چار جگ جس میں ہندو لوگوں نے معیاد دنیا کو تقسیم کر رکھا ہے۔ ست جگ ترتیا۔ دواپر۔ کلجگ۔ یعنی اگر شروع دنیا سے لیکر تا اختتام دنیا تک بھی کوئی وید ول

کو پڑھتا رہے۔ تو بھی دل کی میل دور نہیں ہو سکتی۔

آؤ اب ہم ذرا اور گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کریں۔ شائد کوئی ایسا شلوک مل جاوے۔ جس میں وید مقدس کی تعریف کی گئی ہو۔ کیونکہ ہم ضدی اور ہٹ دھرمی نہیں ہیں۔ ہمیں حق سے واسطہ اور راستی سے سروکار ہے۔ اگر شری گرنتھ صاحب میں وید مقدس کی تعریف ہے۔ تو چشم ما روشن دل ماشاد۔ اگر نہیں تو امر مجبوری۔ اس میں بیچارہ ایڈیٹر نور کیا کر سکتا ہے۔ بہر حال آؤ ہم اس عمدہ اور نیک خیال کو لیکر گرنتھ صاحب کی اور اوراق گردانی کریں۔ چنانچہ آگے جا کر گرنتھ صاحب فرماتا ہے ؛

برہمتا مول وید ابھیاسا

تسنتے اوپجے دیلو موہ پیاسا

ترے گن بہرمے ناہیں نج گھر واسا

(گوڑی الف پدی محلا۳)

مطلب :۔ اگر میں اسکا لفظی ترجمہ کروں۔ تو شاید سخت ہو جاوے۔ اس لئے میں نہایت ہی نرم سے نرم الفاظ میں اس کا مفہوم آپ لوگوں کے سامنے رکھے دیتا ہوں اس لئے آپ خود اندازہ لگالیں۔ کہ گرنتھ صاحب میں وید مقدس کی کیا قدر ہے۔

بہر حال اس شلوک کا مفہوم جو نرم سے نرم الفاظ میں کہا جا سکتا ہے۔ یہ ہے ؛

برہما نے جو بڑی کوشش اور جانفشانی سے ویدوں کو بنایا۔ اور لوگوں کو اس پر ایمان لانے کی ہر طرح سے دعوت دی۔ مگر کچھ نہ پوچھئے۔ اگر تینوں زمانوں اور تینوں دنیا یعنی زمین و آسمان اور پتال وغیرہ میں بھی اس پر غور کیا جاوے۔ تو بھی اس پر ایمان لانے سے نجات اور مکتی کا عقدہ وا نہیں ہو سکتا ؛

آؤ اب ہم ذرا اور گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کریں۔ ممکن ہے۔ کہ شائد کوئی گرنتھ صاحب سے ایسا شلوک نکل آوے۔ جس میں وید مقدس کی تعریف ہو۔

چنانچہ جب آؤ گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔ تو ہم یہ شلوک گرنتھ صاحب میں پاتے ہیں۔

ترے گن بانی وید وچار
بکھیا میل بکھیا دا پار

اگر میں اس کا لفظی ترجمہ کروں۔ تو شاید سخت ہو جاوے۔ اس لئے میں یہی کوشش کروں گا۔ کہ نرم سے نرم الفاظ میں اس کا مفہوم ہی ادا کر سکوں۔ چنانچہ نرم سے نرم الفاظ میں جو اس شلوک کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ ہے:

اگر تر پتی یعنی برہما اور وشن اور مہیش بھی اکٹھے بیٹھ کر ویدوں پر غور و خوض کریں تو وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ ویدوں کا پڑھنا اور ان پر غور کرنا تحصیل حاصل ہے آؤ اب ہم ذرا اور گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کریں۔ شاید کوئی ایسا شلوک نکل آوے۔ جس میں وید مقدس کی تعریف یا تائید ہو سکے۔ گرنتھ صاحب کہتا ہے:

سمرت ساست رشاستر) بہو استار
مایا موہو پسریا پاسار
(مارو محلا ۵)

اس کا سادہ اور نرم الفاظ میں یہ مطلب ہے۔ کہ اگر شاستروں پر ہم غور و خوض کریں۔ تو ہم مجبوراً اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ آخرت سے بے فکر ہو کر دنیا سے دل لگاؤ۔ پیارو! یہ بات ہر ایک جانتا ہے۔ کہ دنیا کے جنجال کبھی انسان کو مکتی اور نجات کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتے۔ اس پر حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ خود ہی غور فرما لیویں۔ کہ وہ چیز جو آخرت کی نسبت دنیا کی طرف ہماری زیادہ رہنمائی کرتی ہے۔ وہ کہاں تک مذہبی نکتہ خیال سے ہمارے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ پھر آگے چلکر گرنتھ صاحب فرماتا ہے:

پڑھ رہے سگلے وید نہ چوکے من بھید

ارتھ! اے لوگو۔ اگر تمام ویدوں کو پڑھو۔ تو بھی دوئی کا پردہ دُور نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اشارہ الہام کی طرف ہے۔ وید مقدس کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آدسرشٹی میں ایشور رشیوں اور منیوں سے ہم کلام ہُوا۔ مگر اس کے بعد خواہ کوئی کتنی ہی تپسیا اور ریاضت وغیرہ کیوں نہ کرے۔ کسی سے بھی ہمکلام نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ہمکلام ہونا ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے دوئی کا پردہ دور ہو کر انسان کو ایشور پر حق الیقین ہوتا ہے۔ بدوں اس کے نہیں۔ چنانچہ دوسروں شلوکوں سے گرنتھ نے اس امر کو بالکل صاف اور واضح کر دیا ہے۔ لکھا ہے۔

ٹھاکر ہمارا سدا بلنتا ✻ سرب جہان کو پربھ دان دیتا

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ ہمارا خدا تو ہر وقت ہم سے کلام کرتا ہے۔ اور تمام ذی ارواح کا وہی رازق ہے ؛

چنانچہ الہام کے متعلق گرنتھ صاحب آدسری راگ محلہ پہلا میں درج ہے ؛

انہد بانی پائیئے تاں ہومیں ہوئے بناش

یعنی الہام ربانی سے مستفیض ہونے سے تمام دنیوی خواہشات کا استیصال ہو جاتا ہے پھر لکھا ہے۔

شبد سوہاونے پائیئے گورو وِچار

یعنی الہام ایک نہایت پیاری اور دلربا چیز ہے۔ مگر اس نعمت غیر مترقبہ سے وہی مستفیض ہو سکتے ہیں۔ جو اس کی قدرتوں پر ایمان لاویں ؛

ویدوں کے متعلق آگے چلکر لکھا ہے۔

وید بانی جگ ورتتا ترے گن کرے وِچار ؛ بن ناویں جم ڈنڈ سہے مر جنمے وار دوار

(مارو محلا پہلا)

مطلب :- وید مقدس نے جو سب سے زیادہ گیان اور معرفت کی بات لوگوں کے سامنے پیش کی وہ یہ تھی۔ کہ ہمیں تناسخ میں ڈالا جاویگا۔ اور ۸۴ لاکھ جونوں سے گذرنا پڑے گا۔

آؤ اب ہم ذرا اور غور سے گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کریں۔ ممکن ہے۔ کوئی ایسا عمدہ اور اچھا شلوک نکل آوے جس میں وید مقدس کی تعریف ہو۔ چنانچہ جب ہم یہ خیال لے کر گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔ تو ہم کیا پاتے ہیں۔

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہر نام چت نہ آوے نہ نہج گھر ہووے واس

(ملار محلا ۳ گرنتھ صاحب سے)

اسکا لفظی ترجمہ کرنا تو ذرا مشکل ہے۔ مگر نرم سے نرم الفاظ میں جو اسکا مفہوم ادا کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے :- بڑے بڑے رشی اور منی اور پنڈت بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے۔ مگر وہ خدا کی معرفت سے بیگانہ ہی رہے۔ اور جب معرفت ہی نہ ہوئی۔ تو پھر اور کیا امید ہو سکتی ہے۔ پھر آگے لکھا ہے۔

برہما چار ہی وید بتا ئے ۔ سرب لوگ تہیں کرم چلائے
جن کی لو ہر چرنن لاگی ۔ تیئیں بیدن سے بھے بھاگی
جن من ہر چرنن ٹھہراؤ ۔ سو سمرتن کے راہ نہ آؤ

مطلب :- جو نرم سے نرم الفاظ میں کیا جا سکتا ہے۔ برہما نے چار وید بنلائے تمام لوگوں کو ان پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ مگر جنکی محبت خدا سے لگ گئی۔ وہ ویدوں سے آزاد ہو گئے اور جن کے دلوں پر اس ذات باری کا پرتو پڑ گیا۔ بھلا اُن پر وید کیسے ٹھہر سکتے ہیں۔

آؤ اب ہم ذرا تعصب اور ضد اور ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھ کر گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی سے قرآن کریم کے متعلق فتوے ڈھونڈیں۔ کہ قرآن شریف کے متعلق سکھ دھرم کے گرنتھ کیا فرماتے ہیں ÷

واراں بھائی گورداس جی جو سکھوں میں نہایت ہی معتبر کتاب مانی جاتی ہے۔ جو سکھوں کے ہاں مسلمہ ہے۔ کہ واراں بھائی گورداس گرنتھ صاحب کی کلید ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس میں قرآن کریم کے متعلق کیا فرمایا ہے۔ واراں بھائی گورداس صفحہ ۱۲ پر بھائی گورداس جی فرماتے ہیں۔

بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھارے بن والی
آسا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلے دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری

مطلب:۔ باوا صاحب حج کعبہ کے لئے روانہ ہوئے نیلے کپڑے پہن کر ہاتھ میں عصاء بغل میں کتاب (یعنی قرآن شریف) کوزہ وضو کے لئے۔ نماز پڑھنے کے واسطے مصلے۔ اذان دیتے ہوئے اور اس جگہ جا کر بیٹھ گئے۔ جہاں مسجد میں حاجی بہ نیت حج بیٹھے ہوئے تھے۔

اب اس جگہ دیکھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب نے قرآن شریف کو کس عزت سے اپنے پاس رکھا۔ ابھی بس نہیں۔ ذرا اور آگے چلیئے۔ جنم ساکھی کلاں جو سکھوں میں ایک معتبر کتاب ہے اور بھلا یہ معتبر بھی کیوں نہ ہو جس کے لکھنے والے سکھ صاحبان کے دوسرے گورو باوا انگد جی مہاراج اور لکھانے والے بھائی بالا جی جو شروع سے لیکر اخیر تک حضرت باوا صاحب کے ہم رکاب رہے ہے۔

اس جنم ساکھی کلاں کے صفحہ ۲۲۰ پر حضرت باوا صاحب یہ شلوک درج فرماتے ہیں۔

تیہیے حرف قرآن دے تیہیے سپارے کیں
تسو چہ پند نصیحتاں سن سن کرو یقین

مطلب:۔ قرآن شریف کے تیس حروف (عربی زبان کے تیس حروف ہیں) اور قرآن کریم کے تیس ہی پارے ہیں۔ اس میں لا انتہا نصیحتیں ہیں۔ اے سننے والو ان گیان اور معرفت کی باتوں کو یہ نہیں۔ کہ اس کان سے سنو اور اس کان سے نکال دو

بلکہ اس پر ایمان لاؤ۔

پھر جنم ساکھی کلاں میں درج ہے ؛

توریت۔زبور۔انجیل ترے پڑھ سُن ڈٹھے وید

رہی کتاب قرآن کل جگ میں پروان

باواصاحب فرماتے ہیں۔کہ توریت کو ہم نے پڑھا۔زبور اور انجیل اور ویدوں تک کو ہم نے ٹٹولا۔اگر اس فیج اعوج کے زمانے میں کوئی کتاب دنیا کی رہبری اور رہنمائی کاموجب بن سکتی ہے۔تو وہ صرف قرآن شریف ہی ہے ؛

پیارو! اپنے سکھ دہرم کے مسلمہ گرنتھوں سے وید اور قرآن شریف کے متعلق جو فتوے یا خیال تھا۔وہ آپ لوگوں کے سامنے بدوں کسی لاگ ولپیٹ کے رکھدیا ہے ؛

اب سوائے اس کے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔کہ اللہ تعالےٰ ہمیں حق پہچاننے کی توفیق عطا فرماوے۔اور ہم بقول حضرت باواصاحب قرآن شریف کے نصائح اور گیان اور معرفت کی باتوں کو اس کان سے سُن کر اُس کان سے نہ نکال ڈالیں۔بلکہ اس پر عمل کریں۔اور ایمان لائیں۔کیونکہ اس میں ہی ہماری فلاح اور نجات ہے ؛

گُرو جس کے اس رہ پہ ہو ویں فدا

وہ چیلہ نہیں جو نہ دے سر جھکا

یا اللہ۔تُو توفیق عطا فرما۔تجھے سب توفیق ہے رب الورا ؛

حضرت مسیح موعود کا ذکر گرنتھ اور جنم ساکھی میں

ہمارا یہ ایمان اور یقین ہے۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ خدا کے پیارے بھگت اور ولی اللہ تھے۔ وہ اپنی قدسی قوت اور مظہر قلب کی وجہ سے ہندو بزرگوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ ان کا کلام معرفت نامہ کا سمندر۔ ان کی بانی توحید کا دریا۔ ان کے نصائح دین و دنیا کی رہبری کا کامل ذریعہ۔ ان کے اقوال توحید ربانی کے گلاب و چنبیلی کی خوشبو سے معطر ہیں۔ مجھے آپ کی کلام سے اسقدر محبت ہے۔ کہ میں کئی دفعہ آپکے کلمات طیبات کو پڑھتا پڑھتا حالت وجد میں ڈوب جاتا ہوں۔ جن دنوں خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم اور ارشاد کے ماتحت گرنتھ اور جنم ساکھی سے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال متعلقہ اسلام یکجا جمع کر رہا تھا۔ تو ایک دفعہ حضرت اقدسؑ نے مجھے فرمایا۔ "کہ میں نے رویا میں باوا نانک کو مسلمان پایا۔ اور انھوں نے مجھ سے اسلام کے متعلق بہت سی باتیں کیں۔ جو اس وقت مجھے یاد نہیں رہیں۔"

اسی طرح کچھ عرصہ ہوا۔ کہ خاکسار ایڈیٹر نور نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بڑا مہنت ہے جس کے پُر جلال چہرے پر نظر نہیں ٹک سکتی۔ وہ گیروے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اس کے چہرے کا رنگ سُرخ اور داڑھی سفید ہے۔ اس نے مجھے ایک کتاب دی۔ اور ساتھ ہی ایک نہایت ہی خوبصورت قلم عطا فرمائی۔ اور کہا کہ یہ کتاب لو اسے پڑھو اور یہ قلم لو اس سے اشاعت اسلام کیلئے پُر زور مضامین لکھو۔ یہ کہہ کر آپ غائب ہو گئے۔

چونکہ ان دنوں آریہ سماج کا بہت زور تھا۔ اور خصوصاً راجپوتانہ میں آریہ سماج سینکڑوں برائے نام مسلمانوں کو آریہ وغیرہ بنا رہے تھے۔ تو میں نے یہی سمجھا۔ کہ آریہ سماج کی تردید اور اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کرنے سے مراد ہے۔

اس سے بہت لوگ واقف ہیں۔ کہ جب میں نے اپنا اخبار نکالا مجھے آریہ سماج سے چنداں واقفیت

نہ تھی۔ اس کے بعد میں نے لگاتار آریہ سماج کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ اور چند ہی دنوں میں تمام آریہ سماج کی کتابیں پڑھ ڈالیں۔ اور آریہ سماج کی تردید میں ایسے ایسے زبردست مضامین اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی قلم سے لکھوائے۔ کہ آج تک کوئی آریہ سماجی ان کا جواب نہیں دے سکا۔ ان مفید ترین مضامین کو سکھوں نے آریہ سماج کے ردّ میں اپنے کالموں میں لیا۔ اور اب تمام آریہ سماج کے اصول اور ان کی تعلیم اور ان کی کتابوں کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ مگر حضرت باوا نانک رحؒ کی تعلیم آریہ سماج پر ایک حجّت تامہ ہے۔ کیونکہ حضرت باوا نانک ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوئے۔ ہندوؤں کی کتابوں کو پڑھا۔ ویدوں کا مطالعہ کیا۔ اسی طرح دوسرے مذاہب کی کتب کا بھی مطالعہ کیا۔ اور کل مذہبی دنیا پر نظر ڈالی۔ اور آخر لے دیکر حضرت باوا نانک کی نظر اگر کہیں جا کر ٹکی۔ تو وہ صرف قرآن شریف پر جیسا کہ حضرت باوا نانک اپنے ایک شلوک میں فرماتے ہیں۔ صفحہ

توریت۔ زبور۔ انجیل ترے سن ڈٹھے وید
رہی قرآن کتاب کل جگ میں پروان

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ توریت اور زبور اور انجیل کو ہم نے بغور پڑھا۔ ویدوں پر بھی خوب غور کیا۔ مگر آجکل اگر کوئی کتاب دنیا کے لئے ہدایت کامل کا موجب ہو سکتی ہے۔ تو وہ صرف قرآن شریف ہی ہے۔

پھر صرف اسی پر بس نہیں ہے۔ آگے چلکر حضرت باوا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ان دنوں اگر نفسانی خواہشات سے بچنے کے لئے کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے۔ یا شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے اگر کوئی ڈھال ہو سکتی ہے۔ تو وہ صرف کلمہ طیبہ ہے جیسا کہ حضرت باوا صاحب اپنے ایک شلوک میں فرماتے ہیں۔

کلمہ اک یاد کر اور نہ بھا کھو بات ٭ نفس ہوائی رکن دین نس سیں ہوئیں مات

(جنم ساکھی کلاں ص ۲۲۲)

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی ورد کرو کیونکہ نفسانی خواہشات اور شیطانی وساوس اس سے دور ہو سکتے ہیں۔

ممکن ہے بعض لوگ یہ کہدیں۔ کہ اس کلمہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والا کلمہ مراد نہیں بلکہ کوئی اور کلمہ مراد ہے۔ تو اس وسوسہ اور شبہ کو دور کرنے کے لئے حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں ؎ جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۴۱

پاک پڑھیو کلمہ رب دا محمدؐ نال ملائے - ہویا معشوق خدائیدا ہویا تُل الٰہیہ

یعنی خدا کا کلمہ پڑھو۔ وہ خدا کا کلمہ کونسا ہے۔ جس کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیونکہ جناب رسول اکرمؐ خدا کا پیارا بھگت تھا اور اُس نے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کردیا تھا۔

اب آپ خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ جو شخص اسلام کا اس قدر گرویدہ ہو جس کے ہر ہر روم سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ندا آ رہی ہو جس نے دو دفعہ خانہ کعبہ کی زیارت کی ہو۔ اور جسکا سینہ معرفت سے روشن اور منوّر ہو چکا ہو۔ اور وہ دنیا میں ایک آنیوالے عظیم الشان انسان جس نے اپنی زبردست جنجھوڑ سے تمام دنیا میں ایک تھلکہ مچا دیا جس نے آریوں کے مذہب کی حقیقت کو اسطرح آشکارہ اور مبرہن کردیا۔ کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی کیا کریگا۔ تثلیث کے طلسم کو ایسا اڑایا کہ اب کوئی عیسائی کم از کم احمدیوں سے بات کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکتا۔ سناتنیوں کو سیدھا راہ بتلایا۔ سکھوں کو ان کے گورو کا حقیقی مت دکھلا کر ان کی کامل رہبری اور رہنمائی فرمائی۔ گویا مذہبی دنیا میں ایک بھونچال لا دیا۔ اور ایک ایسا شدید زلزلہ بپا کردیا۔ کہ لوگ حواس باختہ ہو گئے۔ قبل ازیں اسلام پر اندھا دھند حملے ہو رہے تھے۔ مگر اس خدا کے پیارے کی زبردست قلم (جس میں برقی طاقت کام کر رہی تھی) نے کل مذہبی دنیا میں ایسا زلزلہ بپا کیا۔ کہ کسی کو اس کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ ہو سکی جس نے حضرت باوا نانک کے متعلق یہی سچائی کو ظاہر کیا۔ جو چار سو سال

سے لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ تو بھلا جب حضرت مسیح موعود نے حضرت باوا نانک پر ایسا عظیم الشان احسان کیا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ کہ حضرت باوا نانک صاحب ایسے عظیم الشان خدا کے پیارے کی آمد کی لوگوں کو اطلاع نہ دیتے۔

چنانچہ حضرت باوا نانک جنم ساکھی میں جس کا راوی بھائی بالا جو ہمیشہ سے حضرت باوا صاحب کے ہمرکاب رہا اور لکھنے والے سکھوں کا دوسرا واجب الاحترام گورو حضرت باوا انگد ہیں۔ آپ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۵۰ پر فرماتے ہیں۔ اصل عبارت حسب ذیل ہے۔

"مردانے کہیا جو نرنکار وچ تے آپ وچ کوئی فرق نہیں۔ تاں گورو جی کہیا۔ مردانیاں۔ کرتار توں سبھے پیارے اِکو جیسے ہیں۔ پھر مردانے کہیا۔ گورو بھگت کبیر جیسا بھی کوئی بھگت ہوسی۔ تاں گورو نانک صاحب نے کہیا۔ کہ مردانیاں جٹیڑ زمیندار ہوسی۔ پر اسان پچھے ستو سال تھیں بعد ہوسی۔ اک نرنکار دی آس رکھسی۔ تاں مردانے کہیا۔ کیہڑی تھائیں ہوسی۔ تے کیہڑے ملک وچ ہوسی۔ تاں گورو جی نے کہیا۔ مردانیاں وٹالے دے پرگنے وچ ہوسی۔ سُن مردانیاں! نرنکار دے بھگت اکو رُوپ دے ہندے ہین۔ پر اوہ کبیر نالوں وی وڈا ہوسی۔ شری گورو جی مردانے اگے سینا پربت توں، ایہہ گل کر دے چلے گئے۔"

مطلب:۔ حضرت باوا نانک نے مردانے کو کہا۔ خداوند تعالےٰ کے سب بھگت یکساں ہیں۔ پھر مردانے نے کہا۔ کہ کیا کوئی خدا کا بھگت اور پیارا کبیر سے بھی بڑھ کر ہوگا تو شری گورو نانک جی نے کہا۔ ہاں مردانیاں ایک زمیندار ہوگا۔ اور ہم سے صد سال پیچھے کے زمانہ میں ہوگا۔ یعنی سو سال کے بعد کے آنے والے زمانہ میں ہوگا۔ اس کے اندر نہیں وہ صرف ایک واحدہٗ لاشریک کا ہی سہارا لیگا۔ علاوہ خدا کے وہ اور کسی پر نظر نہیں رکھیگا۔

تو مردانے نے کہا۔ وہ کس جگہ ہوگا۔ اور کس ملک میں۔ تو حضرت باوا صاحب نے جواب دیا۔ کہ بٹالہ کی تحصیل میں ہوگا۔ اگرچہ سب خدا کے پیارے ایک ہی روپ ہوتے ہیں۔ مگر اے مردانیاں! وہ بھگت کبیر سے بھی بڑا ہوگا۔ گورو صاحب مردانہ سے یہ کہتے ہوئے سینا پہاڑ کی طرف چلے گئے۔

اس عظیم الشان پیشگوئی میں بہت سی باتیں قابل غور اور سبق آموز ہیں۔ اوّل جب باوا صاحب نے مردانہ کو یہ کہا۔ کہ ہند میں ایک عظیم الشان بھگت ہوگا۔ تو مردانہ نے کہا۔ کہ کیا وہ کبیر سے بھی بڑا ہوگا۔ تو حضرت باوا صاحب نے فرمایا۔ کہ اگرچہ خدا کے سب پیارے ایک روپ کے ہی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون یعنی خدا کے سب پیاروں پر ایمان لانا چاہیئے کیونکہ وہ سب خدا کے ہی بھیجے ہوئے ہیں۔ مگر اے مردانہ! جو آئندہ ہندوستان کا پیارا آنیوالا ہے۔ وہ کبیر سے بھی بڑھ کر ہوگا۔ ہم نے اسے بھگت کبیر سے فضیلت دی ہے۔ اگرچہ سب خدا کے پیارے خدا کی طرف سے ہیں۔ مگر ایک خدا کے پیارے کو دوسرے خدا کے پیارے پر فضیلت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجٰت (پ ۳ ع ۱) "بزرگی دی ہم نے بعض پر بعض ان میں سے وہ ہیں۔ کہ ہمکلام ہوا خدا ان سے اور بلندی کے درجات ہیں"۔ اسی طرح حضرت باوا نانک نے مردانے کو کہا۔ کہ اب جو آئندہ خدا کا بھگت آنیوالا ہے۔ اس کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ پھر مردانے نے کہا۔ کہ وہ کتنے عرصہ کے بعد آئیگا۔ تو باوا صاحب نے کہا۔ کہ وہ ہم سے نناوٗ سال کے بعد زمانہ میں آئیگا۔ پھر مردانے نے کہا۔ کہ وہ کون ہوگا۔ اور کس جگہ؟ تو باوا صاحب نے کہا۔ کہ وہ زمیندار ہوگا۔ اور بٹالہ کی تحصیل میں ہوگا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود زمیندار تھے۔ اور آپ تحصیل بٹالہ میں

پیدا ہوئے ۔ دیکھئے حضرت باوا نانک کی یہ پیشگوئی کیسی واضح اور صاف ہے حضرت مسیح موعود باوا نانک کے سو سال کے بعد کے زمانہ میں مبعوث ہوئے ۔ آپ زمیندار خاندان کے ایک معزز گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ اور قادیان تحصیل بٹالہ میں واقعہ ہے ۔ سبحان اللہ کیسی واضح اور بیّن پیشگوئی ہے ۔ اسی طرح حدیث شریف میں بھی وارد ہے ۔ کہ آنیوالا مسیح زمیندار خاندان سے تعلق رکھیگا ۔

اللہ تعالیٰ کسطرح اپنے پیارے بھگتوں کے نشان کھول کھول کر بتاتا ہے ۔ سبحان اللہ کیسی بیّن اور واضح پیشگوئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تا زیست ایسے عظیم الشان انسان کے دامن سے وابستہ رکھے ۔ اور اللہ تعالیٰ کل دنیا کو ایسے عظیم الشان انسان سے وابستہ کردے ۔ تاکہ سب کے لئے نجات کے دروازے وا ہو جائیں ۔ آمین یارب العالمین!!

اس پیشگوئی میں حضرت باوا نانک صاحب نے بتلایا ہے ۔ کہ میرے بعد جو سو سال کے پیچھے آئیگا ۔ وہ صرف خدا پر سہارا رکھیگا ۔ اب دیکھو حضرت مسیح موعود نے دعاؤں پر کسقدر زور دیا ہے ۔ آپ کے ہر لفظ سے دعا اور خدا کا سہارا اظہر ہے ۔ اس فیج اعوج میں جبکہ لوگوں کے قلوب سے خدا خوفی اور خدا ترسی بالکل مفقود ہو چکی تھی ۔ لوگ دعاؤں کو جو اسلام کی روح رواں ہے ۔ ایک پھٹیل چادر کی طرح پھینک رہے تھے ۔ حضرت مسیح موعود نے لوگوں کو بتلایا ۔ کہ جس دعا کی چادر کو تم خراب اور دریدہ سمجھ کر پھینک رہے ہو ۔ درحقیقت یہ ایک ایسا کمبل ہے ۔ جو تمہیں سردیوں سے بچاتا ۔ گرمیوں سے بادسموم میں پناہ دیتا ہے ۔ تم نے دعا کی چادر کو اتار کر دیکھ لیا ۔ کہ پوس اور ماگھ کے جاڑے کی سرد ہوا کسطرح تمہارے اجسام کو چھید رہی ہے ۔ تم نے اس چادر کو پرے پھینک کر دیکھ لیا ۔ کہ جیٹھ اور اساڑھ کی گرمیوں کی لو ۔ اور بادسموم کسطرح تمہارے بدن کو جھلس رہی ہے ۔ تم نے اس دعا کی چادر کو اتار کر معلوم کر لیا ۔ کہ اب تم کیسے بے پر ہو گئے ۔ اگر تم چاہتے ہو ۔ کہ دنیا میں ترقی کرو ۔ اگر تم چاہتے ہو

کہ سردیوں میں اجسام کو چھیدنے والی سرد ہوا سے محفوظ رہو۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ گرمیوں کی جھلسنے والی ہوا سے حفاظت میں رہو۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ وہ ستار تمہاری ستاری کرے تو تم پھر اس دعا کی چادر کو لیکر اوڑھ لو۔ جسکو اوڑھ کر لوگ حیوان سے انسان اور انسان سے با خدا انسان بن گئے۔ تو حضرت باوا نانک کی پیشگوئی سے اگر کوئی برگزیدہ کبیر بھگت سے افضل نظر آتا ہے۔ اور باوا صاحب کی پیشگوئی کے حرف حرف پر پورا اترتا ہے۔ تو وہ میرا آقا صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہے۔ پھر آگے گرنتھ صاحب میں اس پیشگوئی کو نہایت واضح اور مبرہن کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

نپیر اشمس کا کاٹا سیسا ۔ شری اس گیت جگت کے عیسیٰ
پہوپن بر شٹ گگن تے بھئی ۔ سب ہن آن دوہائی دی
دھنیو دھن لوگن کے راجا ۔ دشٹن وہ غریب نوازا
اخل بھون کے سرجنہارے ۔ داس جان موہ لیوا او بھارے
کبہیو واپر بنیتی چوپی ۔ ہمری کرو ہاتھ دی رشا
پورن ہووے چیت کی اِشا ۔ تب چرنن من رہے ہمارا
اپنا جان کرو پرت پارا ۔ ہمرے دشٹ سبھی تم گھاؤ
آپ ہاتھ دے موہ بچاؤ ۔ سکھ دسے مورو پر وارا
موہ رشیا نج کر دے کرئیے ۔ سب برن کے آپ سنگھریئے
پورن ہووے ہماری آسا ۔ تور بھجن کی رہے پیاسا
تمھیں چھوڑ کر اور نا دھاؤں ۔ جو بر چاؤں سو تم سے پاؤں

اس جگہ گرنتھ نے جنم ساکھی کی مذکورہ بالا پیشگوئی کو قطعی صاف اور واضح کردیا۔ لکھا ہے۔ کہ اسکا نام عیسیٰ ہوگا۔ اور وہ صرف خاص قوم اور خاص ملک کے لئے نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام جگت یعنی روئے زمین اور کل دنیا کے واسطے مسیح ہوگا۔ اور اسکی تلوار دعا ہوگی۔ اور اس دعا کی تلوار سے ہی اپنے دشمن کا سر کاٹیگا۔ اس کی دعاؤں میں خاص سوز وگداز ہوگا۔ وہ دعا کے ہتھیار سے ہی اپنے زبردست مقابل میں آنیوالے دشمن کا سر کاٹیگا۔ ذرا پنڈت لیکھرام کے متعلق پیشگوئی کو پیش نظر رکھا جاوے اُسکی دعاؤں کو آسمان قبول کریگا۔ فرشتے آسمان سے پھولوں کی بارش کریں گے۔ سب لوگ مبارک مبارک کہینگے۔ اس کی دعائیں ظالموں کیلئے آہ خانہ سوز ہونگی۔ اور غریبوں کے واسطے ابر رحمت آگے گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ کوئی تعجب اور اچنبے کی بات نہیں ہے۔ وہ خدا جو تمام کائنات کا خالق ہے۔ اُس کے سامنے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اے خدا مجھے اپنا غلام سمجھ کر اپنی چھاتی سے لگا۔ ہماری بھی دعا اور پرارتھنا ہے۔ کہ اپنی رحمت کے ہاتھ ہمارے سروں پر رکھ کر اپنی حفاظت میں لیلو میری یہی خواہش ہے کہ آپکی رحمت کا ہاتھ ہمیشہ اور ہمیشہ کیلئے ہمارے سروں پر رہے میرا دل ہمیشہ اور ہمیشہ کیلئے آپکے قدموں میں ہی لگا رہے مجھے آپ داس سمجھ کر اپنے چرنوں سے لگالو ہمیں تمام دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھو۔ اور اپنی رحمت کا ہاتھ ہمیشہ اور ہمیشہ کیلئے ہمارے سروں پر رکھو۔ ہماری یہی خواہش ہے کہ آپکی عبادت اور بھجن کی خواہش اور آرزو کبھی سرد نہ پڑے وہ وقت کبھی اور کبھی نہ آئے کہ جب ہماری آنکھیں آپکے قدموں سے ہٹ کر ادھر اُدھر کو جھانکیں ہم اپنی ضرورتوں کے لئے آپکا دروازہ ہی کھٹکھٹائیں۔ اب دیکھئے دنیا کیلئے عیسیٰ کون ہے کسکی دعائیں ظالموں کے لئے آہ خانہ سوز ثابت ہوئیں کسکی دعائیں غریبوں کیلئے ابر رحمت ثابت ہوئیں کسکی دعاؤں کو آسمان نے قبول کیا۔ کسکی دعاؤں سے خوش ہوکر آسمان نے فرشتوں کے ذریعہ پھولوں کی بارش کی کسکی دعاؤں کی عام قبولیت دیکھکر چاردانگ عالم سے واہ واہ اور سبحان اللہ سبحان اللہ کا شور بپا ہوا۔ دیکھو اور غور کرو۔ غور ! غور ! غور !!! اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے آمین ثم آمین۔ اگر مجھے مضمون کی طوالت کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں اور بھی بہت سے حوالجات گرنتھ صاحب وغیرہ سے پیش کرتا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی کے متعدد حوالجات سے اس امر پر روشنی ڈالونگا۔ اور وہ ایسے بیّن اور واضح اور اظہر حوالہ ہونگے۔ کہ ان کے پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے ایمان تازہ ہونگے۔ دوست دعا فرماویں۔ کہ مولیٰ کریم مجھے توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار

نور

جسکے دل میں پیارے دین متین اسلام کے لیئے ذرا بھی تڑپ ہوگی وہ اس امر کو محسوس کیئے بغیر نہیں رہ سکیگا۔ کہ آجکل ادیان غیر کی طرف سے کیسی بے باکی اور سفاکی سے اِس باغِ ملت کی جڑھوں پر تیر چلایا جا رہا ہے۔ جسکے پودوں کی آبیاشی ہمارے سیدّ و مولٰے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ کے خون کے ساتھ کی گئی تھی سو ہم نے ادیان غیر کے حملوں سے اسلام کو بچانے کے لیئے اخبار نور نامی جاری کیا ہے جو ایک ماہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے۔ گرنتھ اور جنم ساکھی سے کمال وضاحت اور صراحت سے اِس امر کو آشکارہ کیا جاتا ہے کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ویدک دھرم سے بیزار اور اسلام کے عاشقِ زار تھے۔ ستیارتھ پرکاش۔ رگ وید بھاشی بھومکا منوسمرتی غرضیکہ آرین مذہب کی مستند کتب سے اس امر کو ظاہر کیا جاتا ہے کہ آریہ دھرم ناممکن العمل ہے۔ اسی طرح کمال متانت اور سنجیدگی سے مسیحی مذہب کی مسلمہ کتب سے اس امر کو اظہر کیا جاتا ہے۔ کہ مسیحی مذہب اور اسلام میں سے کونسا مذہب ہمارے لیئے نجات کا دروازہ وا کرتا ہے گویا کہ یہ پندرہ روزہ اخبار حقیقی معنوں میں مذہبی سائیکلو پیڈیا ہے۔ اور تمام ہندوستان میں یہی ایک اخبار ہے جو سکھوں اور آریوں میں سینہ سپر ہو کر اشاعت اسلام کے اہم فرض کو بجا لا رہا ہے۔ سالانہ قیمت صرف عہ نمونہ کیلئے ۲ر کا ٹکٹ آنا چاہیئے +

ملنے کا پتہ

مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور